ڈائمنڈ جوبلی شمارہ

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

ماہنامہ

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

اسلام آباد

شمارہ نمبر 100	قیمت ڈائمنڈ جوبلی شمارہ 50 روپے	جنوری/فروری 2009ء



خانقاہ معلی صوفیہ نوربخشیہ چھتچن خپلو کا ایک خوبصورت منظر جس کی بنیاد حضرت امیر کبیر سید علی ہمدانی نے رکھی

امیدوں کا مرکز

اہل صوفیہ نوربخشیہ کے خوابوں کی تعبیر اور نظریاتی دفاع کی امیدوں کا مرکز

مدرسۂ شاہ ہمدان سکردو کے ساتھ تعاون کی اپیل

اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس کی نظر کرم اور تمام اہل نوربخشیہ کے تعاون کے بدولت مدرسہ شاہ ہمدان سکردو (رجسٹرڈ) عرصہ نو سال سے بطریق احسن قوم کے نونہالوں کو معیاری دینی تعلیم اور مروجہ تعلیم کے زیور سے آراستہ کرنے میں دن رات کوشاں ہے۔ اب تک کافی تعداد میں طلباء فارغ التحصیل ہوکر اپنے اپنے علاقوں میں ملک وملت کے لئے خدمات انجام دینے میں مصروف ہیں۔ اس وقت بلتستان کے طول وعرض سے 85 طلباء زیر تعلیم ہیں جن کو قیام وطعام، خوراک وپوشاک اور تمام تعلیمی اخراجات اور طبی سہولت بھی میسر ہیں۔ مزید برآں پانچ اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کرام اپنی بہترین صلاحیتوں کو بروئے کار لاتے ہوئے ان طلباء کو قرآن وحدیث، فقہ، اصول منطق اور تعلیمات شاہ ہمدانؒ وسید محمد نوربخشؒ سے ہم آہنگ تعلیم وتربیت دینے میں مصروف ہیں۔ علاوہ ازیں محلہ کے نوربخشی بچوں کی ایک کثیر تعداد کو ناظرہ، قرآن مجید، دعوات صوفیہ، فقہ اور صوم وصلوٰۃ کی تربیت دی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور اہل نوربخشیہ کی تعاون کے بدولت مدرسہ شاہ ہمدان کی دو منزلہ نئی عمارت جس میں طلباء کے لئے ہاسٹل، کلاس رومز، لائبریری، دفتر اور کانفرنس ہال پر مشتمل ہے تکمیل کو پہنچ چکی ہے۔ موجودہ اور آنے والی نسلوں کے لئے یہ عظیم دینی درسگاہ اغیار کے نظریاتی یلغار کو روکنے کا واحد دفاعی قلعہ ہے جسے ہر حال میں مستحکم رکھنا پوری ملت نوربخشیہ کی ذمہ داری ہے۔ مدرسہ کی انتظامیہ تمام اہل نوربخشیہ کی تعاون کے بغیر اس عظیم ذمہ داری کو احسن طریقے سے انجام نہیں دے سکتی۔ یاد رہے! ماضی میں زوال کے اسباب اغیار کی پیروی ٹھہرے ہیں۔ اس تلخ تجربہ کے بعد احیاء تصوف کے لئے تمام اہل صوفیہ نوربخشیہ کی کوشش جرأت مندانہ رہی ہے۔ قوم سے امید کی جاتی ہے کہ وہ ہر قدم پر اس جدوجہد کو جاری رکھیں گے۔ آخر میں تمام اہل نوربخشیہ چاہے وہ دنیا کے کسی بھی حصہ میں مقیم ہوں ان سے گذارش ہے کہ وہ اس دینی قلعہ کے استحکام کے لئے حسب توفیق مالی، قولی اور قلمی تعاون کو جاری رکھیں۔ مالی امداد نقدی، غلہ، آٹا، سبزی، مویشی وغیرہ کی صورتوں میں دی جاسکتی ہے۔ اس سلسلے میں ہر علاقہ کے لوگ شہر ہو یا گاؤں ہو۔ اپنی اپنی بساط کے مطابق جمع کر کے نمائندہ کی وساطت سے مدرسہ کی انتظامیہ تک پہنچادیں یا مطلع فرمائیں۔

تعاون کا طلبگار

انتظامیہ مدرسہ شاہ ہمدانؒ (رجسٹرڈ) -

سیٹلائٹ ٹاؤن، سکردو

نوای صوفیه باشد علم بردار راه حق

سروده: دکتر محمد حسین تسبیحی رها

نوای صوفیه باش علم بردار عرفانی — سخن از عشق حق گوید، به جان و دل گل افشانی
نوای صوفیه آمد مثال گل شده خوشبو — طریق نوربخش است و جهان پاک ایمانی
سخن غازی محمد را نسیم عشق حق جوید — به کوشش راه حق پوید رود راه هدایتی
نسیم بخت عرفان، نوای صوفیه آمد — به کاروبار عرفانی کند تفسیر قرآنی
طبیب جان و دل باشد حسین مرد جوان غازی — کمال او بود شعر و سخن از لطف یزدانی
شده بنیان گذار این نوای صوفیه غازی — به همت کرده همراهی، به نعت کعبه او بانی
خدا یارش بود هر جا نسیم غازی دانا — که دارد مسلک خوبان، نقیب روح ریحانی
ابوالعرفان علامه محمد شد بشیر حق — مدیر و ناشر آمد این امیر ملک عرفانی
همو علامه دوران، همو داننده ایمان — همو فخر همه مردان، همو چون ماه ماهانی
بسی کوشش کند هر دم ابوالعرفان علامه — که باشد عالم عرفان، حقیقت را جهانبانی
نوای صوفیه دارد صدای نوربخشیه — به تکلیف و به اسکردو بود مشهور و نورانی
نوای صوفیه گوید همه گویای حق باشد — کند روشن به حرف حق، طریق و راه ظلمانی
تصوف را کند احیاء مقالات دل انگیزش — به شعر و نثر عرفانی، وحد نور خداوانی
عمان سید علی آمد امیر راه حق جویان — به کشمیر محبت آمده آن شاه همدانی
مقامات تصوف را نوای صوفیه گوید — شریعت را کند روشن به حق و حکم انسانی
رموز عاشقی باشد نشان حق شناسی ها — بیا ای مرد حق بشنو، سخن از مرد روحانی
همه پیوست عرفان، همه جوینده ایمان — همه خواننده قرآن، همه با صمد و یزدانی
نوای صوفیه باشد علم بردار راه حق — مسائل راکند حل و وحد با صمد و یزدانی
علی مشکل گشا آمد برای نوربخشی ها — محمد مصطفی باشد اصول حق شناسانی
امامان و صحابه هم امیران محبت ها — به تعلیم و تعلم آمدند اهل مسلمانی
نوای صوفیه گوید صداقت پیشه کن مومن — که از صدق و صفا آید دل و جان را خوش الحانی
بود ذاکر حسین ذاکر ادیب و شاعر و صوفی — بود از کاروان نور او خورشید تابانی
شده نی اچ به معروفی گل باغ محبت ها — وحد ترتیب و نظم کاتب و مکتوب سلطانی
تصوف آمده جان و دل بنده رها هرجا — خدا یا کن نصیب من که باشم مرد میدانی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب

ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل

شمارہ : 100 جنوری/فروری 2009ء قیمت ڈائمنڈ جوبلی شمارہ :50 روپے

مدیر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

کمپوزکاری اور ڈیزائن کاری

تصوف نیشنل لائبریری اسلام آباد

اہتمام

نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان

پتہ

358-A سیکٹر G-6/1-1 اسلام آباد پاکستان

ای میل : nawaesufia_intl@yahoo.com

چیک ڈرافٹ بنام ماہنامہ نوائے صوفیہ اکاؤنٹ نمبر 1778،

UBL سیکریٹریٹ برانچ، اسلام آباد

ادارے کا مضمون نگاروں اور نامہ نگاروں کی رائے سے متفق ہونا ضروری نہیں ہے۔

ایڈیٹر اینڈ پبلشر ایم بشیر نے انٹرگرافک پرنٹرز آئی نائن فور، اسلام آباد سے چھپوا کر دفتر نوائے صوفیہ 358-A، G-6/1-1، اسلام آباد سے شائع کیا۔

فہرستِ مضامین

(اداریہ)

تفکر و تذکر

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

دنیوی زندگی نہایت ناپائیدار اور پرفریب ہے اس پُرفریب زندگی میں انسان کیلئے مختلف قسم کے حالات اور واقعات ایسے رونما ہوتے رہتے ہیں جو عالم بشریت کیلئے عموماً اور عالم اسلام کیلئے خصوصاً عبرتناک اور سبق آموز ہوا کرتے ہیں۔ ان عبرتناک واقعات کے اسباب اور محرکات پر غور کرنے کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ انسان آئندہ کیلئے ان اسباب اور محرکات سے حتی المقدور کنارہ کش رہنے کی اہمیت کو سمجھ سکے اور حقیقی کامرانی والی پائیدار زندگی کی آسودہ حالی کا وہ حق دار ٹھہر سکے۔ مگر افسوس کی بات ہے کہ بہت سے انسان ان عبرتناک واقعات کے اسباب اور محرکات سے کنارہ کش رہنے کے بجائے ان سے گہرا لگاؤ رکھتے ہیں اور خود بھی ان اسباب وعمل کا حصہ بن جاتے ہیں۔ اس عالم کون وفساد میں وقوع پذیر عبرتناک واقعات میں سرفہرست قوم لوط کی تباہی ہے۔ قوم لوط کی تباہی و بربادی کے اسباب کو اختیار کرنا طاغوت کی پیروی ہے۔ چنانچہ بعض مقامات میں قوم لوط کی تباہی جیسی تباہی بھی دیکھنے آتی ہے۔ اہل اسلام کیلئے ضروری ہے کہ وہ ایسا پاکیزہ اسلامی معاشرہ میں اپنائے رکھے جس میں ہرسو حق کا ہی بول بالا نظر آئے اور طاغوت کے پیروکاروں کو سیاہ کرتوت پر نازاں رہنے کا سرے سے موقع ہی نہ ملے۔

ایک لافانی کارنامہ

> میدانِ کربلا میں حضرت امام حسینؑ اور اُن کے باوفا جاں نثاران نے جس ثابت قدمی کے ساتھ راہ خدا میں اپنی اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے وہ رہتی دنیا تک اہل ایمان کے لیے ایک لاجواب عملی نمونہ ہے

اہل ایمان کیلئے ہر وقت اور ہر حالت میں حق پر ثابت قدم رہنے کا ایک بے مثال واقعہ گزرا ہے۔ جس کی یاد ہر سال اہل ایمان تازہ کرتے رہتے ہیں وہ واقعۂ کربلا ہے۔ واقعۂ کربلا حق کی سربلندی کیلئے راہ خدا میں اپنی ہر چیز کی قربانی پیش کرنے کا جذبہ ابھارنے کا باعث ہے۔ حق کی خاطر ہر قسم کی دنیوی آسائش وغیرہ کی پیشکش کو یکسر ٹھکرا کر کمربستہ مجاہد فی سبیل اللہ بنتا ہے۔

میدان کربلا میں حضرت امام حسینؑ اور اُن کے باوفا جان نثاران نے جس ثابت قدمی کے ساتھ راہ خدا میں اپنی اپنی جانوں کا نذرانہ پیش کیا ہے وہ رہتی دنیا تک اہل ایمان کیلئے ایک لاجواب عملی نمونہ ہے۔ کسی نے کیا خوب کہا۔

مجاہد فی سبیل اللہ دشت کربلا والے
حسینؑ تھے علیؓ والے نبیؐ والے خدا والے
خدا کی راہ میں جینا خدا کی راہ میں مرنا
خدائی کیلئے ہے درس عبرت کربلا والے
رسولؐ اللہ کے فرزند نے مٹ کر بتایا ہے
نہیں مٹتے خدا کی راہ میں مٹ کر خدا والے

ہم ہر سال شہید کربلا کی یاد تازہ کرتے رہتے ہیں۔ اس کے لیے شریعت محمدیہؐ کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنا ضروری ہے۔ مگر ہم اس میں یکسر ناکامی کا شکار ہوتے آئے ہیں۔ غیروں کی نقالی کی بعض صورتوں کی وجہ سے ہم اپنی امتیازی شناخت تقریباً کھو چکے ہیں۔ اہل علم اور ذاکر حضرات کی سب سے بڑی ذمہ داری ہے کہ وہ حقیقی معنوں میں محب علیؓ کا کردار ادا کرتے ہوئے

باقی صفحہ 10 پر

نوائے درد

حضرت صالحؑ کی اونٹنی اور نوائے صوفیہ

ادارہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ آلہ طیبین و الطاھرین ۔ اما بعد فقال اللہ تعالیٰ فی کتاب المبین ۔

كَذَّبَتْ ثَمُوْدُ بِطَغْوٰهَا O إِذِ انْبَعَثَ أَشْقٰهَا O فَقَالَ لَهُمْ رَسُوْلُ اللّٰهِ وَسُقْيٰهَا O فَكَذَّبُوْهُ فَعَقَرُوْهَا فَدَمْدَمَ رَبُّهُمْ بِذَنْبِهِمْ فَسَوّٰهَا O

"قوم ثمود نے اپنی سرکشی کے باعث (دعوتِ حق کو) جھٹلایا۔ جب ان کا بڑا بدبخت اٹھ کھڑا ہوا۔ انہیں اللہ کے رسول نے فرما دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کی اونٹنی اور اس کے پینے کی باری کی (حفاظت کرو)۔ ان لوگوں نے اپنے پیغمبر کو جھوٹا سمجھ کر اس اونٹنی کی کونچیں کاٹ دیں۔ پس ان کے رب نے ان کے گناہوں کے باعث ان پر ہلاکت ڈالی اور پھر ہلاکت کو عام کر دیا اور اس بستی کو برابر کر دیا"

مولانا جلال الدین رومیؒ کی مثنوی معنوی میں جسے "ہست قرآن در زبانِ پہلوی" کی سند حاصل ہے، تفصیل کے ساتھ بیان فرمایا ہے۔ مولانا نے اپنے بیان میں ناقۂ صالح کو روحِ متقی کی علامت قرار دیا ہے۔ چنانچہ فرمایا ہے۔

روح صالح بر مثال اشتریست
نفس گمرہ مر ورا چون پی بریست
شترِ صالح کیا ہے؟ روحِ متقی
جس کی کونچیں کاٹ لے نفسِ شقی

بلکہ حقیقت یہ ہے کہ قرآن مجید میں مذکورہ ہونے والا ہر واقعہ ایک عظیم علامت ہے۔ حضرت صالحؑ کی اونٹنی کا واقعہ بھی ایک ایسی ہی علامت ہے، جس کی ہر عہد میں نئی اور منفرد تعبیریں پیش کی جاتی رہیں گی کیونکہ قرآن خدا تعالیٰ کا ابدی پیغام ہے اور رہتی دنیا تک عالمِ انسانیت کے لیے رہبری کا فریضہ سرانجام دیتا رہے گا۔ ان علامتوں کی بعض تعبیریں خاصی دلچسپ ہیں۔ مثلاً کسی بزرگ نے فرمایا (حوالہ میرے ذہن سے محو ہے) کہ مملکتِ خداداد پاکستان بھی حضرت صالحؑ کی اونٹنی کی مثال ہے۔ جس کسی نے بھی اس ملک کو نقصان پہنچایا تاریخ گواہ ہے کہ اس کا انجام اچھا نہ ہوا۔ اس ضمن میں بعض پڑوسی ملکوں اور خود ہمارے ملک کے بعض حکمرانوں کے عبرتناک انجام سے ہر شخص بخوبی واقف ہے۔ گویا اس مملکتِ خداداد کی حفاظت کی ذمہ داری بھی خود خالق و مالکِ کائنات نے اٹھا رکھی ہے اور جو شخص اس امانت میں خیانت کا مظاہرہ کرے اور اس کو کسی طرح کا گزند پہنچانے کا مرتکب ٹھہرے اس کا انجام اچھا نہ ہوگا۔

حضرت صالحؑ کی اونٹنی کا واقعہ بھی ایک ایسی ہی علامت ہے، جس کی ہر عہد میں نئی اور منفرد تعبیریں پیش کی جاتی رہیں گی کیونکہ قرآن خدا تعالیٰ کا ابدی پیغام ہے اور رہتی دنیا تک عالمِ انسانیت کے لیے رہبری کا فریضہ سرانجام دیتا رہے گا۔

ہمارے ذہن میں ایک اور علامت در آئی ہے۔ یہ بھی دلچسپ علامت ہے اور اس کا نام ہے "مذہبِ صوفیہ"۔

یہ وہ عظیم علامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت خاتم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جملہ انبیاء کو اس امانت کا امین ٹھہرایا اور بعد از حضرت خاتم الانبیاء حضرت آدم الاولیاء علی ابن ابی طالب علیہ السلام سے لے کر تا حضرت خاتم الاولیاء

حضرت امام محمد مہدی علیہ السلام جملہ اولیا، کو بھی اس امانت کا وارث ٹھہرایا۔ ہر امام اور ولی نے اپنی اپنی بساط بھر اس امانت سے عالم انسانیت کو روشناس کرانے کی ہر ممکن سعی و کاوش کی ہے اور اس ضمن میں اشغال و اعمال روحانی اور تصنیف و تالیف دونوں شعبوں کو یکساں اہمیت دی ہے۔ اولیاء اللہ کے مختلف سلاسل میں روشن ترین نام سلسلۂ المذہب الصوفیۃ کا ہے۔ سونے کی یہ زنجیر دیگر تمام سلاسل سے منفرد اور ممتاز ہے اور اس سلسلے کے جملہ مرشدان حقیقت علی الخصوص حضرت شیخ معروف کرخیؒ، حضرت شیخ جنید بغدادیؒ، حضرت شیخ احمد غزالیؒ، حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ، حضرت شیخ عبدالرحمن اسفرائنیؒ، حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ، حضرت میر سید علی ہمدانیؒ، حضرت میر سید محمد نوربخشؒ اور حضرت شیخ شمس الدین اسیری لاہیجیؒ کے علمی کارناموں سے علمی دنیا بخوبی واقف ہے۔ یہ ایک تاریخی حقیقت ہے کہ ہر دور میں وقت کے حکمرانوں نے ان عظیم بزرگوں کو ایذا دینے اور ان کی تبلیغی مساعی کے راستے میں رکاوٹیں کھڑی کرنے میں کوئی کسر نہیں اٹھا رکھی ہے، لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں اپنی اس نشانی یعنی مذہب صوفیہ کی حفاظت فرمائی جسے ہم نے اوپر "ناقۂ صالح" کی مثال ٹھہرایا ہے۔

دورِ حاضر میں مذہب صوفیہ کی اہمیت:

عالم انسانیت بالعموم اور عالم اسلام بالخصوص ایک نازک دور سے گزر رہا ہے۔ بین الاقوامی سطح پر جہاں 'تہذیبوں کے تصادم' کا نظریہ پیش کیا گیا ہے اور اس کے ردِ عمل کے طور پر مسلم مفکرین ایک بین المذاہبی مکالمے Interfaith dialogue کی بات کر رہے ہیں وہاں وطن عزیز کے اندر بدقسمتی سے فرقہ وارانہ انتہا پسندی کے باعث مسلمان مسلمان کا گلا کاٹنے میں مصروف ہے اور اس عمل کو کار ثواب اور ذریعہ نجات سمجھ کر کیا جا رہا ہے۔ ان حالات میں یہ احساس بھی تیزی سے فروغ پذیر ہے کہ عمومی سطح پر عالم انسانیت کو درپیش چیلنجوں اور خصوصی سطح پر عالم اسلام کو لاحق مشکلات کا فوری اور مؤثر حل صوفیہ کی تعلیمات کو اپنانے میں ہے۔ جب یہ کہ صوفیہ کرام نے ہمیشہ امن، محبت، رواداری اور بھائی چارے کی بات کی ہے اور غیر اہل اسلام اور غیر اہل ایمان کو بھی محبت کی چاشنی سے حلقہ بگوش اسلام و ایمان فرمایا ہے۔ سلسلۂ کبرویہ، ہمدانیہ، نوربخشیہ کے صوفیہ اس ذیل میں خاص طور پر ممتاز نظر آتے ہیں کہ انہوں نے اپنی وسیع النظری سے عالم اسلام کے درمیان موجود اصولی اور فروعی اختلافات کو مٹانے اور جملہ اہل اسلام کو متفق اور متحد بنانے کی سعی و کاوش فرمائی ہے۔ اس ذیل میں حضرت غوث الاعظم امام العالم سید محمد نوربخش علیہ الرحمۃ کی فقہی تصنیف 'الفقہ الاحوط' فرق ہائے اسلام میں موجود فروعی اختلافات کی خلیج کو پاٹنے کے لیے اور آپ کی ہی مختصر اور جامع تصنیف 'کتاب الاعتقادیہ' ان فرقوں کے درمیان موجود اصولی اختلافات کے خاتمے کے لیے ایک مؤثر دستاویز ثابت ہوسکتی ہے۔

نوائے صوفیہ کا کردار:

نوائے صوفیہ اپنی اشاعت کے روز اول سے ہی احیائے تصوف اسلامی کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب ہے۔ اس مؤقر جریدے میں چھپنے والے دنیا بھر کے اہل علم سکالر کے مضامین اور منظومات جن میں ہر مکتبہ فکر کے لکھنے والے شامل رہے ہیں، محبت، امن، رواداری اور بھائی چارے کا پرچار کرتے چلے آرہے ہیں۔ نوائے صوفیہ کی ان مساعی کو جملہ اہل علم محققین نے سراہا ہے۔ اس کی ایک مثال امریکہ کی مشہور یونیورسٹی Yale University میں پروفیسر Gerhard Bowering کی زیر نگرانی لکھی جانے والی تحقیقی کتاب، جس کو South Carolina University نے چھاپا ہے، کا مندرجہ ذیل اقتباس ہے۔ (واضح رہے کہ اس کتاب کے بعض دیگر مندرجات سے ادارہ نوائے صوفیہ کو شدید اختلاف ہے۔)

"The modernist Nurbakhshi position essentially accepts modern liberal imperatives such as scientific knowledge and principle of individual rights and responsibilites, but insists that

religion is a necessary part of both personal and social existence. The emphasis on science is apparent in the "*Nawa-yi-Sufia*" a publication that though ostensibly devoted to religious concerns, contain articles on topics such as astronomy, biology, physics, genetics, ecology, biodervisity, AIDS and computers. While the efficacy of science is presented as self-evident . Nurbakhshi modernists proclaim that the scientific worldview should lead to an affirmation of the truth of Islam, rather than its negation in favor of pure materialism. They contend that communism failed precisely because it did not recognize the importance of religion, and the same problem is the root cause of moral decay in Western societies, as prvoen by the case of Christina Onassis, material wealth alone cannot bring lasting happiness or tranquility; furthermore, even disciplines like modern medicine are now beginning to acknowledge the crucial role of religion as exemplimfied in a Harward surgeon's appreciation of he power of prayer reported in Time magazine. Being an observant Muslim, it is contended, gives relief from peculiarly modern ailments such as clinical depression. For Nurbakhshi modernists, the critique of modern materialism is coupled with a program of social reform that needs to be implemented in Muslim Societies. The ultimate aim is to construct a new social order based on Islamic (especially, Sufi) ethics.

> The ultimate aim is to construct a new social order based on Islamic (especially, Sufi) ethics.

دیکھیے جدید علمی دنیا کا نوائے صوفیہ کے بارے میں کیا نقطۂ نظر ہے۔ اور نوائے صوفیہ ایک جدید سائنسی اور علمی رجحانات سے ہم آہنگ صوفیانہ اسلامی معاشرے کی تشکیل نو کے لیے کیا کردار ادا کر رہا ہے۔

گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را:

قارئین۔ نوائے صوفیہ کو اس انٹرنیشنل جریدے کی سویں اشاعت مبارک ہو۔ کسی علمی اور ادبی رسالے کے سو مسلسل شمارے نکالنا کوئی آسان کام نہیں۔ خاص کر ایسے حالات میں جب نوائے صوفیہ کے پاس نہ کوئی مالی وسائل موجود تھے اور نہ اہل اقتدار اور اہل علم کی سیاسی اور علمی معاونت۔

اس وقت نوائے صوفیہ کا پہلا شمارہ ہمارے سامنے موجود ہے جو یکم جنوری ۱۹۸۵ء کو پریس سے باہر آیا۔ اس شمارے کی کتابت تک ہم نے اپنے قلم سے کی تھی۔ تب سے اب تک تقریباً پچیس برس کی طویل مدت گزری ہے۔ یہ وہ مدت ہے جس میں ایک نومولود بچہ جوان ہو کر ایک پختہ کار مرد بن جاتا ہے۔ بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ نوائے صوفیہ جس میں ابتدائے عمر میں ہی بلوغت کے آثار ظاہر ہونا شروع ہوئے تھے، تقریباً بیس برس کی عمر کو پہنچنے کے بعد ایک بار پھر عدم بلوغت کے مسئلے سے دوچار ہوا۔ یہ رسالہ ہماری روحانی اولاد تھا اور یہ معنوی اولاد ہمیں اپنی صوری اولاد سے بڑھ کر عزیز تھی چنانچہ اس کا زوال و انحطاط ہم پر بہت شاق تھا۔ رسالہ مشکل صورت حال سے دوچار تھا۔ بلکہ یوں کہیے کہ آخر آخر اس پر ایک نزع کی کیفیت طاری ہو گئی تھی اور بظاہر چند گھڑیوں کا مہمان نظر آتا تھا۔

شمارہ نمبر ۵ سے ایک اقتباس:

''سات برس کے طویل التوئی کے بعد مارچ ۱۹۹۲ء میں نوائے صوفیہ کی چوتھی قسط جاری ہو جاتی ہے۔ یہ شمارہ حضرت عون علی الموسوی مرحوم کی یاد مقدس سے معنون ہے۔ اگلے شمارے یعنی شمارہ نمبر ۶ میں نوائے صوفیہ کے بعض اہداف کا تذکرہ ہم نے بدیں الفاظ کیا ہے۔

''نوائے صوفیہ'' کے چند اہم مقاصد حسب ذیل ہیں:

۱۔ تصوف کے احیائے نو کے لیے سعی کرنا۔

۲۔ معاشرتی اصلاح کی کوشش کرنا۔

۳۔ علمی تحقیق اور تنقید کو فروغ دینا۔

۴۔ نوجوان نسل اور نونہالوں کی تعلیم و تربیت کرنا اور ان میں اسلامی روح بیدار کرنا۔

۵۔ اسلاف کی زندگیوں اور ان کی تعلیمات سے دور حاضر کے انسانوں کو آگاہ کرنا تاکہ ایک بار پھر دنیا بت پرستی چھوڑ کر خدا پرستی کا راستہ اپنائے۔

۶۔ ائمہ طاہرین اور اولیاء کرام کی تعلیمات سے ملت کو روشناس کرانا۔

نوائے صوفیہ کا آغاز تعصب، تنگ نظری اور فرقہ پرستی کو فروغ دینے کی خاطر ہرگز نہیں کیا گیا تھا بلکہ ہمارا مشن تو ایسے خیالات کی اشاعت ہے جو تمام عالم اسلام بلکہ عالم انسانیت کے لیے مفید ہوں۔

نوائے صوفیہ اہل علم حضرات کا جریدہ ہے۔ اس کے صفحات ان لوگوں کی خامہ فرسائی کے لیے وقف نہیں ہو سکتے جن کا دین و مذہب بقول اقبال فی سبیل اللہ فساد ہوتا ہے۔ ہم محبت اور بھائی چارے کو فروغ دینا چاہتے ہیں اور اتحاد بین المسلمین کے داعی ہیں۔ یہی ہمارے اسلاف کا بھی مشن تھا۔ وہ مذہب کے نام پر نفرت پھیلانے کے حامی نہ تھے بلکہ ان کا مذہب محبت اور انسانیت کا مذہب تھا۔''

شمارہ نمبر ۵۴ سے ایک اقتباس:

''جہاں تک تاخیر فی الاشاعت کی بات ہے ہم اس بات سے قارئین کو پہلے ہی آگاہ کر چکے ہیں کہ نوائے صوفیہ رضا کارانہ بنیادوں پر فی سبیل اللہ کیا جانے والا کام ہے جس کے گنتی کے کارکن ہیں اور وہ بھی اپنی ملازمتوں اور تلاش معاش کی سرگرمیوں سے بمشکل فرصت پا کر اپنے آرام و سکون کے چند لمحات کو اس کام میں صرف کرتے ہیں۔ پس یہ کل وقتی نہیں بلکہ جز وقتی کام ہے اس کے باوجود رسالے کے جو چیدہ شمارے اب تک نکل چکے ہیں ان میں گنتی کے دو چار مہینوں میں اشاعتی تاخیر کی صورت حال پیش آئی ہے اور وہ بھی فقط کی غیر یقینی صورت حال کا نتیجہ ہے۔ آپ جانتے ہیں کہ ہمارا واحد ذریعہ آمدن قارئین کی طرف سے موصول ہونے والا چندہ ہے۔ یہ چندہ اگر پورا پورا اور بروقت وصول بھی ہو جائے تو رسالے کے اشاعتی اخراجات بمشکل پورے ہوتے ہیں۔ جبکہ قارئین کی سہولت کی خاطر کئی برس گزرنے کے باوجود رسالے کے چندے کی رقم میں کوئی اضافہ بھی نہیں کیا گیا ہے۔ پس رسالے کی بروقت اشاعت خریداروں کی طرف سے چندے کی رقوم کی بروقت ترسیل پر منحصر ہے۔ اگر یہ ترسیل تاخیر سے ہو گی تو رسالے کی اشاعت میں بھی تعطل پیدا ہو گا اور اگر بالکل منقطع ہو جائے گی تو رسالے کی اشاعت بھی بالکل منقطع ہو جائے گی۔ اس حقیقت کی مزید وضاحت کے لئے ایک لطیفہ آپ کے گوش گزار کرتے ہیں۔

کہتے کہ ایک بادشاہ نے اپنی تمام رعایا کو حکم دیا کہ فلاں تالاب کو راتوں رات دودھ سے بھر دیا جائے اور ہر خاندان پر لازمی قرار دیا کہ وہ ایک بالٹی دودھ کا رات کے وقت اس تالاب میں انڈیل دے تاکہ صبح تک سارا تالاب دودھ سے بھر جائے۔ جب رات ہو گئی اور تالاب کو دودھ سے بھرنے کا مرحلہ آیا تو ایک شخص کے دل میں خیال آیا کہ سارا شہر تو تالاب میں دودھ کی بالٹیاں انڈیلتے جائے گا اگر میں اکیلا آدمی پانی کی بالٹی انڈیل دوں تو کیا فرق پڑے گا اور رات کی تاریکی میں کسی کو پتہ بھی کیا چلے گا؟ پس اس نے دودھ کی بجائے پانی

کی بالٹی انڈیل دی۔ اتفاق کی بات یہی خیال دوسرے، تیسرے، چوتھے اور پانچویں شخص کے دل میں بھی پیدا ہوا۔ یہی نہیں بلکہ گاؤں کے ہر فرد کے دل میں یہی خیال پیدا ہوا کہ باقی سب تو دودھ بھرنے جا رہے ہیں ایک میرے پانی انڈیلنے سے کیا فرق پڑے گا؟ اور رات کے اندھیرے میں کسے پتہ چل سکے گا؟ بس پھر کیا تھا ہر خاندان کے سربراہ نے یہ فرض کرتے ہوئے کہ باقی سب تو دودھ بھرنے جا رہے ہوں گے خود پانی کی بالٹی تالاب میں انڈیل دی۔ صبح کی روشنی پھیلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ تالاب پانی سے لبالب بھرا ہوا ہے اور اس میں دودھ کا ایک قطرہ بھی کسی نے ڈالنا ضروری نہیں سمجھا۔

قارئین کرام! نوائے صوفیہ کے تالاب میں اگر ہر خریدار ماہانہ چندے کی بالٹی یہ سوچ کر انڈیلنے سے گریز کرے گا کہ باقی سب تو اسے لبالب بھرنے میں مصروف ہوں گے ایک میرے کچھ نہ ڈالنے سے کیا فرق پڑے گا تو ہر مہینے کے اختتام پر نوائے صوفیہ کا تالاب تو بالکل خالی رہ جائے گا۔ ہم دودھ نہیں صرف پانی مانگ رہے ہیں۔ یہ پانی جمع نہ ہوگا تو علم و ادب کی کھیتیاں کہاں سے سیراب ہوں گی؟ غور کیجئے آپ کو اپنی شکایت کا جواب خود مل جائے گا۔ خدانخواستہ آب رسانی کا یہ سرچشمہ خشک ہوا تو ایسی خشک سالی اور قحط سالی کی کیفیت بھی پیدا ہو سکتی ہے جس کا اندازہ کرنا اہل فہم کے لئے مشکل نہیں ہے۔ سادہ ترین لفظوں میں یہ بات یوں کہی جا سکتی ہے کہ خدارا اپنی قومی ذمہ داری کا احساس کرتے ہوئے اپنے چندہ جات بروقت ارسال کر دیا کیجئے ورنہ ہم بادل نخواستہ اس کام کو بند کرنے پر مجبور ہو جائیں گے۔ تشویش کی بات یہ ہے کہ نصف کے قریب مستقل خریداروں نے چندے کی ادائیگی مستقلاً روک دی ہے اور نتیجتاً انہیں رسالے کی ترسیل بھی بند ہو چکی ہے۔ رسالے کے مستقل نمائندوں کو اپنی خلوص بھری روایات کے مطابق نئے عزم و ہمت سے نئے خریدار بنانے کی کوشش کرنی چاہئے تاکہ یہ کارِ خیر جاری و ساری رہے اور مسلک صوفیہ نوربخشیہ کی نشر و اشاعت کا یہ واحد ذریعہ بند نہ ہو جائے۔

علمائے نوربخشیہ سے گزارش:

اے وارثانِ علم نبوت! یہ کام جو ہم جیسے بے علم اور کم علم لوگ کر رہے ہیں دراصل یہ آپ کے شایانِ شان کام ہے اور ہم کسی طور سے اس کام کے قابل نہیں۔ ہم تو محض تبلیغ حق کی خاطر آپ کی خدمت اور معاونت کرنے کے قابل ہیں۔ لیکن آپ نے اپنے فرض منصبی سے تغافل کیوں اختیار کر رکھا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے آپ کو علم و حکمت کی روشنی سے نوازا ہے اس نور سے اہل عالم کے دلوں کو منور کیوں نہیں کرتے؟ آج "زاغوں کے تصرف میں عقابوں کے نشیمن" والی صورت حال کیوں ہے؟ اللہ تعالیٰ نے جو آپ کو صلاحیت دی ہے اسے اس غریب مسلک کی بقا و ترقی کے لئے بھی استعمال کیجئے۔ نوائے صوفیہ مسلک نوربخشیہ کی واحد اشاعتی کوشش ہے اس کے ساتھ قلمی تعاون کیجئے تاکہ دین اسلام کی روشنی سے سب اہل مسلک کے قلوب و اذہان روشن ہوں اور نوجوان نسل کی رہنمائی کا سامان فراہم ہو۔ یہ سب باتیں آپ کے فرائض میں شامل ہیں جبکہ ہم تو وہ لوگ ہیں کہ وما علینا الا البلاغ کا کلمہ بھی ہم پر نہیں جچتا۔

اُمید کا سورج:

انتہائی مسرت اور شادمانی کی بات ہے کہ نوائے صوفیہ کی کشتی کو ڈوبنے سے بچانے کے لئے نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان اسلام آباد اور تصوف انٹرنیشنل لائبریری علی پور اسلام آباد کے جذبۂ دینی سے سرشار نوجوانوں نے میدان عمل میں کود پڑنے کا تاریخی فیصلہ کیا ہے۔ اس سلسلے میں انہوں نے ادارۂ نوائے صوفیہ کی تنظیم نو اور رسالۂ نوائے صوفیہ کے احیائے نو کے لئے مربوط کوششوں کا آغاز کیا ہے۔ یقیناً یہ قوم کے لئے ایک نوید ہے اور رسالہ نوائے صوفیہ کی ڈائمنڈ جوبلی اشاعت کے موقع پر ایک خوبصورت تحفہ ہے۔

لیکن رسالے کو جاری و ساری رکھنا اور اس کے قبل ازیں تعین کئے جانے والے ان اہداف کو حاصل کرنا جن کے بغیر نوائے صوفیہ کو ایک انٹرنیشنل علمی جریدہ کہنا محض مبالغہ ہوگا، یقیناً آسان کام نہیں ہے۔ اہم ترین مسائل اب بھی وہی ہیں یعنی مالی وسائل کی فراہمی اور علماء، محققین اور دانشوروں کی طرف سے قلمی تعاون"

شمارہ نمبر ۱۰۰ اور درد کی پکار:

ہم اس موقع پر اس تلخ حقیقت کا اظہار ضروری سمجھتے ہیں کہ نوائے صوفیہ جو ہماری نشر و اشاعت کا واحد ذریعہ ہے، قلم کاروں، نمائندوں اور قارئین کی عدم دلچسپی کے باعث تقریباً بند ہو چکا ہے۔ رسالے کے فنڈ میں اتنی رقم بھی موجود نہیں کہ اگلا شمارہ بروقت شائع ہو سکے اور نہ ادارے کے پاس نوربخشی علماء اور قلمکاروں کی طرف سے ارسال کردہ کوئی قابل قدر مضمون موجود ہے۔ تاہم جیسا کہ ہم نے اوپر نشاندہی کرائی ہے نوجوانوں کی دنیا سے ایک عزم نو کا سورج طلوع ہوا ہے۔ لیکن احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین کا خواب صحیح معنوں میں اسی صورت میں شرمندۂ تعبیر ہو سکتا ہے کہ اس کام کو ایک ہمہ گیر تحریک کی حیثیت دی جائے اور صوفیانہ معاشرے کے تمام افراد اس تحریک سے خود کو عملی طور پر وابستہ کرتے ہوئے رسالے کے احیائے نو کے لیے مفید اور موثر عملی اقدامات کریں، جن کی تفصیل یہ ہے:

۱۔ نمائندوں کے ذمے نوائے صوفیہ کی جو رقم قابل ادائیگی ہیں ان کی فوری ترسیل کریں۔

۲۔ نئے خریدار بنائے جائیں۔

۳۔ پورے پاکستان اور بیرون ملک نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے کارکن رسالے کی فروخت، ممبر سازی، اور لکھاریوں سے قلمی تعاون حاصل کرنے کے لیے سرگرم عمل ہوں۔

۴۔ علمائے کرام آپس کے لایعنی تنازعات کو پس پشت ڈال کر احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین کے اہداف کو حاصل کرنے کے لیے یکسو ہو کر کام کریں اور اپنی قلمی مساعی سے ان اہداف کے حصول کو ممکن بنائیں۔

گرمِ فغاں ہے جرس، اٹھ کہ گیا قافلہ
وائے وہ رہرو کہ ہے منتظرِ راحلہ

❁☆✿☆❁

بقیہ تفکر و تذکر

شریعت محمدیہ کے تقاضوں کو اجاگر کرنے میں کسی قسم کی کوتاہی کا مظاہرہ نہ کریں۔ نہ ہی کسی اور کی خوشنودی کو اہمیت دیں۔ دوسروں کی خوشنودی کو مدنظر رکھنے کی وجہ سے ہم ناقابل تلافی معنوی نقصان سے دوچار ہوتے چلے آئے ہیں۔ اب تو معاملہ یہاں تک پہنچا ہے کہ ہمارا معنوی وجود خطرے میں پڑ گیا ہے۔ گویا پانی خطرے کے آخری نشان کو چھو گیا ہے۔ اس کے باوجود اگر ہم نے غفلت اور دورنگی کا مظاہرہ کرنے کو ہی اپنا مقصد حیات بنائے رکھا تو ایک ایسا خطرناک موڑ آئے گا جس پر آتے ہی ہماری معنوی گاڑی ایک نہایت گہری کھائی میں جا گرے گی اور دیکھتے ہی دیکھتے ہمارا معنوی وجود عدم سے ہمکنار ہو جائے گا اس وقت کف افسوس ملنے کے سوا ہمارے پاس کچھ بھی نہیں رہے گا۔

تُفو بہ تو اے چرخ گرداں تُفو۔

❁☆✿☆❁

ماہنامہ نوائے صوفیہ کا ای میل ایڈریس

نوائے صوفیہ کی اشاعت کے ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر تمام نامہ نگاروں، مضمون نگاروں، قارئین خصوصاً بیرون ملک تصوف کے پروانوں کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ادارہ نے خط و کتابت کی راہ میں حائل رکاوٹوں اور مشکلات کو دور کرنے کے لئے انفارمیشن ٹیکنالوجی کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے ماہنامہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کا E-mail ایڈریس بنایا ہے:

nawaesufia_intl@yahoo.com

تمام قارئین سے گزارش ہے کہ نوائے صوفیہ سے خط و کتابت اور سرکولیشن کے سلسلے میں اپنی تجویز اور آراء سے آگاہ کریں۔

(ادارہ)

❁☆✿☆❁

الکتاب

قرآن مجید

تحریر : مولوی عبدالحمید

ارشاد باری ہے۔

رَبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمٰنِ لَا
يَمْلِكُوْنَ مِنْهُ خِطَابًا ۝ يَوْمَ يَقُوْمُ الرُّوْحُ وَالْمَلٰٓئِكَةُ صَفًّا لَّا
يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ۝ ذٰلِكَ الْيَوْمُ
الْحَقُّ فَمَنْ شَآءَ اتَّخَذَ اِلٰى رَبِّهٖ مَاٰبًا ۝ اِنَّآ اَنْذَرْنٰكُمْ عَذَابًا قَرِيْبًا ۝ يَوْمَ
يَنْظُرُ الْمَرْءُ مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ وَيَقُوْلُ الْكٰفِرُ يٰلَيْتَنِيْ كُنْتُ تُرٰبًا ۝

(سورہ نبا آیت نمبر ۳۷)

مشکل الفاظ کے معنی:

رَبّ:	پرورش کرنے والا، پالنہار، وہ ذات جو کسی بھی شے کو تدریجاً اس کے حسب حال تربیت کے ذریعے کمال تک پہنچاتی ہے۔
لَا يَمْلِكُوْنَ:	وہ مالک نہیں ہوں گے، طاقت نہیں رکھیں گے۔
خِطَابًا:	گفتگو، بات چیت۔
يَقُوْمُ:	وہ کھڑے ہوں گے
لَا يَتَكَلَّمُوْنَ:	وہ گفتگو نہیں کریں گے۔
صَوَابًا:	درست
مَاٰبًا:	ٹھکانا
مَا قَدَّمَتْ يَدٰهُ:	جو انہوں نے آگے بھیجا
يٰلَيْتَنِيْ:	کاش میں ہوتا۔

ترجمہ: ''جو آسمانوں اور زمین کا پروردگار ہے اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان (موجود) ہے۔ (قیامت کے دن) انہیں اجازت نہیں ہو گی کہ (بغیر اجازت) اس (رب) سے بات کرسکیں۔ جس روز روح اور فرشتے صف بستہ کھڑے ہوں گے اور کوئی لب کشائی نہ کر سکے گا سوائے اس شخص کے جسے خدائے رحمٰن نے اذن (شفاعت) دے رکھا تھا اور اس نے (زندگی میں تعلیمات اسلام کے مطابق) بات بھی درست کی تھی۔ یہ روز حق ہے۔ پس جو شخص چاہے اپنے رب کے حضور (جوار رحمت) میں ٹھکانا بنائے۔ بے شک ہم نے ڈرایا ہے تمھیں جس (عنقریب) آنے والے عذاب سے اس دن ہر آدمی جو اس نے آگے (نیک یا بد اعمال) بھیجے تھے انہیں دیکھ لے گا (اور ان کی جزا و سزا پائے گا) اور کافر (بصد حسرت) کہے گا کاش میں مٹی ہوتا۔''

تشریح:

''سابقہ آیات میں اللہ تعالیٰ نے اہل جنت کے لئے کامیابی اور جنت کی نعمتوں کی خوشخبری سنائی تھی۔ اب ان آیتوں میں اللہ تعالیٰ پھر حشر کا ایک منظر بیان فرما رہا ہے کیونکہ انسان بہت جلد بھولنے والا واقع ہوا ہے۔ دنیوی مال و دولت اولاد اور نعمت کی ریل پیل اور مصروفیات کی وجہ سے انسان کو اپنے انجام کے بارے میں بار بار نصیحتیں سنانے کے باوجود وہ بے خبر ہو جاتا ہے۔ تو بیان فرمایا جا رہا ہے کہ اے انسان تمہارا رب وہی ہے جو ساری کائنات کا پالنے والا ہے، ساری خدائی کا وہی مالک ہے لہٰذا ان دنیوی آرائشوں اور آسائشوں میں اتنا نہ کھو جانا کہ اپنے رب کو بھی بھول جائے اور نبی اکرم ہادی مجسمؐ سے تعلق غلامی بھی ختم ہو جائے۔

رشتہ مرا خدا کی خدائی سے چھوٹ جائے
چھوٹے مگر نہ ہاتھ سے دامان مصطفےٰؐ

حشر کا ایک منظر:

قیامت کے دن جب لوگ میدان حشر میں جمع کئے جائیں گے تو کوئی بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے زبان نہ کھول سکے گا کسی میں دم

مارنے کی ہمت و جرأت نہ ہوگی۔ دنیا کے سارے زبان درازوں کی زبان گنگ ہو جائے گی۔ سارے خدا کے سامنے دست بستہ کھڑے ہوں گے۔ البتہ جن نفوس قدسیہ اور اللہ کے مقربین کو اذن گویائی ملے گا وہ اپنے رب کے حضور اپنی گزارشات اور اپنی التجائیں پیش کررہے ہوں گے۔

مقامِ شفاعت:

اس دن اللہ رب العزت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اذن شفاعت عطا کرے گا۔ جس کا آپؐ سے دنیا میں ہی وعدہ فرمایا گیا ہے۔ حدیث کی کتاب بخاری شریف میں حدیث شفاعت تفصیل سے بیان ہوئی ہے جس کا خلاصہ یہ ہے:

''کافی عرصہ لوگ خاموش سر جھکائے کھڑے رہیں گے اور پسینوں میں شرابور ہوں گے۔ کوئی ٹخنوں تک پسینے میں ہوگا کوئی گھٹنوں تک، کوئی کمر تک، کوئی گردن تک پسینے میں ڈوبا ہوا ہوگا۔ آخر حضرت آدم علیہ السلام کے پاس حاضر ہو کر شفاعت کے لئے درخواست کریں گے۔ آپؑ اپنی معذوری بیان کریں گے چنانچہ مختلف انبیاء کے پاس باری باری حاضر ہوں گے لیکن ناامید ہو کر لوٹیں گے۔ آخر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے تو آپؑ جواب دیں گے کہ میں خود تو شفاعت کی جرأت نہیں کرسکتا البتہ تمہیں ایک ایسی ہستی کا پتہ بتاتا ہوں جس کے پاس سے کوئی سائل نامراد واپس نہیں لوٹتا۔ وہ سب کو بارگاہ محمد مصطفیٰؐ کی طرف جانے کا حکم دیں گے۔ جب در در کی ٹھوکریں کھانے کے بعد سب مخلوق شکستہ خاطر پراگندہ حال دربار محمدیؐ میں حاضر ہوگی اور شفاعت کی درخواست کرے گی، ان درخواست کرنے والوں میں وہ لوگ بھی شامل ہوں گے جو آج بڑی دیدہ دلیری سے شفاعت مصطفوی کا انکار کرتے ہیں۔ حضور سرور عالمؐ سب کی فریاد سن کر فرمائیں گے انا لھا انا لھا ہاں میں تمہاری شفاعت کروں گا ہاں مجھے یہ منصب حاصل ہے کہ میں تمہاری شفاعت کروں۔

اُمت کے لئے حضورؐ سجدے میں:

چنانچہ حضور علیہ السلام عرش الٰہی کے قریب جا کر سجدہ ریز ہو جائیں گے اور اپنے پروردگار کی حمد و توصیف کی حد کر دیں گے۔ عرش والا فرمائے گا:

یا محمد ارفع رأسک اسئل تعط واشفع تشفع۔ اے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم اپنا سر مبارک اُٹھاؤ تم مانگتے جاؤ میں دیتا جاؤں گا۔ تم شفاعت کرتے جاؤ میں شفاعت قبول کرتا جاؤں گا۔ حضور شافع محشرؐ کی شفاعت سے بہت سے لوگوں کو جہنم کے عذاب سے نجات ملے گی۔ حضور علیہ السلام دوسری مرتبہ پھر سجدے میں جائیں گے پھر اللہ تعالیٰ اسی طرح ارشاد فرمائے گا جس طرح پہلے فرماتے تھے۔ پھر ہزاروں کو آپ کی شفاعت سے نجات ملے گی۔ تیسری مرتبہ آقائے نامدار سرکار دوعالم پھر سجدہ ریز ہوں گے اللہ کی طرف سے خطاب ہوگا اے محمدؐ آپ کیا چاہتے ہو؟ حضور فرمائیں گے اب بھی میرے کچھ کلمہ گو اُمتی دوزخ کے عذاب میں گرفتار ہیں۔ تو پھر اللہ فرمائے گا۔ من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنة پس جس جس اُمتی نے کلمہ لا الہ الا اللہ پڑھا ہے اسے جنت کی خوشخبری سنا دی جائے۔ سبحان اللہ کیا شانِ مصطفیٰؐ ہے اور اس کی عطا۔ اللہ رب العزت سے دعا ہے کہ ہم سب کو روز محشر شفاعت محمدیؐ نصیب ہو۔ آمین۔

اُس دن کفار و مشرکین کے اعمال کی گٹھڑی کھول کر اس کو اُن کے سامنے رکھ دیا جائے گا۔ اس وقت سارے نشے ختم ہو جائیں گے، ساری نخوتیں خاک میں مل جائیں گی اور کافر بصد حسرت ویاس کہے گا کاش! میں مٹی میں مل کر مٹی ہو گیا ہوتا تو مجھے یہ روز بد دیکھنا نہ پڑتا۔

بعض علمائے کرام نے کافر سے مراد ابلیس لیا ہے۔ روز حشر جب اولاد آدم کے نیکوکاروں کی عزت افزائیاں دیکھے گا تو کہے گا کہ کاش! مجھے آگ سے پیدا نہ کیا جاتا تو مغرور ہو کر گمراہ نہ ہوتا۔ کاش! میری تخلیق مٹی سے ہوتی تو میں اپنے رب کے حضور عجز و انکساری اختیار کرتا اور آج اس رسوائی سے دوچار نہ ہوتا۔

(تفسیر ضیاء القرآن)

فقہ اسلامی

مجموعۂ شریعتِ محمدیہ

ابوالعرفان علامہ محمد بشیر

وَالْاَوْلٰی بِالْاِمَامَةِ الْاَنْبِیَاءُ ثُمَّ الْاَوْلِیَاءُ ثُمَّ الْعُلَمَاءُ ثُمَّ الْقُرَّاءُ وَمِنْ کُلٍّ مِّنْهُمْ اَکْمَلُهُمْ فَضِیْلَةً فَاَنْسَبُهُمْ قَبِیْلَةً فَاَحْسَنُهُمْ صَوْتًا فَاَصْبَحُهُمْ وَجْهًا فَاَسَنُّهُمْ اِنْ لَمْ یَکُنْ هِمًّا اَوْ لَا سِنَّ لَهٗ وَلَا یَجُوْزُ اِمَامَةُ الْمَفْضُوْلِ اِلَّا بِاِرَادَةِ الْفَاضِلِ وَلِلْاُمِّیِّ لِلْقَارِیٔ وَالْاُمِّیُّ مَنْ لَا یَقْدِرُ عَلٰی تَرْتِیْلِ قِرَاءَةِ الْفَاتِحَةِ اِمَّا لِعَدَمِ التَّعَلُّمِ اَوْ عَدَمِ تَصَرُّفِ لِسَانِهٖ فِیْ مَخَارِجِ الْحُرُوْفِ وَتَجْوِیْدِهَا فَمَنْ یَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ مُرَتَّلَةً وَاِنْ لَمْ یَقْرَءِ الْخَطَّ وَلَمْ یَکْتُبْ لَیْسَ بِاُمِّیٍّ فِیْ هٰذَا الْمَقَامِ وَکَثْرَةُ الْجَمَاعَةِ اَفْضَلُ مِنْ قِلَّتِهَا وَتُکْرَهُ الصَّلٰوةُ خَلْفَ قَبِیْحِ الصَّوْتِ

ترجمہ

امامت کی بہترین درجہ بندی یوں کی گئی (۱) انبیاء علیہم السلام (۲) اولیائے کرام (۳) علمائے دین (۴) بہترین قراءت والے (قاری حضرات) ان درجہ بندیوں میں ہر درجے میں امامت کا سب سے بڑا حق دار وہ ہے جو فضیلت میں سب سے زیادہ با کمال ہو۔ اس کے بعد وہ امامت کا سب سے بڑا حق دار ہے جو خاندانی لحاظ سے سب سے زیادہ اچھے نسب والا ہو۔ اس کے بعد امامت کا زیادہ حق دار وہ ہے جو سب سے زیادہ خوش آواز ہو۔ اس کے بعد امامت کا زیادہ حق دار وہ ہے جو سب سے زیادہ خوبرو ہو۔ (پھر آخر میں) سب سے امامت کا حق دار وہ ہے جو سب سے زیادہ عمر رسیدہ ہو۔ بشرطیکہ وہ بڑا نہ ہو یا وہ ایسا شخص بھی نہ ہو جس کے دانت نہیں۔

اعلیٰ رتبہ والے کی چاہت کے ساتھ ہی ادنیٰ رتبے والے کی امامت جائز ہو سکتی ہے۔ قاری کے لیے ان پڑھ کی امامت جائز نہیں ہوا کرتی۔ ان پڑھ سے مراد وہ شخص ہے جو یا تو نہ سیکھنے کی وجہ سے یا حروف کے مخارج اور ان کو عمدہ طریقے سے پڑھنے میں اس کی زبان نہ چلنے کی وجہ سے سورہ فاتحہ کو با تجوید پڑھنے پر قادر نہ ہو۔ چنانچہ جو شخص سورۃ فاتحہ کو با تجوید پڑھتا ہو اگر چہ وہ تحریر کو نہ پڑھ سکتا ہو اور خود لکھ بھی نہ سکتا ہو وہ اس مقام میں ان پڑھ نہیں کہلائے گا۔ جماعت کی کثیر تعداد قلیل تعداد کی نسبت زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ خراب آواز والے کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

وضاحت:

امامتِ نماز کے حوالے سے شریعت محمدیہ میں جو بہترین درجہ بیان کی گئی ہے ان میں سے سرفہرست انبیائے عظام ہیں جو معصوم ہیں۔ ان کے فضائل و مناقب میں کوئی کلام نہیں۔ دوسرے نمبر پر اولیائے کرام ہیں جو اصحاب کرامات ہیں۔ تیسرے نمبر پر علمائے کرام ہیں جو تبلیغ دین کے حوالے سے انبیاء کے منصب پر ان کے نائبین کی حیثیت سے فائز ہوا کرتے ہیں۔ چوتھے نمبر پر قاریان کرام ہیں جو ترتیل قرآن کے حوالے سے ممتاز مقام رکھتے ہیں۔

ترجیحی بنیاد کے پہلو:

امامتِ نماز کے لیے بہترین درجہ بندی کے کل چار طبقات کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ ان طبقات میں ہر ایک طبقے میں امامتِ نماز کے فرائض کی انجام دہی کے لیے وجدان تساوی کی صورت میں ایک ترجیحی پہلو کا ذکر کیا گیا ہے چنانچہ ہر طبقے میں جو کوئی فضائل و مناقب کے لحاظ سے زیادہ درجۂ کمال پر فائز ہو وہ زیادہ حق دار ہوگا۔ وہی امامتِ نماز کا فریضہ انجام دے گا۔ فضائل و مناقب کے لحاظ سے وجدان تساوی کی صورت میں خاندانی لحاظ سے جو سب سے زیادہ نسب والا ہوگا وہ

امامتِ نماز کے لیے قابل ترجیح ہوگا اور وہی امامت نماز کا فریضہ انجام دے گا۔ اچھے نسب والا ہونے کے لحاظ سے وجدان تساوی کی صورت میں وہ فرد امامت نماز کے لئے ترجیح کے قابل ہوگا جو زیادہ خوش آواز ہوگا وہی امامت نماز کا فریضہ انجام دے گا۔ خوش آواز ہونے میں وجدان تساوی کی صورت میں وہ فرد قابل ترجیح ہوگا جو زیادہ خوبرو ہوگا وہی خوبرو فرد امامت نماز کا فریضہ انجام دے گا۔ اگر زیادہ خوبرو ہونے میں وجدان تساوی ہو تو امامت نماز کے لیے وہ شخص زیادہ قابل ترجیح ہوگا جو سب سے زیادہ عمر رسیدہ ہوگا۔ تاہم عمر رسیدہ فرد کے حق دار امامت ہونے کے لیے یہ شرط رکھی گئی ہے کہ وہ بالکل کبڑا آدمی نہ ہو اس کی وجہ یہ ہے کہ کبڑا آدمی کے قیام اور رکوع یکساں ہوا کرتے ہیں لہذا وہ قابل ترجیح نہیں ہوگا۔ اس طرح سے وہ عمر رسیدہ شخص بھی امامت نماز کے لیے قابل ترجیح نہیں ہوگا جس کے دانت بالکل نہ ہوں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ محروم دندان شخص سے قرآت کا با تجوید پڑھنا ممکن نہیں ہے۔ اگر عمر رسیدہ فرد مصنوعی دانتوں والا ہو اور وہ قراءت کو صحیح معنوں میں با تجوید پڑھنے پر قادر ہو تو وہ امامتِ نماز کے لیے شرعاً قابل ترجیح فرد ہوگا اور اس کی امامتِ نماز شرعاً درست ہوگی۔

بلند رُتبہ کا کرشمہ:

بلند رتبہ والے کی موجودگی میں کوئی پست رتبہ والا امامتِ نماز کا فریضہ انجام نہیں دے سکے گا۔ بشرطیکہ بلند رتبہ والا اجازت نہ دے۔ اگر اسے بلند رتبہ والے کی چاہت اور اجازت ہو تو وہ امامت نماز کا فریضہ انجام دے سکے گا۔ اس قسم کی چاہت اور اجازت تواضع اور انکساری کی بہترین مثال بھی قرار پاتی ہیں۔

عدم جواز کی صورت:

قاری ماموم ہو اور اُمّی امامت نماز کا فریضہ انجام دے۔ ایسا جائز نہیں ہے اُمّی (ان پڑھ) وہ شخص ہے جو علم تجوید سے یکسر محروم ہو۔ وہ مخارج حروف کے مطابق الفاظ کی درست ادائیگی نہ کرسکتا ہو اور ترتیل کے ساتھ سورۃ فاتحہ نہ پڑھ سکتا ہو یعنی سورۃ فاتحہ کو با تجوید پڑھنے پر وہ قادر نہ ہو۔ اگر کوئی فرد سورۃ فاتحہ کو با تجوید پڑھ سکتا ہو اگرچہ وہ کسی تحریر کو نہ پڑھ سکتا ہو اور خود لکھ بھی نہ سکتا ہو تو اس مقام میں وہ قاری ہے اُمّی (ان پڑھ) نہیں۔

اجتماعی ادائیگی والوں کا ہجمِ غفیر حق دار اجر عظیم:

جماعت کی کثیر تعداد قلیل تعداد کی نسبت زیادہ فضیلت کی حامل قرار پاتی ہے احادیث میں اس کے ثواب کی بڑی تفصیل آئی ہے۔ یہاں امامت نماز کا فریضہ انجام دینے والوں کے بارے میں بات چل رہی ہے لہذا اجتماعی ادائیگی کرنے والوں کے اجرِ عظیم کے حق دار ٹھہرنے کے تذکرے پر اکتفا کیا گیا ہے۔

قاری ماموم ہو اور اُمّی امامتِ نماز کا فریضہ انجام دے۔ ایسا جائز نہیں ہے اُمّی (ان پڑھ) وہ شخص ہے جو علمِ تجوید سے یکسر محروم ہو۔ وہ مخارجِ حروف کے مطابق الفاظ کی درست ادائیگی نہ کرسکتا ہو اور ترتیل کے ساتھ سورۃ فاتحہ نہ پڑھ سکتا ہو۔

خراب آواز والے کی قسمت:

خراب آواز والا امامت نماز کا فریضہ انجام دینے لگ جائے تو یہ عمل باعث کراہت ہوگا۔ گویا خراب آواز والے کے پیچھے مقتدی بن کے نماز پڑھنا مکروہ قرار پایا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے خراب آواز ہر ایک کے لئے باعث کراہت ہوا کرتی ہے۔ پس خراب آواز والا جماعت کا ناپسندیدہ فرد اور فسق کا گمان زدہ فرد تینوں کے تینوں باعث کراہت ہونے میں ایک صف میں نظر آتے ہیں یعنی ان تینوں کی امامت نماز والا عمل شرعاً مکروہ ٹھہرا۔

قوم کیا چیز ہے قوموں کی امامت کیا ہے
اس کو کیا سمجھیں یہ بیچارے دو رکعت کے امام

نوربخشیات

تعارف صوفیہ نوربخشیہ

مولانا شکور علی انور فاضل عربی ۔ ایم اے ، بی ایڈ

علم اولیاء:

انبیاء کرام کے بعد اولیاء عظام کا علم کامل اور مکمل مظاہر کا نتیجہ ہے کیونکہ جس طرح انبیاء وحی وانباء اور نزول ارواح کے ذریعے حقائق اشیاء کی کنہ تک رسائی رکھتے ہیں جو سراسر عطائی اور فضل ربی سے افاضہ ہوتا ہے اسی طرح اولیاء عظام کا علم بھی کشف والہام، القاء و ایماء اور صالح خوابوں سے عبارت ہوتا ہے۔ جس کے ذریعے وہ معارف الٰہی کے اسرار و رموز سے آگاہ ہوتے ہیں۔ چونکہ یہ گروہ از خود حسن وجود کا زیور اور خزانہ موجود کے اسرار ہیں، موجودات کا مدار ان کے وجود پر ہے اور ان کے وجود کے واسطے سے خزانہ وجود میں کائنات کے تمام ذرات پر انوار وجود الٰہی کا افاضہ ہوتا ہے۔ ان کے انوار اسرار کا عکس اہل روحانیت کی مجلسوں کی رونق بنتا ہے اور ان کے کشف وشہود کے انبار معارف حق کے باغات کے اثمار بنتے ہیں جو کروبیان کے لئے نظارہ گاہ حیرت ثابت ہوتے ہیں۔ اسلئے حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔

لو کشفت الغطاء ما ازددت یقینا

اگر غیب کے تمام پردے اٹھ جائیں تو بھی میرے یقین میں ذرہ بھر اضافہ نہ ہوتا۔ ان کا کمال یہ ہے کہ انہوں نے آغاز ایمان میں ہی تمام علوم حاصل کر لئے تھے اور بعد ازاں تمام اسرار کو اعیان کی صورت ان کے آگے پیش بھی کیا جاتا تو ان کے آغاز ایمان کے یقین میں کوئی مزید اضافہ ممکن نہ تھا۔ اہل صوفیہ ان نکات کے بارے میں یہی عقیدہ رکھتے ہیں۔ چنانچہ حضرت شاہ سید محمد نوربخش کتاب الاعتقادیہ میں حقائق علم سے پردہ چاک کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ ذات وصفات خداوندی کی اصل حقیقت نگاہ عقول انسانی سے پوشیدہ ہے لیکن بڑے بڑے انبیاء علیہم السلام اور کامل اولیاء کرام وجاھدوا فی اللہ حق جھادہ (تم اللہ کی رضاجوئی کے بارے میں اس حد تک مجاہدہ کرو جس حد تک مجاہدہ کا حق ہے) کے حکم کے مطابق مجاہدات پر عمل پیرا ہوئے اور انہوں نے جاھدوا فینا لنھدینھم سبلنا (جو لوگ ہماری رضاجوئی کی خاطر مجاہدہ کرتے ہیں ہم ان کو ضرور اپنی راہوں پر لگا دیتے ہیں) کے مطابق راہ خدا کی ہدایت حاصل کی۔ وہ عالم ملک کے مکاشفات، عالم ملکوت کے مشاہدات، عالم جبروت کے معاینات اور عالم لاہوت کی تجلیات کو رسائی پا گئے اور وہ خداوند عالم کی یکتائی کے سمندر میں قطرہ آب کی طرح گھل مل گئے اور وہ اللہ کے تصور میں فنا ہو گئے اور پھر وہ اللہ کی توفیق سے باقی رہے اور اللہ کے پسندیدہ اخلاق کا نمونہ بن گئے۔

(کتاب الاعتقادیہ ص ۳۷

اس کیفیت تک رسائی پانے والے ولایحیطون بشیء من علمه الا بما شاء کے زمرے میں داخل ہو جاتے ہیں۔

عقیدۂ عصمت:

پہلا رخ:

تمام مقتدر علمائے اسلام کا اس بات پر اتفاق ہے کہ انبیاء کرام نہ صرف جسمانی وقلبی لحاظ سے گناہ اور معاصی سے پاک وصاف ہیں بلکہ تمام حالات میں شیطان اور اس کے وساوس کے اثرات سے بھی پاک ہیں۔ تاہم اس موضوع پر حتمی فیصلہ حضرت قطب الاقطاب شیخ علاؤ الدولہ سمنانی نے فرمایا ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔ کہ ادب و احترام کو ملحوظ رکھتے ہوئے یہ کہنا کہ انبیاء علیہم السلام مطلقاً معصوم ہیں

اس کی نفی روا نہیں ہے۔ کیونکہ انبیاء علیہم السلام تمام گناہ کبیرہ سے عمداً یا سہواً دونوں صورتوں میں پاک ہیں۔ اگر ان سے کوئی لغزش سرزد ہو جائے یا بھولے سے کوئی گناہ صغیرہ ظاہر ہو جائے تو باعتبار اس حدیث کے کہ اذا احب اللہ عبداً لم یضرہ ذنب جب اللہ تعالیٰ کسی بندے کو چاہنے لگے تو اسے اس کا کوئی گناہ ضرر نہیں پہنچا سکتا۔ تاہم توبہ کی توفیق دی جاتی ہے۔ اور جب اس سے حسنات صادر ہوتے ہیں تو اس کی تمام برائیاں محو کر دی جاتی ہیں۔ جیسا کہ حق تعالیٰ کا فرمان ہے۔

اولئک یبدل اللہ سیاتھم حسنات

''یہ وہی لوگ ہیں جن کے گناہوں کو اللہ تعالیٰ نیکیوں سے تبدیل کر دیتے ہیں۔''

دوسرا رخ:

انبیاء کے متعلق بعض قرآنی مظہرات کے سبب یہ گمان گزرتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام شاید معصوم اور لغزشوں سے مبرا نہیں ہیں۔ جیسا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لغزش کا صدور اور جنت سے اخراج، حضرت موسیٰ علیہ السلام سے قبطی کا خون ہونا، حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ستاروں، چاند اور سورج کی ربوبیت کا التباس ہونا وغیرہ وغیرہ۔

ان شکوک کو دفع کرتے ہوئے حضرت علاؤ الدولہ سمنانیؒ فرماتے ہیں۔

''یہ کہنا بھی روا ہے کہ انبیاء علیہم السلام معصوم نہیں ہیں۔ قرآن کی اس آیت کے پیش نظر کہ باری تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وعصیٰ آدم ربہ فغویٰ

''اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی تو وہ گمراہ ہو گیا۔''

اس اظہار کی تکذیب جائز نہیں بلکہ واجب ہے کہ اس بات سے آگاہ ہوتا کہ حسن ادب کی رعایت کرے ان کے متعلق جن کے بارے میں منشاء ایزدی کا یہی فیصلہ تھا۔

قول فیصل:

مذکورہ بالا مظہرات کے سامنے اگرچہ اہل ایمان مضمحل ہو سکتے ہیں لیکن حضرت قطب الاقطاب شیخ علاؤ الدولہ سمنانیؒ ارشاد فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ پر تحقیق سے جو دو رخ سامنے آتے ہیں کہ اس میں قول فیصل یہی ہے کہ اصلاً انبیاء علیہم السلام تمام کبیرہ گناہوں سے مطلقاً معصوم ہیں اور اسی طرح صغیرہ گناہوں سے بھی پرہیز کی بدولت اولیاء محفوظ ہیں جو غفلت کی بنا پر گناہ کو دیکھنے اور توبہ کرنے میں تاخیر اور کوتاہی نہیں کرتے۔

انبیاء معصوم اور اولیاء محفوظ:

العروہ میں ہے کہ ولی کے ضمن میں یہ احتمال ہے کہ کبھی نفس اس پر غالب آ جاتا ہے اور اچانک وہ نفس کی خواہشات سے دوچار ہو جاتا ہے جس پر کسی تاویل اور فراموشی کی گنجائش بھی موجود ہے۔ لیکن نبی کسی تاویل اور فراموشی کے بغیر اس چیز سے معصوم ہیں کہ ان سے خلاف فرمان یعنی خلاف حکم شرعی کوئی عمل ظاہر ہو اور جب اصل حقائق پر نظر رکھا جائے تو جو کسی نبی یا ولی سے لغزش صادر ہو جاتی ہے وہ ان کی نفسانی کثافت کی تحلیل اور خود بینی اور غرور کا توڑ ہے۔ لیکن یہ بات ان کی عصمت کو مزید قوی بناتی ہے۔ چونکہ غرور تمام گناہوں سے زیادہ سنگین گناہ ہے اور حدیث میں آیا ہے کہ اگر غرور کا خاتمہ مطلوب نہ ہوتا تو حق تعالیٰ بندوں کو آزاد نہ رکھتا اور بندوں سے محبت کی بنیاد یہی ہے کہ ان سے گناہ سرزد ہوتے ہیں اور پھر وہ خدا سے بخشش مانگتے ہیں۔ چنانچہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ آنحضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں مناجات کیا کرتے تھے:

ان تغفر اللھم فاغفر جما وای عبدلک لا الما

''اے پروردگار اگر بخشتا ہے تو تمام بندوں کو بخش دے اور کون بندہ ہے تیرا جو بے گناہ ہے۔''

روایت ہے کہ حضرت جنید بغدادیؒ سے کسی نے سوال کیا کہ عارف لوگ کس طرح گناہ کے مرتکب ہو جاتے ہیں۔ جواب میں امر الٰہی کی یہ تلاوت فرمائی۔

وکان امر اللہ قدراً مقدوراً (احزاب آیت ۳۸)

یعنی خدا کا معاملہ اس کے فیصلوں کے مطابق ہوا کرتا ہے۔

لغزش کی تحقیق:

لغزش یعنی پھسلن بظاہر ایسے خلاف واقعہ عمل کے لئے بولا جاتا ہے جہاں عمل و کردار میں بغاوت و سرکشی تو درکنار قصد اور ارادے کا بھی دخل نہیں ہوتا۔ بشری تقاضے کے پیش نظر ایک ایسا عمل صادر ہو جائے جو بظاہر خلاف توقع سمجھا جاتا ہو اور اس عمل میں نیت قصد ارادہ اور عزم کی قسم کی کوئی چیز شامل نہ ہو تو اسے لغزش کہتے ہیں۔ اس کی مثال ہے کہ جیسے ایک دو سالہ معصوم بچے کے ہاتھوں کسی کو سخت نقصان پہنچے یا اس کی مار سے کسی آنکھ پھوٹ جائے تو اس معاملے میں بچے کے علم و ارادہ یا بغاوت و سرکشی کو کیا دخل ہے؟ اس سے بغیر نیت ایسا فعل سرزد ہو گیا جو نہ خطا ہے نہ معصیت نہ جرم نہ گناہ۔

تقریباً ایسی ہی کیفیت انبیاء کرام کے ان واقعات کی ہے جو ان سے لغزش کے طور پر صادر ہو گئے ہیں۔ ان کو خلاف حکم اور گناہ و عصیان سے نسبت نہیں دی جا سکتی۔

یاد رہے کہ اس بات پر اکثر اہل تفسیر اور جدید محققین کا اتفاق ہے اور حضرت امام غزالی فرماتے کہ انبیاء کرام علیہم السلام سے اکثر خوارق عادات اور معجزے ظاہر ہوتے ہیں جن کی حقیقت یہی ہے کہ عام انسانی طاقت ایسے واقعات ظاہر کرنے سے عاجز اور قاصر ہے۔

تاریخ امم یہ بتاتی ہے کہ بہت سی قومیں انبیاء کرام کے معجزات اور خرق عادات کو دیکھ کر ان کی الوہیت اور ربوبیت کی قائل ہو گئی تھیں حتی کہ بعض قوموں نے اپنے نبی کو خدا کا بیٹا اور شریک خدا جیسے مشرکانہ عقیدوں سے متصف سمجھا ہے۔ اللہ تعالی نے انبیاء کرام کی لغزشوں کو اس گمراہی اور بدعقیدگی کے انسداد کا ذریعہ بنایا ہے کہ اگر یہ خدا یا خدائی طاقتوں کے حامل ہوتے تو ان سے لغزشیں سرزد نہ ہوتیں اور وہ اپنی لغزشوں پر پہلے ہی متنبہ ہو جاتے۔ بہر حال انبیاء کرام کی لغزشوں کی حکمت کچھ بھی ہو نبوت و رسالت کے حامل نفوس قدسیہ بشری لوازم بھی رکھتے ہیں جو معصیت قطعاً نہیں ہے۔

حکم عدولی کی سزا:

حضرت آدم مسجود ملائک، خلیفۃ اللہ اور صفی اللہ ہونے کے باوجود بشری وطبعی خصوصیات کی بنا پر ابلیس لعین کے وسوسے سے بھی متاثر ہوئے اور پھر توبہ و انابت کی پیغمبرانہ سنت بھی انہی کے دم سے رائج ہوئی اور خطا کاروں کے لئے باب رحمت بھی ہمیشہ کے لئے وا ہو گیا۔ لیکن پھر بھی بارگاہ الہی میں بغاوت، گستاخی، حکم عدولی، غرور اور تکبر ایسے خطرناک نتائج پیدا کرتے ہیں جس کا ازالہ کسی صورت ممکن نہیں ہوتا۔ ابلیس کا واقعہ حکم عدولی کا عبرتناک واقعہ ہے کہ ہزاروں سال عبادت و بندگی، مقدس فرشتوں کی معیت، آسمانی قیام، جنت کی سکونت اور خدا تعالی کا قرب سب کے سب ایک تکبر کے نتیجے میں خاک میں مل گئے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار......

(جاری ہے)

ضروری گزارش

اب تک جن نمائندوں کے پاس واجب الادا قرض ہے وہ جلدی رسالہ ہذا کو ارسال کریں۔ نوائے صوفیہ کو سخت مالی بحران کا شکار ہے۔ آپ کی تعاون رسالے کی ترسیل کے لیے مدد گار ثابت ہوں گے۔

(ادارہ)

بقیہ محبت الٰہی کے تقاضے

بے شک اسے نارِ نمرود میں پھینکیں اس کے ایمان میں ذرہ برابر فرق نہیں آتا ہے۔ بلکہ محبت اور عشق کی آگ نارِ نمرود کو گلستان بنا دیتی ہے۔ وجودِ مسعود کو آری سے چیرے تب بھی یقین متزلزل نہیں ہوتا۔ صلیب پر چڑھانے کی سزا سنائی جائے اس کے ماتھے پر بل نہیں آتا، تپتی ریت پر لٹایا جائے تو بھی احد احد کی صدا لگاتا ہے۔ کربلا کی ریگزار میں سر انور تن سے جدا کر کے شام کے بازاروں میں پھرایا جائے تو

انّ قتلی و حملی اعجب من اصحاب الکھف والرقیم

کا نعرہ لگاتا ہے۔ اور جب طائف کی وادی میں جسدِ اقدس لہولہان کیا جائے تو بھی اَللّٰھُمَّ اھدِقومی کی دعا دیتا ہے۔

تقویٰ:

محبت کے ارکان اربعہ میں دوسرا رکن تقویٰ ہے۔ تقویٰ کا مطلب یہ ہے کہ جن جن کاموں کے کرنے سے محبوب ناراض ہو جائے ان کاموں سے بچیں تاکہ محبوب ناراض نہ ہو جائے۔ اگر محبّ محبوب کے منع کیے ہوئے کاموں کو کرے تو وہ اپنے محبت میں سچا نہیں ہے۔ گویا محبوب کے وجود کو تسلیم کرنے کے بعد اس کے اوصاف و کمالات کو جان لینے کے بعد محبّ ان تمام اعمال سے بچتا رہتا ہے جن سے وہ ناراض ہوتا ہے۔

(جاری ہے......)

اپنی ملت پر قیاس اقوام مغرب سے نہ کر
خاص ہے ترکیب میں قوم رسول ہاشمی

حقیقتِ دنیا

دنیا کی حقیقت ایسی ہے کہ ایک شخص جنگل میں چلا جاتا تھا۔ اس نے دیکھا کہ میرے پیچھے ایک شیر آ رہا ہے۔ یہ بھاگا۔ جب تھک گیا تو دیکھا کہ آگے ایک گڑھا ہے۔ چاہا کہ گڑھے میں گر کر جان بچائے لیکن اس میں اژدہا نظر آیا۔ اب آگے اژدہے کا خوف اور پیچھے شیر کا ڈر کہ ایک درخت کی ٹہنی نظر پڑی اور اس کو ہاتھ ڈال دیا۔ مگر ہاتھ ڈالنے کا بعد معلوم ہوا کہ اس درخت کی جڑ کو دو سیاہ و سفید چوہے کاٹ رہے ہیں۔ بہت خائف ہوا کہ اب تھوڑی دیر میں درخت کی جڑ کٹ جائے گی تو میں گر جاؤں گا اور شیر و اژدہا کا شکار بن جاؤں گا۔ اتفاقاً اس کو اوپر کی طرف ایک چھتا شہد کا نظر پڑ گیا۔ اس شہد کے حاصل کرنے اور پینے میں مصروف ہو گیا کہ خوفِ شیر رہا اور نہ اندیشۂ اژدہا اور نہ فکرِ موشہا۔ کہ دفعتاً جڑ کٹ گئی اور یہ گر پڑا۔ شیر نے پھاڑ کر گڑھے میں گرا دیا اور اژدھے کے منہ میں جا پھنسا۔

اے عزیز من! جنگل سے مراد دنیا ہے اور شیر موت ہے کہ پیچھے لگی ہوئی ہے اور قبر گڑھا ہے جو اس کے آگے ہے اور اژدہا اعمال بد ہیں کہ قبر میں ڈسیں گے اور دو چوہے سیاہ و سفید دن اور رات ہیں اور درخت گویا عمر ہے اور شہد کا چھتہ دنیائے فانی کی غافل کر دینے والی لذات و خواہشات ہیں کہ انسان دنیا کی فکر میں موت، قبر، اعمال بد اور جواب دہی وغیرہ سب کو بھول جاتا ہے اور پھر اچانک موت آ جانے پر بجز حسرت و ندامت کچھ نہیں ساتھ لے جاتا۔

(مخزن اخلاق سے انتخاب)

نہ دنیا سے، نہ دولت سے، نہ گھر آباد کرنے سے
تسلی دل کو ہوتی ہے خدا کو یاد کرنے سے

نوربخشیات

سفرِ حج کے تاثرات اور مذہب صوفیہ کی ہمہ گیری

الحاج علامہ مفتی علی محمد ھادی

حضرت علی علیہ السلام کا فرمان ہے:

عَرَفْتُ رَبِّیْ بِفَسْخِ الْعَزَائِم۔ "کہ میں نے اپنے رب کو ارادوں کے ٹوٹنے سے پہچانا۔" واقعی یہ معاملہ میرے ساتھ بھی پیش آیا وہ یہ ہے کہ کئی سالوں سے میرا یہ ارادہ بنتا رہا کہ اس سال دیارِ حرم کی زیارت کروں۔ خاک کوچہ ہائے مکہ و مدینہ چشم دل کا سرمہ بنانے کے لئے سفرِ حج کی تیاریاں کروں مگر حسب قول:

این سعادت به زور بازو نیست
تا نه بخشد خدای بخشنده

مختلف رکاوٹیں میرے ارادوں کے آگے حائل ہوگئیں اور میرا خواب شرمندہ تعبیر ہونے سے رہا۔ امسال کچھ ناگزیر مجبوریوں کے پیش نظر سفرِ حج کا ارادہ کچھ سالوں کے لئے ملتوی کر دیا تھا لیکن خدا کو منظور تھا کہ وہ میری آرزوئیں بھر لائے اور میں اپنے ماضی کے ناتمام ارادوں کو پورا کروں، کعبہ مجازی کے در و دیوار سے چمٹ کر کعبۂ باطن کا قُرب حاصل کروں اور مدینہ کی نورانی فضاؤں میں انوار مصطفوی کا نظارہ کر کے اپنے اندر عشق نبی کا جذبہ پیدا کروں۔ سو یقین جانا کہ یہ سب کچھ خدا کی توفیق اور بلاوے سے ہوتے ہیں۔ بندے کے اپنے پاس کچھ بھی نہیں ہے۔

تاثرات کے زاویے:

میں اگر سفرِ حج کے تاثرات کو ضبط تحریر میں لاتا جاؤں تو ایک مستقل کتاب بن جائے۔ ابتدائے سفر میں اپنی ہر لحاظ سے بے بضاعتی اور روحانی طور پر تہی دستی کی الگ کہانی، حج کے پورے سفر کے دوران پاکستانی حکومت کے انتظامات حج کی خوبیوں اور خامیوں کا الگ ذکر، سعودی حکومت کے انتظامات حج اور ضیوف الرحمٰن کی خدمت کی خوبیوں اور خامیوں کا الگ قصہ اور حرم مکی اور حرم مدنی کے ایک الگ الگ نشاط آور منظر نامہ کے لئے الگ الگ باب درکار ہوگا، جس کی رسالہ کی تنگ دامنی اجازت نہیں دیتی۔ لہٰذا میں ذیل میں اختصار سے کام لیتے ہوئے اپنے سفرِ حج کی کچھ جھلکیاں پیش کروں گا۔

شوق وصال و درد فراق:

سفرِ حج کے ابتدائی مراحل وصال یار کے بے پایاں شوق کے خزینہ دار ہوتے ہیں۔ ہر مسلمان حاجی کس شوق و جذبہ سے اپنے سفر کا آغاز کرتا ہے وہ الفاظ میں بیان نہیں کیا جاسکتا۔ یہ شوق و جذبہ جب جہاز یلملم کی میقات سے گزر رہا تھا۔ لبیک، اللھم لبیک، لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک والملک، لا شریک لک. کی صداؤں میں سیل رواں بن کر آنکھوں کے بندوں کو توڑتا امڈ پڑتا تھا۔ پھر جدہ ایئر پورٹ سے لے کر مکہ میں رہائش والے ہوٹل تک وہ معنوی و روحانی شوق و جذب ایک حد تک کسی غیر مرئی پردے کے پیچھے چلا جاتا ہے کیونکہ حاجی اس دوران میں اپنے مادی انتظامات کے پیچھے قدرے ضرورت سے زیادہ پڑا رہتا ہے۔ ہوٹل میں کچھ دیر ستانے اور سفر کی تھکاوٹ کو دور کرنے کے بعد تازہ غسل یا وضو کر کے لبیک پڑھتے پہلے عمرہ کی ادائیگی کے لئے حرم کی طرف قدم اٹھتے ہیں تو قدم ہمارے قابو میں نہیں رہتے۔ حرم کی طرف قدم اٹھتے اٹھتے قلب میں روحانی طمانیت و سکون کے احساس

کے ساتھ یہ اضطراب بھی پایا جاتا ہے کہ یہ مولا کے در پر پہلی حاضری ہے۔ اس لئے پہلی دعا میں محبوب سے کیا مانگا جائے۔ بہت ساری فہرستیں ذہن میں آجاتی ہے۔ دنیوی ضروریات کی فہرست، اخروی کامیابیوں کی فہرست، دین و ایمان کے مقاصد کی فہرست، ملک و دولت کے تقاضوں کی فہرست، غرض ہزاروں ایسی ضروریات سامنے آجاتی ہیں کہ جن کو نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔ ہر خواہش اس مصرع کا مصداق کامل ہے۔

ہزاروں خواہشیں ایسی کہ ہر خواہش پہ دم نکلے

مگر جیسے ہی مسجد حرام میں اللہ کا نام لے کر داخل ہوتا ہے۔ اور کعبۃ اللہ پر پہلی نظر پڑتی ہے عقیدت ومحبت میں بسا ہُوا اُس کا رعب حاجی کے دل ودماغ پر ایسا چھا جاتا ہے کہ ذہن میں پہلے سے تیار سارا مسودہ یک دم غائب ہوجاتا ہے اور بے ساختہ "اللہ" کا نعرہ بلند ہوتا اور یہ مسنون دعا زبان سے ادا ہوجاتی ہے۔

"اللّٰھُمَّ زِدْ ھٰذَا الْبَیْتَ تَشْرِیْفًا وَّ تَعْظِیْمًا وَّ مَھَابَۃً"

ترجمہ: یا اللہ! اپنے اس گھر کو مزید شرف اور بزرگی دے اور اس کے رعب وہیبت میں اضافہ فرما۔

پھر حجر اسود کی زیارت میں وصلِ یار کی محویت، کعبۃ اللہ کے چکر میں وارفتگی رکن ایمانی کا نظارہ، ملتزم اور میزاب رحمت پہ در و دیوار کعبۃ اللہ سے چمٹ کے فریاد وفغاں کرتے ہیں وہ کیف ومستی حاصل ہوتی ہے کہ جو واقعی انسان کی زندگی میں متاع بے بہا ہے۔ نیز زمزم کی شراب طہور کی مستی، صفا ومروہ سے کعبۃ اللہ کی طرف رخ کرکے کی جانے والی آہ وفغاں اور ان کے درمیان جذب ومستی میں ڈوب کر عاشقانہ والہانہ دوڑ انسان کے قابو سے اُس کا دل ہمیشہ کے لئے چھین لیتی ہے۔

خدا سے لو لگانے کی مثالی ساعات جو منیٰ کی راتوں اور

جیسے ہی مسجدِ حرام میں اللہ کا نام لے کر داخل ہوتا ہے۔ اور کعبۃ اللہ پر پہلی نظر پڑتی ہے عقیدت ومحبت میں بسا ہُوا اُس کا رعب حاجی کے دل ودماغ پر ایسا چھا جاتا ہے کہ ذہن میں پہلے سے تیار سارا مسودہ یک دم غائب ہوجاتا اور بے ساختہ "اللہ" کا نعرہ بلند ہوتا ہے۔

عرفات میں وقوف کے دوران مانگی جانے والی دعاؤں سے عبارت ہیں، انسان کے دل ودماغ چھاتی ہی رہتی ہیں۔ عاشقان حق کا ٹھاٹھیں مارتا سمندر جب جذب ومستی کے عالم میں لبیک اللھم لبیک کے نعروں کی گونج میں عرفات سے مزدلفہ کی جانب اُمڈتا نظر آتا ہے تو انسان کے وجود میں وہ جوش وولولہ پیدا ہوتا ہے جس کی برکتیں تادم زیست انسان محسوس کرتا ہے۔

جب "فَاذْکُرُوا اللّٰہَ عِنْدَ الْمَشْعَرِ الْحَرَامِ" کے قرآنی حکم کے تحت مزدلفہ میں مشعر الحرام کے پاس اپنا دل تھام کے ذکر اللہ شروع کرتے ہیں۔ تو وہ کیف طاری ہوجاتی ہے کہ "اللہ" بندۂ حق کے رگ وپے میں سرایت کرجاتا ہے۔ اور وہ اپنے پورے وجود سے "اللہ" کا نعرہ سن لیتا ہے۔ ایسے ہی دسویں ذی الحجہ کو جمرہ کبریٰ کو کنکریاں مار رہے تھے فرزندان کی صدائے لبیک بلند تھی، ایک پاکستانی بھائی نے اسی دوران کہا:

"دیکھو، قدرت کی شان دیکھو، اللہ میاں نے شیطان کو کتنا ذلیل کیا۔"

گو مسلمان خلیل کی یاد کو تازہ کر رہے ہیں، پر درحقیقت اپنے ازلی دشمن سے عملی نفرت کا ایک اظہار اور راندۂ درگاہ حق ہونے کے ساتھ اپنے کعبۂ دل سے بھی اس کو نکال باہر کرنے کا عملی مظاہرہ ہے۔

جب رات کے سناٹے میں ہم چند ساتھی جبل نور پر غار حراء کی زیارت کے لئے گئے۔ جہاں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی خلوت کے پانچ سال گزارے اور اہل مکہ کی حالت زار پر زار وقطار روتے اور اصلاح احوال کے لئے فکر کرتے رہتے تھے یہیں اللہ کے ابر

رحمت کا پہلا قطرہ گرا جو تیئس سال تک ایسا برسا کہ کفر و شرک کا صفایا ہوگیا۔ معاشرت کا طرز بدل گیا۔ جہالت اور جاہلیت کی جگہ علم و معرفت نے لے لی۔ غارِ حرا میں حالتِ قیام میں حرم مکی کے میناروں کا نظارہ انتہائی روح افزا ہے۔ بے ساختہ زبان پر "اقراء" کی ابتدائی آیات کا ورد شروع ہو جاتا ہے اور دماغ چودہ سو سال پہلے کی تاریخ کی طرف پلٹ جاتا ہے گویا یوں لگتا ہے کہ اس غار میں "محمد رسول اللہ" صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم آپ کا ہم نشیں ہیں۔ یہاں اپنے اوپر "فنافی الرسول" کی کیفیت طاری کر کے لا الہ الا اللہ کا ذکر خفی یا جلی کرنے میں بڑا روحانی لطف آتا ہے۔

قیام مکہ کے دوران بہت سے تاریخی مقامات کی زیارت کے ساتھ ساتھ جنت المعلیٰ میں حضرت خدیجہ سمیت انصار و مہاجرین کی زیارت ایک مسلمان کی روحانی ترقی کے لئے بہت اہمیت کی حامل ہے۔ مکے کے کوچہ و بازار میں گھومتے پھرتے ذہن ہمیشہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی طرف جاتا ہے کہ گویا آپؐ لا الہ الا اللہ کی صدا لگاتے مکہ کی گلیوں میں گھوم رہے ہیں۔ کوہ ابی قبیس پر چڑھ کر اہل مکہ کو پکار رہے ہیں۔ وہ منظر ذہن پر چھا جاتا ہے اور ہم اپنے وجود سے لا الہ الا اللہ کی آواز سننے لگتے ہیں۔

اب میں آپ کو طیبہ کی گلیوں میں لے جاتا ہوں کہ جہاں آپ اپنے آپ کو گم کردہ راہ سا بناتے ہیں اور آپ کو یہ احساس دامن گیر ہوتا ہے کہ گویا مدینہ کی گلیوں میں محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو ڈھونڈ رہے ہیں۔ دیوانہ وار کبھی "یا رسول اللہ" کی صدا زبان نکلتی ہے کبھی درود و سلام سے آپ کی زبان تر ہوتی ہے۔ طیبہ کی گلیوں میں جب آپ کا ذہن رجعت کر کے محرب خدا کی تلاش کر رہا ہوتا ہے، اتنے میں مسجد نبوی کے پُر نور مینار کی معنوی مقناطیسیت آپ کے دل کو کشاں کشاں مسجد نبوی کی طرف کھینچ لاتی ہے اتنے میں جب نظر گنبد خضرا پر پڑتی ہے تو جذبات قابو سے باہر ہو جاتے ہیں آنکھیں چھلکنے لگتی ہیں اور جسم پر لرزہ طاری ہو جاتا ہے۔

ریاض الجنۃ میں جا کر نوافل ادا کر کے جب اسطوانہ ابی لبابہ سے چمٹ کر اپنی روسیاہیوں کو حسرت و ندامت اور توبہ کے آنسوؤں سے دھوتے ہیں اور پھر عقیدت و محبت کے سمندر میں ڈوب کر روضۂ اقدس کی جالیوں کے ساتھ ساتھ رحمۃ للعالمین کی بارگاہِ رسالت میں صلوٰۃ و سلام کے پھول نچھاور کرتے ہیں فرطِ جذبات سے بے قابو ہو کر آواز قدرے بلند ہونے لگتی ہے تو فوراً ذہن حکم خداوندی:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَرْفَعُوا أَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِيِّ.

ترجمہ: کہ اے ایمان والو! اپنی آوازوں کو نبیؐ کے آواز کے اوپر بلند نہ کرو۔ نیز ارشادِ خداوندی:

إِنَّ الَّذِينَ يَغُضُّونَ أَصْوَاتَهُمْ عِنْدَ رَسُولِ اللَّهِ أُولَٰئِكَ امْتَحَنَ اللَّهُ قُلُوبَهُمْ لِلتَّقْوَىٰ.

ترجمہ: جو لوگ اپنی آوازوں کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے پاس پست رکھتے ہیں، ان کے دلوں کو اللہ تعالیٰ نے تقویٰ کے لئے آزمودہ بنا لیا ہے۔

کی طرف جاتا ہے۔ اور گوش ہوش سے شاعر کا یہ شعر یہ ٹکرانے لگتا ہے:

ادب گاہیست زیرِ آسمان از عرش نازک تر
نفس گم کردہ می آید جنید و بایزید ایں جا

جب عرش سے نازک تر ادب گاہ کے سامنے ہم کھڑے ہو جاتے ہیں فرطِ عقیدت سے رقت کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔

ہمارا ذہن ایک بار پھر ہمارے تابناک ماضی کے رشتہ سے منسلک ہوتا ہے۔ اتنے میں اچانک ہماری نظروں میں عالم اسلام کی زبوں حالی کا نقشہ آتا ہے۔ کشمیر و فلسطین یاد آتے ہیں۔ پاکستان کے اندر ہونے والے کشت و خون کا منظر سامنے آتا ہے۔ پیشانی عرب پر اسرائیل کا بدنما داغ دکھائی دیتا ہے۔ حاجی اللہ سے دست بدعا ہو کر فریاد کرتا ہے کہ اے اللہ اہل اسلام کی زبوں حالی پر رحم فرما۔ ان میں تیرا کوئی حیدر و فاروق پیدا کر، جو عالم اسلام میں یہود و نصاریٰ کی ریشہ دوانیوں کا خاتمہ کرے، عرب کے ماتھے سے اسرائیل کا بدنما داغ مٹا کر پھر سے قبلۂ اول کو آزاد کرائے اور امریکہ نواز حکمرانوں کو خلافتِ راشدہ کی نہج سمجھائے۔

اس کے بعد جب ہم بقیع کے شہرِ خموشاں میں پہنچتے ہیں جہاں خاتونِ محشرؓ، سید شباب اہل جنت امام حسنؓ، حضرت امام زین العابدینؒ، امام محمد باقرؒ، امام جعفرؒ، حضرت حلیمہ سعدیہؓ، امہات المومنینؓ، حضورؐ کی پھوپھیاں، حضورؐ کے بیٹے ابراہیمؑ، لاکھوں کی تعداد میں انصار ومہاجرین، تابعین اور اولیائے کرام کی آخری آرام گاہیں ہیں۔ ایک ایک کی خدمت میں سلام پیش کرتے ہوئے ایک عجیب سی کیفیت طاری ہوجاتی ہے۔

مذہب صوفیہ کی ہمہ گیری:

سفرِ حج کے تاثرات رقم کرتے ہوئے مذہب صوفیہ کی عالمگیریت پر چند سطور نہ لکھوں تو کفرانِ نعمت کے مترادف ہوگا۔ موسم حج اللہ کی رحمتوں اور برکتوں کی بہار کا موسم ہے جس میں دنیا کے اطراف اکناف سے فرزندانِ توحید حرم مکی اور حرم مدنی کی زیارت کے لئے آتے ہیں۔ اہل اسلام اپنے جغرافیائی، معاشرتی، تمدنی اور سیاسی گوناگونی کے سبب مختلف خدوخال، رفتار وکردار فقہی مسلک ومشرف کے ساتھ آتے ہیں۔ مگر ان تمام میں ایک چیز رُوح کی طرح لگی تھی جو سب میں مشترک تھی اور سب کو ایک ہی رشتۂ جذب کے ساتھ منسلک کئے ہوئے تھی وہ تھا مذہب صوفیہ۔ افریقہ کے انتہائی سادہ طبع دیوہیکل بدو ہوں یا انڈونیشیا کے ملنسار مہذب اور شریف کمزور جسم والے، فلسطین واُردن اور شام کے زہد شکن پری چہرہ لوگ ہوں یا سوڈان و نائجیریا کے بدذیب اور ڈراؤنی صورت والے، خلفائے عثمانیہ کے کارناموں پر فخر کرتے رہنے والے ترکی کے مسلمان ہوں یا جذبۂ قومیت سے سرشار ایران کے مسلمان، قوم پرستی کے جذبہ سے نکل کر ہر گروپ میں گھل مل کر اپنا تشخص اجاگر کرنے والے پاکستانی ہوں یا ماوراء النہر کے جذباتی مسلمان۔ گو سب کی فقہ مختلف ہے، طرزِ ادائگی نماز مختلف ہے، ادائیں مختلف ہیں، شکل وصورت مختلف ہے، مگر سب میں اسلام اور تصوف قدرِ مشترک ہے۔ یہ سب جیسے اپنے آپ کو مسلمان کہتے سرفخر سے بلند کرتے ہیں ایسے ہی اپنے آپ کو صوفی کہلاتے جھوم لیتے ہیں۔

میری ملاقات مسجد الحرام میں ظہر کے وقت ایک ترکی بھائی سے ہوئی آپس میں کچھ گفتگو ہوئی۔ آپس میں عطار و رومی اور شاہ ہمدان کی بابت تبادلہ خیال ہوا۔ میں نے جب یہ کہا کہ میں مثنوی رومی کا درس دیا کرتا ہوں تو اُس کے چہرے فرحت وخوشی سے کھل گئے اور اپنے چند اور ساتھیوں کو بھی بلایا اور اُن کو بتایا کہ یہ صوفی ہیں اور مثنوی کا درس دیتے ہیں۔ وہ ترکی بھائی خود اپنے پیر ومرشد کا فوٹو بھی اپنی جیب میں رکھی ہوئے تھا جسے مجھے دکھایا۔ ذکر چار ضرب کا طریقہ بتایا۔ اور بتایا کہ صرف صوفیہ ہیں جن پر شیطان کا کوئی دسترس حاصل نہیں، باقی تمام مسلمان شیطانی خیالات وافکار کا شکار ہوسکتے ہیں۔

ایسے ہی چند ایک ترکی بہنوں کو دیکھا کہ وہ صبح کے وقت اوراد فتحیہ کتاب سے پڑھ رہے ہیں۔

ایسے ہی کردستان، عراق، شام ومصر، انڈونیشیا، افریقہ، ایران، وغیرہ کے بہت سے مسلمانوں سے تبادلۂ خیال کا موقع ہوا۔ سب نے اپنے آپ کو صوفی جتلایا۔

غارِ ثور کی زیارت کے لئے جاتے ہوئے چند ایسے جذباتی مسلمانوں سے تبادلۂ خیال ہوا جن کا تعلق کوہ قاف کے علاقے سے تھا۔ جب انہوں نے ہمیں بھی انہی کی طرح رشتۂ مذہب صوفیہ سے منسلک پایا وہ ہمارے اتنے شیدا ہوئے جتنے ہم خود اہل مذہب صوفیہ بھی نہیں ہیں۔ اور وہ بتاتے ہیں کہ کوہ قاف کے علاقے میں جتنی ریاستیں ہیں سب کا تعلق مذہب صوفیہ سے ہے۔ غارِ ثور تک پہنچتے پہنچتے اکثر راستہ اپنے چیچنی صوفی بھائیوں سے تبادلۂ خیال میں گزرا۔ پھر ہم ان سے دامن چھڑانا چاہتے تھے مگر وہ ہمارے پیچھے پڑ گئے، اور صوفیاء کے بارے میں، ہمارے علاقے اور سلسلے کے بارے میں ایک ایک بات پوچھتے رہے۔

پھر ہمارے ساتھی غارِ ثور پر پہنچ گئے جس نے محبوب خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور رفیق نبوت کو ہجرت مدینہ کے موقع پر تین دن رات اپنے پیٹ میں رکھا تھا۔ یہ واحد مقدس غار ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں:

اِذْ يَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ اِذْهُمَا فِي الْغَارِ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا

ترجمہ: جب حضورؐ اور آپ کے ساتھی دونوں غار میں تھے، آپ اپنے ساتھی سے یہ فرمارہے تھے کہ تو غم نہ کر، بے شک اللہ ہمارے ساتھ ہے، فرما کر ہمیشہ کے لئے محفوظ اور مرفوع فرمایا۔

غار کے اندرونی حصے کی زیارت کے لئے ہزاروں زائرین کا تانتا بندھا ہوا تھا۔ اللہ کا حسن توفیق تھا کہ ہم کسی طریقے سے غار کے اندر جانے اور جہاں حضورؐ تشریف فرما ہوئے تھے، وہاں تھوڑی دیر ٹھہر کر درود و سلام بھیجنے میں کامیاب ہوئے۔ غار کا اندرونی حال دیکھ کر حضورؐ کے سفر ہجرت کی صعوبت اور اسلام کی راہ میں جھیلی گئی تکلیفیں ہمارے ذہن پر پرچھائیاں ڈال گئیں اور ہم محو حسرت و حیرت ہو گئے۔ بے ساختہ درود کا جملہ لب پر آ گیا:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَصَاحِبِهٖ فِي الْغَارِ

ترجمہ: اے اللہ! تو محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے یار غار پر درود و سلام بھیج۔

ہاں اثبات ہو رہی تھی مذہب صوفیہ کی عالمگیریت کی۔ اس سلسلے میں متحد عرب امارات سے آنے والے مسلمان حاجیوں کا کردار قابل دید ہے۔ وہ کبھی ہاتھ چھوڑ کر نماز پڑھتے ہیں اور کبھی باندھ کر۔ ہاتھوں کے بارے میں وہ کسی ایک خاص ادب کے پابند نہیں۔ فقہ الاحوط میں جیسے آداب یدین درج ہیں سب پر وہ عمل پیرا ہیں۔ وہ اپنا آپ صوفی کہلاتے ہوئے فخر محسوس کرتے ہیں۔

اس سے زیادہ ہمیں حیرت اس وقت ہوئی جب حرم مکی اور حرم مدنی دونوں میں کچھ ایسے حاجیوں کو دیکھا جن کا طریقہ نماز اور بلتستان کے صوفیہ نوربخشیہ مکتب فکر کے لوگوں کے طریقہ نماز میں بال برابر فرق نہیں تھا۔ ان حاجیوں کا تعلق سعودیہ عربیہ ہی سے تھا۔ ان میں سے اکثر و بیشتر نجران سے تھے۔ یہ لوگ مسجد نبوی میں اپنے حلقۂ یاراں میں درس قرآن بھی دے رہے تھے۔ مگر یہ لوگ اپنا فقہی مسلک ظاہر کرنے سے کتراتے تھے۔

اہل صوفیہ نوربخشیہ کے لئے خوشی کا مقام یہ ہے کہ جہاں ان کی آبادی ہے وہاں تہجد کی اذان، تہجد، اذان فجر، سنتوں اور دعائیہ صبحیہ کا پڑھنا پھر فجر کی نماز کی باجماعت ادائیگی، اس کے بعد تلاوت و اوراد اور بارگاہ رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں ان الفاظ میں درود وسلام پڑھنا۔

الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا حبیب اللہ

الصلوۃ والسلام علیک یا خلیل اللہ

اس طرح پڑھتے پڑھتے الصلوۃ والسلام علیک یا رحمۃ للعلمین الصلوۃ والسلام علیک یا رسول رب العلمین

درود وسلام سے فارغ ہونے کے بعد ائمہ اہلبیت، صحابہ کرام اور اولیائے امت کی روحوں کو فاتحہ پڑھتے اور سلام پیش کرتے ہیں۔ باقی یہ بات ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ محبت اور عشق الٰہی وہ گران قدر سرمایہ ہے کہ جسے صوفیہ کرام نے اپنے قلب و باطن میں جاگزیں کیا بلکہ اپنی دعوت و تبلیغ اور تلقین و ارشاد کا عنوان بنایا۔ یہی وجہ ہے کہ وہ بلا جبر و اکراہ اسلام کے آفاقی اور عالمگیر پیغام کو چار دانگ عالم میں انسانیت تک پہنچانے میں کامیاب ہو گئے۔

بقیہ صفحہ 28 پر

درود وسلام سے فارغ ہونے کے بعد ائمہ اہلبیت، صحابہ کرام اور اولیائے امت کی روحوں کو فاتحہ پڑھتے اور سلام پیش کرتے ہیں۔ یہی منظر عملی طور پر مسجد نبوی میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ جہاں تہجد کی آذان ہوتی ہے اور اکثر آدمی اوراد صبحیہ کا اہتمام کرتے۔ فجر کی نماز کے بعد تلاوت اور اوراد سے فارغ ہو کر حضور کو نذرانہ صلوۃ وسلام پیش کرتے ہیں جس میں کسی فقہی مسلک کی تعریف کے بغیر سب اُسی طریقے پر جو صوفیہ نوربخشیہ میں رواج پایا ہوا ہے صلوۃ وسلام پڑھتے ہیں۔

الٰہیات

محبتِ الٰہی کے تقاضے اور نتائج

(خطبہ جمعہ مفتی علامہ علی محمد ھادی) علی محمد محمدی

اللہ نے ہمیں اپنے حبیب تاجدار کائنات حضرت محمدؐ کے ذریعے یہ پیغام ان الفاظ میں دیا ہے۔

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَیَغْفِرْلَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ

ترجمہ: اے میرے حبیب آپ فرما دیجئے کہ (لوگو) اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میرا اتباع کرو اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

مندرجہ بالا آیت مبارکہ سے یہ بات مترشح ہوتی ہے کہ اللہ کی محبت کے لئے اس کے نبیؐ محتشم ختمی المرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اتباع ناگزیر ہے۔ آپ کا اتباع تب ہی اپنے کمال کو پہنچ سکتا ہے جب آپؐ سے محبت کی جائے چنانچہ آپ کا ارشاد گرامی ہے۔

لایو من احد کم حتی اکُوْنَ اِحبَّ الیہ من والدِہٖ وَوَلَدِہٖ والنَّاسِ اَجْمعین

ترجمہ: (لوگو!) تم میں سے کسی کا ایمان اس وقت تک کامل نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے لئے اس کے بیٹے، والد اور لوگوں سے بڑھ کر محبوب نہ ہو جاؤں۔ یہی وجہ ہے کہ اہل محبت رب ذوالجلال کی بارگاہ صمدیت میں یوں مناجات کرتے ہیں۔

نحبُّ بحبک النَّاس ولنعادی بعد اوتک من خالفک من خلقک

ترجمہ: (اے اللہ) ہم تیری محبت کی خاطر لوگوں سے محبت کرتے ہیں اور تیری مخلوق میں سے تجھ سے دشمنی رکھنے والوں سے دشمنی رکھتے ہیں۔ گویا اللہ والے اللہ ہی کی محبت کی بنا پر اس کی رضا و خوشنودی کی خاطر لوگوں سے محبت کا برتاؤ کرتے ہیں اور اللہ ہی کی خاطر اس سے دشمنی رکھنے والوں سے دشمنی کا سلوک کرتے ہیں ان کی حیات مستعار کا ایک ایک لمحہ اپنے محبوب حقیقی اور مطلوب اصلی کی یاد میں اس کی محبت و رضا جوئی میں بسر ہوتا ہے اللہ پاک انہی لوگوں کے بارے میں فرماتا ہے۔ حدیث قدسی ہے:

وَجَبَتْ مَحبتی للمتحابِّین فِیَّ وللمتجالسین فِیَّ وللمتباذلین فِیَّ وللمتزاورین فِیَّ

ترجمہ: میری محبت ان لوگوں کے لیے واجب ہو گئی ہے جو میری رضا و خوشنودی کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ میری خاطر ایک دوسرے کی مجلس میں بیٹھتے ہیں، میری خاطر ایک دوسرے پر خرچ کرتے ہیں اور میری ہی خاطر ایک دوسرے کی زیارت کرتے ہیں۔

ایک لمحہ فکریہ:

آج ہم اس محبوب حقیقی اور مطلوب اصلی کو بھولے ہوئے ہیں۔ اور بھولتے جا رہے ہیں۔ ہماری مثال اس بے وقوف شخص کی سی ہو کر رہ گئی ہے۔ جس کی کہانی سعدی شیرازیؒ نے گلستان میں یوں لکھی ہے۔

''ایک شخص تھا جس کی سوئی اس کے کمرے میں گم ہو گئی تھی اور وہ کمرے سے باہر روشنی میں گم شدہ سوئی ڈھونڈ رہا تھا۔ ایک دوسرے شخص نے پوچھا ''بھائی! تم کیا کر رہے ہو؟'' اس نے جواب دیا ''میں سوئی تلاش کر رہا ہوں''۔ اس نے پوچھا ''سوئی کہاں گم ہوئی ہے؟'' بے وقوف آدمی نے جواب دیا ''سوئی تو کمرے میں گم ہو گئی

ہے مگر کمرے میں تاریکی ہے اس لئے میں باہر روشنی میں تلاش کر رہا ہوں۔''

اس شخص کو اس کی بے وقوفی پر حیرت ہوئی آج ہم اس بے وقوف شخص سے بڑھ کر بے وقوفی کا مظاہرہ کر رہے ہیں۔ ہم اپنے محبوب حقیقی رب العالمین کی تلاش، اس کی قربت اور اس کی معرفت اور اس کی عطا کردہ شریعت محمدیہ کے رنگ میں رنگ کر، اس کے حبیب کی سنتوں میں تلاش کرنے کی بجائے فانی دنیا کے زیب و زینت میں کر رہے ہیں۔ دنیا کی محبت، اس کی ظاہری چمک دمک اور چکا چوند میں ہم ایسے کھو گئے ہیں کہ ہم اپنے محبوب حقیقی کو بھولتے جا رہے ہیں۔

اگر آج ہم اپنا ٹوٹا ہوا تعلق پھر سے اپنے محبوب حقیقی سے جوڑنا چاہتے ہیں تو ہمیں صوفیاء کرام کی تعلیمات کی طرف پلٹ کر آنا ہوگا۔ صوفیاء کرام نے اسلام کی تعلیمات اپنی اصل شکل میں افراط و تفریط کے بغیر پیش کی ہیں۔ ہمیں محبت کا مفہوم اور اس کے ارکان اور اس کے ثمرات و نتائج انہی سے سیکھنے ہوں گے۔

فقہ الاحوط میں من گھڑت اختلافی مسائل کا حل موجود ہے۔ جن کی بنیاد پر اختلاف کی بجائے اتحاد بین المسلمین ممکن ہے۔

محبت کے ارکان اربعہ علاء الدولہ سمنانی کی نظر میں یہ ہیں:

ا۔ ایمان:

محبت کے ارکان اربعہ میں سب سے پہلا بنیادی رکن ایمان ہے۔ یعنی محب سب سے پہلے اپنے محبوب حقیقی کے وجود کو تسلیم کرے۔ مطلوب اصلی کی ذات کو مانے۔ گویا محبوب حقیقی پر ایمان لائے بغیر محبت کی بنیاد نہیں رکھی جا سکتی۔ چنانچہ اس کی ذات پر ایمان لانا اس کے اوصاف کمالات کو تسلیم کرنا محبت کی خشت اول ہے۔ قرآن حکیم میں اس تصور کو واضح کرتے ہوئے ارشاد ہے۔

وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ

ترجمہ: جو ایمان لائے وہ اللہ سے ٹوٹ کر محبت کرتا ہے۔

مذکورہ آیت مبارکہ میں محبت کے عمل سے پہلے ایمان کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ تاکہ یہ بات واضح ہو جائے کہ اللہ کی عشق و محبت کا گنج گرانمایہ اس کو نصیب ہو سکتا ہے جو صاحب ایمان ہو۔ ایمان ایسا جو محبوب حقیقی کے ذکر سے حلاوت اور لذت محسوس کرے جو انسان کے دل کو کونین میں کامیابی کی خوشخبری دے چنانچہ مردان خدا بارگاہ الٰہی میں وقت سحر یوں مناجات کرتے ہیں۔

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ اِيْمَانًا يُّبَاشِرُ قَلْبِیْ وَاَسْئَلُكَ يَقِيْنًا صَادِقًا لَيْسَ بَعْدَهٗ كُفْرٌ وَّلَا شِرْكٌ وَّلَا شَكٌّ۔ (اوراد فتحیہ)

ترجمہ: ''اے میرے محبوب! میں تجھ سے وہ ایمان مانگتا ہوں جو میرے دل سے لگا رہے اور تجھ سے وہ یقین مانگتا ہوں جس کے بعد کفر اور شک و شرک کی کوئی گنجائش نہ رہے۔''

اس سے معلوم ہوا ایمان محبوب حقیقی سے ملتا ہے۔ ایمان مانگنے کی چیز ہے۔ جب محب اپنے محبوب کے وجود کو اور اس کے اوصاف کمالات کو دل سے مان لیتا ہے تو پھر اسے ایسا مان لیتا ہے کہ اس یقین میں کسی قسم کے کفر و شرک اور شک کی گنجائش نہیں رہتی۔ چنانچہ تاجدار کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے۔

اَلْيَقِيْنُ اِيْمَانٌ كُلُّهٗ

ترجمہ: ''یقین کل ایمان ہے۔''

ایمان جب یقین میں بدل جاتا ہے تو اس کا قدم محبوب حقیقی کے قرب کے راستے پر ڈگمگاتا نہیں بلکہ وہ استقامت کے ساتھ بارگاہ قرب میں کشاں کشاں چلتا رہتا ہے۔

باقی صفحہ 18 پر

یقیں افراد کا سرمایۂ تعمیر ملت ہے
یہی قوت ہے جو صورت گر تقدیر ملت ہے

اہل بیت

شہادت سیدنا امام حسینؓ

مولانا محمد ابراہیم فیضی

ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

یاَایُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَقُوْلُوْا لِمَنْ یُّقْتَلُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْیَاءٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ ہ

ترجمہ:

اے ایمان والو! مت کہو ان لوگوں کو جو اللہ کی راہ میں قتل ہو جائیں مردہ، بلکہ وہ زندہ ہیں۔ جس کا تمہیں شعور نہیں۔

یہاں شہید کا تفصیلی ذکر ہے اور زندہ لوگوں کو ہدایت کی جارہی ہے کہ جو اللہ کی راہ میں شہید ہو جائیں ان کو مردہ مت کہو بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن ان کی زندگی لاشعوری ہے۔ ایک زندگی شعوری ہے جس میں زندہ آدمی کچھ کھاتا ہے، پیتا ہے، سردی گرمی محسوس کرتا ہے، چلتا پھرتا ہے اور جانتا ہے کہ وہ زندہ ہے جبکہ لاشعوری زندگی میں نہ وہ کھاتا ہے، نہ پیتا ہے، لیکن زندوں کی طرح چلتا پھرتا ہے۔ اب ایک لاش جس کا سرتن سے جدا کیا گیا ہے لازمی طور پر خون آلود ہوگا سر کہاں اور دھڑ کہاں رکھا گیا ہوگا ایسے میں سر کا باتیں کرنا یا قرآن مجید کی تلاوت کرنا یا بغیر سر کے دھڑ کا حرکت کرنا صرف لاشعوری زندگی ہو سکتی ہے جبکہ شعوری طور پر ممکن نہیں۔ اس میں ایک وہم کا ازالہ بھی ہے۔ وہم یہ ہے کہ لاشعوری طور پر شہید بھی زندہ ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ بھی حی قیوم یعنی ہمیشہ زندہ اور قائم ہے۔ تو اس میں اللہ کی حیات میں شہید کی حیات کی شرکت لازم آتی ہے۔ اس وہم کے ازالہ میں ایک اور آیت کریمہ موجود ہے۔ جس میں فرمایا گیا ہے کہ بَلْ اَحْیَاءٌ عِنْدَ رَبِّھِمْ یُرْزَقُوْنَ وہ ہمیشہ زندہ ہیں اور اپنے رب کے پاس وہ رزق کھاتے ہیں۔ اب اللہ کے پاس وہ رزق کیسے کھاتے ہیں، کتنا کھاتے ہیں اور کس طرح کھاتے ہیں؟ یہ بھی لاشعوری ہے جبکہ اللہ تعالیٰ کو رزق کھانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ اللہ کے زندہ اور شہید کے زندہ ہونے میں فرق رزق کا ہے۔

پہلے شہید کے بارے میں فقہ الاحوط کا احکام ملاحظہ ہو۔

والشهيد من قتله الكافرون فى المعركة و غيرها او قتله المسلمون ظلما اذا لم يشرب و لم ياكل ولم يبق من وقت صلوه الى اخر لا حاجة له الى الغسل ويكفى لكفنه ثوبه الملطخ فلا ينزع عنه الا الفرو والخف والسلاح فيصلى عليه ويدفنه من حضر وقدر على الصلوة اولتوفين وانا لم يقدر على الصلوة فالتدفين يكفيه ان ولم يقدر على الصلاةفالتد فين يكفيه الى لم يشر القدفين رفع الله درجته و هو ارحم الراحمين

”شہید وہ شخص ہے جس کو میدان جنگ میں کافروں نے قتل کیا ہو یا اس کو مسلمانوں نے بطور ظلم قتل کیا ہو جب (زخم لگنے کے بعد) وہ کچھ نہ کھائے نہ پیے اور ایک وقت نماز سے دوسرے وقت نماز تک زندہ نہ رہے تو اس کو غسل دینے کی کوئی ضرورت نہیں اور اس کے کفن کے لئے اپنا خون آلود کپڑا ہی کافی ہے۔ اس کے جسم سے صرف پوستین، موزہ اور ہتھیاروں کو اتارا جائے گا نیز جو اس پر نماز پڑھنے اور دفن کرنے پر قادر ہوں اور حاضر ہوں تو وہ ایسا کریں گے اگر اس پر نماز پڑھنے پر ہی کوئی قادر نہ ہو تو دفن ہی کافی ہے۔ اگر تدفین بھی ممکن نہ ہو تو بھی اللہ اس کا درجہ خود بلند کرے گا۔ اب فقہی احکام کو غور سے ملاحظہ کیا جائے تو درج ذیل اُمور سامنے آتے ہیں۔

جو شہید زخم کھانے کے بعد نہ کچھ کھائے نہ پیے بلکہ ایک وقت سے دوسرے وقت تک زندہ نہ رہے تو اس کو غسل دینے کی

ضرورت نہیں بلکہ کفن کی بھی ضرورت نہیں صرف اپنے موجودہ خون سے لت پت لباس ہی میں دفن کیا جائے گا۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ اس کا علاج بھی نہ کیا جائے بعض مذاہب کے نزدیک غسل وکفن دینا حرام ہے۔ فقہ الاحوط کی عبادت سے معلوم ہوا کہ ان کی ضرورت نہیں اگر دیا جائے تو بے ضرورت یعنی فضول عمل ہوگا۔

ایک حدیث میں آیا ہے کہ شہید کا معنی گواہ ہے اور گواہی حاضر و ناظر ہی دے سکتا ہے۔ حدیث کا مفہوم یہ ہے کہ شہید جس حال میں شہید ہوا ہے۔ قیامت کے دن اسی حال میں اُٹھایا جائے گا تا کہ وہ اپنی شکل وصورت میں بھی گواہی بن جائے۔ اگر اس کا کپڑا اتارا جائے، اس کا خون دھویا جائے، زخم کا نشان مٹایا جائے تو اللہ پاک کی عدالت میں وہ کیسے گواہ بن سکتا ہے؟ لہذا گواہ کو گواہی کے ذرائع سے دور کرنا ناجائز ہے پس ان اُمور پر غور کر کے عمل کیا جائے گا۔

اب تاریخی احوال یہ ہے کہ شہداء کربلا جو شہید ہوئے فقہ الاحوط کے شرائط کے تحت نہ انہوں نے کچھ کھایا نہ پیا نہ ایک وقت گذارا لہذا وہ سب فقہی شہید ہیں جن سے فقہی احکام متاثر ہوتے ہیں یعنی غسل دینا کفن دینا منع ہے۔

غیر فقہی شہید وہ ہے جو ان شرائط کے تحت نہ ہوں مثلاً کوئی غرق ہو کر مر جائے، کوئی جل جائے، کسی کو زہر دیا جائے یا ایک وقت سے زیادہ گزر جائے، کوئی پہاڑ سے گر کر مرے یا کوئی طالب علم علم کی تلاش کے دوران مر جائے ان تمام صورتوں میں فقہی احکام نافذ ہوں گے۔ یعنی غسل، کفن، نماز اور دفن چاروں چیزیں واجب ہوں گی۔ یعنی خود حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم، حضرت علیؑ، حضرت فاطمہؓ، حضرت امام حسنؑ کی شہادت وفات غیر فقہی ہے۔ ان سب صورتوں میں فقہی احکام کو مکمل طور پر پورا کیا جائے گا۔ جن کو غسل وکفن دینا منع ہو اُن کو غسل دینے کی تمنا یا باتیں جو مراثی اور نوحہ جات میں مذکور ہیں درست نہیں۔ مرثیہ نوحہ ہے کیا؟ اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے اس میں علماء کا اختلاف ہے۔

مرثیہ نوحہ اصل میں کسی کے انتقال پر دکھ درد کا اظہار ہے۔ چنانچہ قرآن میں چھٹا پارہ یوں شروع ہوتا ہے۔ لَا یُحِبُّ اللّٰہُ الْجَھْرَ بِالْقَوْلِ اِلَّا مَنْ ظُلِمَ۔ "اللہ تعالیٰ نہیں چاہتا کہ جہراً قولاً کسی کی برائی بیان کی جائے مگر اس پر ظلم کیا گیا ہو۔" اب مظلوم کے اوپر ظلم کا بیان کیا جائے تو یہ محبوب چیز ہے۔

اب دیکھیے مرثیہ کی تاریخی حیثیت کیا ہے؟ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وصال ہوا تو حضرت فاطمہؓ نے یوں دکھ کا اظہار کیا ہے۔

صبت علیّ مصائب لو انھا
صبت علی الایام صرن لیالیا

حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی وفات کی مصیبت مجھ پر ایسی پڑی ہے اگر یہ مصیبت دنوں پر پڑ جاتی تو وہ رات بن جاتے یعنی دن کا اُجالا ختم ہو جاتا اور رات کی تاریکی چھا جاتی۔ یہ ایک لحاظ سے مرثیہ تھا حضرت علیؑ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وصال پر اور حضرت فاطمہؓ کی وفات پر جو مرثیہ کہا تھا وہ دیوان میں موجود ہے البتہ اُس وقت عربی زبان میں تھا جبکہ ابھی لوگ اپنے جذبات اپنی اپنی زبان اور اپنے ماحول میں کرتے ہیں۔ پھر فقہ احوط میں ایک جملہ یہ بھی آیا ہے۔ وَیَحرُمُ النَّدبُو اِن کَانَ کِذبًا۔ "شہید کی وفات کے بعد مرنے والے پر ندب کا اظہار کرنا جب وہ جھوٹ پر مبنی ہو تو ناجائز ہے۔" مثلاً ایک جاہل فاسق کے مرنے پر یہ کہنا کہ مرنے والا بڑا عالم اور متقی تھا۔ ظالم کو مظلوم کہنا لیکن اگر اس کے شمائل، خصائل یا فضائل بیان کیے جائیں جو صداقت پر مبنی ہو تو درست ہے۔ ندب کا معنی ہی اَن یَعُدَّ شَمَائِلَہٗ یعنی خصلت گننا جب وہ درست ہو۔ اگر فقہی احکام کا علم نہ ہو خواہ مخواہ کسی پر کیچڑ اُچھالنا اچھی بات نہیں۔ البتہ شرع کے خلاف یا فقہی احکام کے خلاف مرثیہ نوحہ قصہ تقریر وغیرہ کی جائے تو یقیناً منع کیا جائے جبکہ صرف دکھ درد اور سوگ کے اظہار پر روکا نہ جائے۔ کسی کے جذبات کو مجروح کرنا کسی کی نقل کرنا، ہیجان پیدا کرنا، ریاکاری اور دکھاوا کا اظہار کرنا درست نہیں جس سے واقعات کربلا کا تقدس بھی پامال ہوتا ہے اہلبیت کرام کی عظمت عصمت پر حرف آتا

ہے۔ واقعات کربلا کو تاریخی پس منظر میں عزت و تکریم کے ساتھ بیان کیا جائے جس سے ان کے ساتھ عقیدت محبت میں اضافہ ہو اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔ ان کی پاک سیرت کو عام کیا جائے۔ لوگوں کو ان کی بے مثال قربانی سے آگاہ کیا جائے اور لوگوں کے دلوں کو ان کی محبت پر آمادہ کیا جائے تو اس میں حسن ہی حسن ہے جس محرم کو تبلیغ کا ذریعہ بنایا جائے لوگوں کو دین سے آشنا کیا جائے۔ وعظ و نصیحت کے ذریعے لوگوں میں دین کے لیے قربانی کا جذبہ پیدا کیا جائے حسینؑ کی تہ تیغ پڑھی جانے والی نماز کے ذریعے لوگوں کو نمازی بنایا جائے۔ حسینؑ اور زینبؑ کے درمیان موجود وفاداری کو بیان کر کے مسلمان بھائی بہنوں میں محبت الفت اور پیار و تعلق کو واضح کیا جائے اس میں بہتری ہی بہتری ہے۔ البتہ مجالس محرم کو مال کمانے اور ثروت مندی کا ذریعہ بنایا جائے اس میں قباحت ضرور ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ اس بیان کے دوران خلوص نیت موجود ہو تو یہ تمام مجالس باعث رحمت ہیں۔ اور باعث برکت ہیں بلکہ جان نثاران کربلا کے اتفاق و اتحاد کو مد نظر رکھا جائے تو مسلمانوں میں مرکزیت اور اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کا ذریعہ بھی پیدا کیا جا سکتا ہے۔ مجالس کے انعقاد میں شرعی امور کا لحاظ رکھا جائے۔ مثلاً پردہ عصمت کا تقدس مخصوص جگہ کا پاک ہونا خود بھی باوضو ہونا ضروری ہے جہاں آپ ذکر اہلبیت کریں وہاں عبادت کی خوشبو آجائے اور روحانیت میں اضافہ ہو۔ ہم شہداء سے صرف روحانی طور پر ملاقات کر سکتے ہیں۔ روحانی تعلق بحال کرنے اور روحانیت میں طوفانی حد تک اضافہ کرنا اور پاک کردار کا نمونہ فراہم کرنا جس سے ہماری روح تڑپ کر روح حسینؑ سے جا ملے۔ ایسی مجلس میں بیٹھنا سننا بلکہ عملاً شرکت کرنا باعث ثواب و برکت ہے بلکہ ایسی روح قابل مبارکباد بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حسینؑ اور جانثاران حسینؑ کی عظیم قربانی کو مشعل راہ بنانے اور حسینؑ کے فرمودات پر عمل کرنے اور مجالس محرم کو شرعی حدود میں رہ کر ہمیشہ کے لئے بحال رکھنے اور نئی نسل کو اس پر آمادہ کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

بقیہ سفر حج کے تاثرات اور مذہب صوفیہ کی ہمہ گیریت

یہی منظر عملی طور پر مسجد نبوی میں بھی دیکھا جا سکتا ہے۔ جہاں تہجد کی اذان ہوتی ہے اور اکثر آدمی اوراد و ادعیہ کا اہتمام کرتے ہیں۔ فجر کی نماز کے بعد تلاوت اور اوراد سے فارغ ہو کر حضور کو نذرانہ صلوۃ وسلام پیش کرتے ہیں جس میں کسی فقہی مسلک کی تعریف کے بغیر سب اسی طریقے پر جو صوفیہ نوربخشیہ میں رواج پایا ہوا ہے صلوۃ وسلام پڑھتے ہیں۔ عقیدت و جذبات کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔ بعض لوگوں پر اس دوران حال بھی طاری ہو جاتا ہے۔ پھر جنت البقیع کی طرف نکلتے ہیں جہاں ارواح مقدسہ، ائمہ اہلبیت، انصار و مہاجرین، امہات المومنین، تابعین و تبع تابعین اور اولیا، امت کے لئے سلام پیش کرتے اور بلندی درجات کے لئے فاتحہ پڑھتے ہیں، تو ایک صوفیہ نوربخشیہ کے روز کے معمولات اور مدینہ منورہ میں آئے ہوئے سب مسلمانوں کے معمولات میں کوئی خاص فرق نہیں ہے۔ چنانچہ میرا اس بات پر ایمان پختہ تر ہوا کہ واقعی اسلام اللہ کا پسندیدہ دین ہے۔ اسلام کی روح کا نام تصوف ہے۔ جو بندہ حق کا رشتہ حق تعالیٰ سے مضبوط کرنے سے عبارت ہے۔ اور یقین جانیے کہ مذہب صوفیہ میں جو عالمگیریت ہے وہ کسی اور میں نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ مذہب صوفیہ کی پہلی درسگاہ یعنی اصحاب صفہ کا چبوترہ آج بھی مسلمانوں کے لئے بلا تفریق مسلک و مشرب عشق و جذب کا مرکز ہے۔ وہاں کچھ ذکر و فکر میں مشغول رہنے اور نفل ادا کرنے کے لئے سر کی بازی لگاتے ہیں۔ اسی لئے میر سید محمد نوربخش نے ہمیں مذہب صوفیہ کی تلقین کرتے ہوئے فرمایا واعلم ان مذہب الصوفیة هوا لمیزان المستقیم لیس فیه غلو ولا مهین۔ (شجرالاولیاء) جان لے بے شک مذہب صوفیہ ہی سیدھا ترازو ہے۔ اس میں نہ کوئی غلو ہے نہ کوئی کمزوری۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ میرے حج کو میرے لیے اصلاح احوال کا ذریعہ بنائے۔ نیز مسلمانوں کو حرمین کی برکتوں سے مالا مال اور اسلام و روح اسلام یعنی مذہب صوفیہ کی حقانیت سے آگاہ کرے۔ آمین۔ یا رب العالمین!

بقیہ پیغامات تہنیت

سپریم کونسل علمائے صوفیہ نوربخشیہ پاکستان کا

پیغام تہنیت

کسی بھی ملت کی ترقی کا انحصار اس کی تعلیمات کی اشاعت پر ہے۔ یہ سلسلہ تاریخ اسلام کی ابتداء سے اب تک جاری رہا۔ اللہ کا فرمان نوعِ انسانی کی ہدایت کے لئے قرآن مجید کی شکل میں ہمارے سامنے موجود ہے اور اللہ کے اس ابدی اور سرمدی پیغام کو انسانیت تک پہنچانے کے لئے مختلف قسم کے ادارے وجود میں آتے رہے۔ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے جو اعلائے کلمۂ حق کی خاطر اپنی ابتداء سے آج تک منفرد اور مخصوص انداز میں ملت صوفیہ نوربخشیہ کی آبیاری اور ترویج و اشاعت کے لئے مصروف کار ہے۔ اس مجلّہ کے سویں شمارے کی اشاعت تمام اہل نوربخشی کے باعث مسرت ہے بلکہ ملت اسلامیہ اور عالم انسانیت کے لئے بھی ایک گراں قدر خدمت ہے۔ اس ذیل میں بانی جناب ڈاکٹر غازی محمد نعیم، علامہ محمد بشیر اور جی ایچ معروفی کی خدمات نمایاں رہی ہیں۔ علاوہ ازیں مضمون نگاروں اور شعراء کی قلمی کاوشوں میں حصہ لینے والے بھی خوش قسمت ہیں، جنہوں نے اتحاد امت، ملی یگانگت اور نوربخشی وحدت کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دیں۔ نہ صرف نوربخشیہ سے تعلق رکھنے والے اہل قلم نے اس رسالے کے لیے اپنی نگارشات پیش کیں بلکہ ہر علم دوست اور اہل قلم کو اپنی خامہ فرسائیاں اس مجلّہ میں پیش کرنے کا بھرپور موقع ملا جو اس ادارے کے اراکین کی وسعت خیالی، روشن دماغی اور اعلیٰ ظرفی کی مثال ہے۔

ایک مقامی مجلّہ کی حیثیت سے اس جریدے نے پہلا قدم اُٹھایا اور نہایت قلیل وقت میں ملکی اور بین الاقوامی قارئین کی توجہ اپنی طرف مرکوز کرنے میں کامیاب رہا۔ دنیا بھر کے اہل باطن و تصوف کے لئے رابطے کا پل بنا اور خاص طور پر ہندوستان میں بسنے والے نوربخشیوں سے منقطع تعلقات کو پھر سے بحال کرنے کے لئے یہ مجلّہ ایک سنگ میل ثابت ہوا۔ تفکر و تدبر کے فکر انگیز عنوانات سے لے کر تصوف کے خبروں تک مضامین ہر قاری کے لئے جاذب نظر اور مشعل راہ ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے کہ سواں شمارہ کی اشاعت کو سو کامیابیاں نہ سمجھیں بلکہ یہ کامیابیوں کے سو مراحل ہیں اور ہر مرحلے کو عبور کرتے ہوئے جو تجربات اور مشاہدات سامنے آئے ہیں اُن کو مدنظر رکھتے ہوئے جدید علمی، فکری اور سائنسی بنیادوں پر اس مجلّے کی مزید مقبولیت کے لئے اقدامات کیے جائیں۔ خاص طور پر علمائے کرام اپنی علمی اور فقہی نگارشات سے ادارے کی رہنمائی دیں۔ ماضی میں کارکنان کی یہ شکایت رہی کہ علماء اپنی قلمی کاوشش سے نوائے صوفیہ کی مدد نہیں کر رہے ہیں۔ آنے والے وقت میں اس شکایت کا ازالہ کیا جائے گا اور علماء مختلف دینی عنوانات پر اپنی فکر انگیز تحریر نوائے صوفیہ کو بھیجیں گے۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے کہ سپریم کونسل علمائے صوفیہ کے سرپرست اعلیٰ علامہ محمد بشیر صاحب کی علمی و روحانی شخصیت نے اس رسالے کی اہمیت کو چار چاند لگایا ہے۔

لہٰذا سپریم کونسل علمائے نوربخشیہ ادارہ نوائے صوفیہ کے منتظمین، کارکنان اور قارئین کو خراج تحسین و تہنیت پیش کرتے ہیں اور یہ اُمید رکھتے ہیں کہ نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن اپنی اس نئی ذمہ داری کو احسن طریقے سے نباہتے ہوئے علماء کے دست و بازو بن کر ملت کی ترقی و ترویج کے لئے سرگرم عمل رہیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو دین اسلام کی خدمت اور اتحاد اُمت اور ملت نوربخشیہ کی وحدت کے لئے کام کرنے کو توفیق عطا فرمائے۔ آمین! بجاہ سید المرسلین و آلہٖ۔

محمد محسن علی جنرل سیکریٹری
سپریم کونسل علمائے صوفیہ نوربخشیہ پاکستان

بقیہ نوجوانوں کی بے راہ روی

آخر میں دعا کرتا ہوں کہ اے ہمارے رب! اپنے فضل اور اپنے حبیب حضرت محمدؐ کے صدقے ہماری زندگیوں کو اغیار کی سازشوں سے محفوظ رکھ کر ہمیں خیر عمل کی توفیق دے۔ (امین)

❁ ☆ ✿ ☆ ❁

دامان خیال

فقہ الاحوط اور اتحاد بین المسلمین

م ش کوروی

اتحاد بین المسلمین کا داعی اور تمام مسالک اسلام کے لیے قابل قبول فقہ کی کتاب فقہ الاحوط عربی از شاہ سید محمد نوربخش نوراللہ مرقدہ ہے۔ جسے سید مذکور نے اپنے پر آشوب دور (795-869 ہجری) میں اسلام کے مسالک کے مابین موجود اختلاف کے رفع کرنے کی خاطر اور امت کو متفق کرنے کی سعی و کوشش میں تالیف کیا ہے۔

سید محمد نوربخش علیہ رحمۃ شریعت و طریقت، معرفت اور حقیقت میں معتبر عالم و عامل اور فیض یافتہ تھے۔ آپ اللہ کے ولی، مجدد اور زمان و مکان کی قید سے آزاد اور اسرار غیبی کا مشاہدہ کرنے اور اسرار غیبی کو جھانک کر دیکھنے والوں کی آنکھوں کو نور بخشنے والے اور بے مثال عارف اللہ تھے۔ علوم ظاہری و باطنی، کشف و الہام اور علوم لدونی و ہدایہ آپ تک مشائخ سلسلۃ الذہب نے پہنچائے۔ انہی علوم کی مدد سے خود شارح علیہ الصلوٰۃ و تسلیم کے عہد میں رائج احکام شریعت کو بلا کم و کاست اس کتاب موصوف بہ فقہ الاحوط میں تالیف فرمایا ہے۔ یہ ہدایہ علوم کے رسائل کے وسائل اولیاء اللہ و مرشدین اور آئمہ کرام علیہم السلام ہیں۔ جو اپنے عہد کے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے امین رہے ہیں۔ یہ کتاب جدید دنیا کے لیے قابل عمل اور مستند فقہ کی کتاب ہے۔

سابقہ ادوار کی طرح اس دور میں بھی ایسے بہت سے مسائل موجود ہیں، جنہیں بنیاد بنا کر مسالکؑ کے مابین شدید اختلاف پیدا کرنے کی کوشش کی جاتی ہے۔ اگرچہ ان مسائل کا حل فقہ الاحوط میں موجود ہے، لیکن زمانہ اس سے نابلد ہے۔ اس دور کے مسلمان کتابوں میں موجود علم کے خزانوں کی اوراق گردانی کو گراں تصور کرتے ہیں۔ اگر کوئی مطالعہ کر بھی لے تو پڑھنے اور سمجھنے سے قبل ہی مسلک کی عینک لگا کر ایسا کیا جاتا ہے۔ ان علوم اسلام کا مطالعہ اور تحقیق کی جائے تو تکمیل شدہ دین اسلام میں تمام مسائل کا حل موجود ہے۔ جس کے لیے علماء سلف صالحین نے بڑی مشقت میں عمریں گزاری ہیں۔ چنانچہ فقہ الاحوط میں من گھڑت اختلافی مسائل کا حل موجود ہے۔ جن کی بنیاد پر اختلاف کی بجائے اتحاد بین المسلمین ممکن ہے۔

اسلام کے مسالک کے درمیان بہت سے ایسے چھوٹے چھوٹے مسائل ہیں جو اختلاف کے لیے استعمال کیے جاتے ہیں۔ جیسے منہ کا وضو کے دوران دھونا، ہاتھوں کا دھونا، سر پاؤں کا مسح، استنجا در استبراء، پردہ، نماز میں ہاتھ باندھنا اور چھوڑنا، قرأت، رفع یدین، دعائے استفتاح، قنوت، نماز کا ملا کر پڑھنا، سلام پھیرنا، نافلہ رمضان، نماز جماعت کے لئے امام کا مسئلہ، قصر کا مسئلہ، متعہ کا مسئلہ، طلاق اور خیرات کا اموات تک رسائی وغیرہ ایسے مسائل ہیں، جنہیں اختلاف کے لئے استعمال کیا جاتا رہا ہے اور جو غیر قوموں اور مسلمانوں کی مداخلت بے جا کا نتیجہ ہیں۔ مگر صد افسوس مسلمان آلۂ کار بنے ہوئے ہیں۔ ذیل میں چند ایسے ہی مسائل کا بیان کیا جاتا ہے، جن کے سلسلے میں فقہ الاحوط دعوت اتحاد دیتی ہے۔ اختلافی مسائل کا آسان اور قابل قبول حل اس شریعت محمدیہؐ سے دیا گیا ہے۔

1- وضو:

۔ اس ضمن میں موجود اختلافات کا تذکرہ پہلے کیا جاتا ہے تاکہ سب سے پہلے طہارت جسمانی حاصل ہو۔ جس میں منہ کا دھونا اولیت کا درجہ رکھتا ہے۔

2- منہ کا دھونا:

جس طرح سے چاہے دھوئے۔ ایک ہاتھ سے یا دونوں ہاتھوں سے۔

3- ہاتھوں کا دھونا:

ہاتھوں کو انگلیوں سے کہنیوں تک یا کہنیوں سے انگلیوں کے سروں تک جس طرح چاہے دھوئے مگر کہنیوں کو دھونے میں شامل کرے۔ فقہ الاحوط کے اس فیصلے سے اس بارے میں موجود اختلاف کا خاتمہ ہوتا ہے۔ ورنہ منہ اور ہاتھوں کے دھونے کے طریقوں کے بارے میں بہت سارے اختلاف پیدا کیے گئے ہیں کہ اگر یوں نہ دھوئے تو باطل ہونے سے نماز کا بطلان واجب ہوگا اور نماز نہ ہونے سے اسلام سے خارج ہوگا۔ اللہ مسلمانوں کو محفوظ رکھے۔

4- سر کا مسح:

مسح کے سر کے حوالے سے بڑی پیچیدگیاں پیدا کر کے اختلافات کو یوں ہوا دی گئی ہے کہ چند بالوں کی جڑوں تک پانی سرایت کر جانا چاہئے۔ یا یہ کہ سارے بالوں اور کانوں سمیت گردن کا مسح کیا جانا چاہئے۔ ایک انگلی سے مسح کیا جائے۔ تین یا چار انگلیوں سے، نہیں پورے ہاتھ سے وغیرہ۔

اس سلسلے میں شاہ سید محمد نوربخش علیہ رحمۃ نے صحیح شرعی حکم کو ظاہر فرمایا ہے۔ جیسا کہ عین حیات پیغمبر اسلامؐ میں موجود سنت نبوی تھی کہ سر کا مسح ایک مرتبہ کریں خواہ جتنی مقدار پہ ہو۔ گرم علاقوں اور گرمی کے زمانے میں سر کا مسح کرنے کے ساتھ پوری طرح ڈھانپ لینا، کان کے ظاہری حصے کا مسح اور اندرونی حصے کا خلال کرنا مسنون ہے۔ ہوائیں چلنے کی صورت میں گرد ہٹانے کے لیے سابقہ تری سے گردن کا مسح کرنا بھی مسنون ہے۔ مسح کے اس مسئلہ میں گرمی اور گرد کو پیش نظر رکھ کر احکام شریعت کو بیان کیا گیا ہے۔ جو دین رحمت کی سنت ہے۔ اس طرح اگر مسح پر متفق ہوں تو مقدار مسح پر بین المسلمین میں موجود اختلاف کا خاتمہ ہوگا۔

5- وضو میں پاؤں کا مسئلہ:

وضو کے دوران پاؤں کا مسح کرنا اور ان کے دھونے کے مسئلے کے بارے میں مذاہب کے درمیان شدید اختلاف ہے اور ایک دوسرے کے بارے میں فتاویٰ صادر کیے جاتے رہے ہیں۔ جس کی بنیاد پر مسالک منقسم ہوئے۔ اس اختلاف کو صحیح شریعت محمدیہؐ سے ظاہر کر کے اتحاد بین المسلمین کا سامان پیدا کیا گیا ہے۔ جس میں دھونے اور مسح کرنے دونوں کا جواز موجود ہے۔ فقہ الاحوط میں اس بارے میں حکم یوں بیان ہوا کہ ٹخنوں سمیت پاؤں کا مسح کرے۔ مگر استنجا کے چھینٹوں سے بچانے کی دشواری اور اس میں عالم اسلام کے ابتلا کی صورت میں ٹخنوں سمیت پیروں کو دھویا جائے۔

6- استنجا کا مسئلہ:

بین المسالک وضو کے دیگر مسئلوں کی طرح استنجا کے بارے میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے کہ وضو سے قبل استنجا ضروری ہے یا نہیں، واجب ہے یا نہیں، وضو میں استنجا کا ذکر نہیں ہے، ڈھیلوں کا استعمال کافی ہے یا نہیں وغیرہ وغیرہ۔

الفقہ الاحوط باب طہارت میں استنجا سے متعلق عبارت یہ ہے۔ وَاَمَّا قَبْلَ طَهَارَةِ الصُّغْرَا وَالْكُبْرَا وَجَبَ الْاِسْتِنْجَاءُ وَالْاِسْتِبْرَاءُ بِالْمَاءِ ترجمہ: ''وضو اور غسل سے پہلے پانی سے استنجا اور استبرا واجب ہے۔''

یہاں یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ پانی سے پہلے ڈھیلا اور پتھر کا استعمال ناپاکی کو صرف ہلکا کرنے کے لئے ہے۔ جس سے پاکی اور صفائی حاصل نہیں کی جاسکتی۔ استنجا سے قبل چند قدم یا اس سے زیادہ چلنا کھنکار کی آواز نکالنا اور قضائے حاجت کی جگہ پانی نہ بہانا سنت ہے۔ چنانچہ از خود مشاہدہ کیا جائے تو پتہ چلتا ہے کہ پیشاب کے ایک دو قطرے ان اعمال سے حتمی طور خارج ہو جاتے ہیں۔ جس کے بعد دھونے سے کامل طہارت حاصل ہو جاتی ہے۔

7- نماز کے لئے شرائط پردہ:

نماز میں پردہ کے بارے میں خودساختہ پابندیاں عائد کر

کے مشکل پیدا کی گئی ہے۔ یہی مشکلات آگے جا کر نفاق بین المسلمین کا باعث ہوئی ہیں۔ اس سلسلے میں فقہ الاحوط میں بیان کیا گیا ہے کہ نماز میں قابلِ پردہ مقام یعنی ''آگے اور پیچھے کے مقامات کا چھپانا شرط نماز ہے''۔ ''مگر عورتوں کے لیے پورا جسم قابلِ پردہ ہے۔''

مگر سر پر ٹوپی رکھنے اور نہ رکھنے سے متعلق فتاویٰ کہاں سے وارد ہوئے ہیں؟

8- نماز کی نیت:

نیت نماز کے بارے میں یوں اختلاف پایا جاتا ہے کہ وضو کے لئے کھڑے ہونے سے لے کر قیام تک کا عمل یا حرکات و سکنات کافی ہیں اور کوئی نیت وضع کردہ کا اقرار ضروری نہیں ہے کوئی واجب قرار دیتا ہے۔ باآواز بلند نیت اور چپکے نیت کرنے میں بھی اختلاف ہے۔

اس بارے میں فرمایا گیا ہے کہ تمام اعمال کا دارومدار نیت پر ہے۔ اس کا چپکے سے نیت کرنا مگر اقرار زبان کرنا ضروری قرار دیا ہے۔ یہ دل کے ارادے کا نام ہے۔ نماز کے لیے نیت رکن کا درجہ رکھتا ہے۔ باآواز بلند نیت کو خرابی قرار دیا ہے۔ جس طرح جسم میں موجود خون پر جب تک وہ ظاہر نہ ہو ناپاکی کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔ اسی طرح نیت پر جب تک بلند آواز سے نہ کی جائے خرابی کا حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

9- تکبیرۃ الاحرام:

احرام کی تکبیر کے بعد سوائے نماز کے دیگر سب باتوں دنیوی کا عمل دخل حرام ہو جاتا ہے۔ احرام کی تکبیر کے دوران سنت یہ ہے کہ ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے کہ انگلیوں کے سروں کو کندھوں اور کانوں کے درمیان والے حصے کے برابر لے جائے۔ اس طرح ہاتھ اٹھانے کو رفع یدین کہتے ہیں۔ رفع یدین کو باعث نزاع اور مسلک کی بنیاد قرار دے کہ اسلام میں منافرت پھیلانے کا سامان پیدا کیا گیا ہے ہاتھوں کے اٹھانے کے سلسلے میں موجود اختلاف کا درمیانی راہ اختیار کرتے ہوئے یوں خاتمہ فرمایا گیا ہے کہ انگلیوں کے سروں کو کندھوں اور کانوں کے درمیان تک اٹھایا جائے۔ یہی سنت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہے۔

10- ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے کا مسئلہ:

فتاویٰ جاری کرنے اور بین المذاہب اختلافات کا بڑا سبب ہاتھوں کے باندھ کر نماز پڑھنے اور کھول کر پڑھنے کا مسئلہ بھی ہے۔ جس کے بارے میں فقہ الاحوط میں آیا ہے کہ قیام کی حالت میں ہاتھوں کا کھول کر رانوں کی سیدھ میں رکھنا جائز اور ناف کے نیچے یا اوپر دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھنے کی صورت میں باندھ کر رکھنا بھی اور نماز پڑھنا روا ہے۔

یہاں اس مسئلہ کا حل یوں بھی پیش کیا گیا ہے کہ گرمیوں میں ہاتھوں کا کھول کر رکھنا اور سردیوں میں ہاتھوں کا باندھ کر رکھنا بہتر صورت ہے۔ ہاتھ باندھ کر نماز پڑھنے والوں میں بھی اس بات کا اختلاف ہے کہ آیا ناف کے نیچے ہاتھ باندھے یا ناف کے اوپر۔ چنانچہ فقہ الاحوط نے اس مسئلہ کو یوں حل کیا گیا ہے کہ قیام میں کھڑے ہونے کی صورت میں دونوں روا ہے اور بیٹھنے کی صورت میں جو حالت قیام کی جگہ لیتی ہے، اس حالت میں چار زانو ہو کر بیٹھے اور ہاتھوں کو چھاتی کے نیچے رکھنا چاہیے تاکہ بیٹھنے کی یہ حالت تشہد کی مانند نہ ہو۔

11- حالت قیام میں پیروں کے آداب:

قیام کی حالت میں پیروں کے کھلا رکھ کر شیطان نہ گھسنے دینے اور ملا کر رکھنے میں اختلافات کو حل کرتے ہوئے بلکہ سنت نبویؐ کو ظاہر کرنے کے لیے فرمایا گیا ہے کہ قیام کی حالت میں پیروں کو نہ باہم ملا کر رکھے اور نہ ایک بالشت سے زیادہ فاصلہ ہو۔ جو حد اعتدال ہے۔ اس طرح مسائل اور ان میں موجود اختلافات کا ازالہ کیا گیا ہے اور جب اختلاف ختم ہوں تو یہی امر اتحاد کا باعث بنتا ہے۔

12- قرأت سورۃ اور تسمیہ:

بین المسالک یہ اختلاف ہے کہ آیا بسم اللہ ماسوائے سورۃ البرات دیگر تمام سورتوں کا حصہ ہے یا نہیں ہے۔ اس مسئلہ کو دیگر تمام مسائل کی طرح اصل حکم شارحؒ پیش کر کے بااحسن حل کیا گیا ہے کہ

اگر کوئی شخص بسم اللہ کو ہر ایک سورۃ کا حصہ نہ سمجھتا ہو اور وہ بسم اللہ پڑھتا ہو تو اس کی نماز ناقص ہے جو اسے آخرت میں نماز کا کامل فائدہ نہ دے گی۔

13- آمین کہنا:

نماز میں سورہ فاتحہ کے بعد (آمین) کہنے کا مسئلہ بھی باعث نزاع واختلاف ہے۔ امام ہو، مقتدی ہو یا اکیلے نماز پڑھنے والا سورہ فاتحہ کے بعد (آمین) کہنا مکروہ ہے۔ لوگوں کے آمین کو سورہ فاتحہ کا حصہ ہونے کا گمان کو دور کرنے کے لئے (آمین) کو چھوڑ دینا واجب ہے۔

14- دعائے استفتاح:

دعائے استفتاح تکبیر احرام سے پہلے پڑھی جائے یا بعد، اس بارے میں بین المذاہب موجود اختلاف کو فقہ الاحوط نے ایسے رفع کیا ہے کہ دعائے استفتاح پڑھنے کا محل سنت نبویؐ کی رو سے تکبیر احرام اور قرأت کے درمیان ہے۔ جو آنحضورؐ نے کر کے دکھایا ہے۔ اگر یہ تکبیر احرام نماز سے پہلے پڑھی جائے تو یہ جائز ہے۔

14- رکوع:

احکام شریعت کو زیادہ پیچیدہ کرنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ رکوع میں جھکنے کے ساتھ پیٹھ کو ایسے برابر کیا جائے کہ اگر پانی اس پر رکھے تو برابری کی سطح قائم ہو وغیرہ جبکہ فقہ الاحوط کی رو سے رکوع کی شکل یہ ہے کہ نمازی اس قدر جھک جائے کہ اس کی ہتھیلیاں گھٹنوں تک پہنچ جائے۔ یہاں کوئی پیچیدگی نہیں۔

15- قنوت:

قنوت کے سلسلے میں اختلاف ہے کہ آیا دعائے قنوت رکوع سے قبل یا رکوع کے بعد پڑھی جائے۔ فقہ الاحوط میں اس مسئلہ کا بیان ہے کہ فرض نمازوں کی دوسری رکعت اور رکوع کے بعد دونوں صورتوں میں قنوت پڑھنا جائز ہے۔ اگر رکوع سے پہلے قنوت پڑھی جائے تو بہتر ہے۔ کیونکہ بصورت دیگر اعتدال میں زیادہ ٹھہراؤ کا مسئلہ درپیش ہوتا ہے جو مکروہ ہے۔

16- نماز کا تاخیر سے پڑھنا:

نماز کے تاخیر سے اور دوسری نماز سے ملا کر پڑھنے کے سلسلے میں علماء کرام فتوے دیتے رہتے ہیں کہ یوں کرو تو یہ ہوگا اور ایسے کرو تو ویسا ہوگا وغیرہ۔ فقہ الاحوط میں ہر فرض نماز کا وقت متعین کر کے عین وقت پر نماز پڑھنے کی تاکید کے بعد یہ شرعی رعایت واضح طور پر بیان کی گئی ہے۔ کہ گرمی کے زمانوں اور گرم مقامات میں ظہر کی نماز ٹھنڈ پڑنے پر پڑھنا بہتر ہے۔ اسی طرح سرد اور سرد علاقوں میں عصر کی نماز کا بعد ظہر قدرے پہلے پڑھنا بہتر قرار پاتا ہے۔

17- سلام پھیرنا:

نماز کے بڑے ارکان میں سے ایک سلام ہے۔ اس حصہ نماز کے سلسلے میں بھی بین المذاہب چہ میگوئیاں موجود ہیں۔ ان اختلافات بے جا کو فقہ الاحوط نے بڑی آسانی سے ایسے دور کیا ہے کہ ادب سلام یہ ہے کہ دائیں اور بائیں متوجہ ہونے میں جاہلوں کی مانند نہ زیادتی کرے اور نہ مجبوروں کی طرح کمی۔ بلکہ اس میں حد اعتدال کو ملحوظ نظر رکھے۔ چنانچہ مناسب ہے کہ نمازی سلام پھیرتے وقت نہ تو طوق گردن کے شکار آدمی کی طرح سر کو اوپر کئے ہوئے تن جائے اور نہ گردن اس طرح موڑ دے کہ بیمار آدمی کی مانند درد پیدا ہو جائے۔ چونکہ یہ محض ایک ادب کا سوال ہے جسے باعث اختلاف بنانا حماقت سے کم نہیں۔

18- سلام کے کامل الفاظ:

سلام پھیرتے وقت کہے جانے والے کلمات کے سلسلے میں بھی رفع اختلاف بدیں صورت کی گئی ہے کہ دائیں طرف متوجہ ہو کر

باقی صفحہ 42 پر

این بادۂ انگوری مر امت عیسیٰ را
وین بادۂ منصوری مر امت یاسین را

سائنس

قرآن اور سائنس

مظفر علی آخوند

قرآنی الفاظ کا معجزہ

الفاظ	معنی	قرآن میں ذکر
اَلدُّنیا	یہ دنیا	115 (مرتبہ)
اَلآخِرَ	بعد والی دنیا	115 (مرتبہ)
اَلملک	فرشتے	88 (مرتبہ)
اَلشَّیطٰن	شیطان	88 (مرتبہ)
الحَیَاۃ	زندگی	145 (مرتبہ)
اَلمَوت	موت	145 (مرتبہ)
الرَّجل	مرد	24 (مرتبہ)
المَرأۃ	عورت	24 (مرتبہ)
الشَّہر	مہینہ	12 (مرتبہ)
الیَوم	دن	365 (مرتبہ)
اَلبَحر	سمندر	32 (مرتبہ)
اَلبَرّ	خشک زمین	13 (مرتبہ)

حل:

اگر ہم سمندر اور خشک زمین دونوں کے الفاظ کو جمع کریں تو میزان 45 بنتے ہیں۔ اسی طرح ایک سیدھی سی کیلکولیشن کریں تو:

سمندر = 100×32/45

=71.11%

خشک زمین= 100×13/45

=28.88%

مندرجہ بالا سے ہمیں یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس دنیا کے چار حصوں میں سے ایک حصہ زمین اور تین حصہ پانی پر مشتمل ہے۔ یہ قرآن مجید کا ایک معجزہ ہے۔

جس طرح قرآن پاک میں بارہ مرتبہ "مہینہ" اور تین سو پینسٹھ مرتبہ "دن" کا ذکر آیا ہے جو کہ ہم پریکٹیکل دنیا میں دیکھ رہے ہیں کہ سال میں بارہ مہینے اور تین سو پینسٹھ دن ہوتے ہیں۔ یہ قرآن پاک کا ایک بہت بڑا معجزہ ہے۔

جس طرح مقدس کتاب میں چوبیس مرتبہ مرد اور عورت کا ذکر آیا ہے۔ جو کہ سائنس نے ثابت کر دکھایا ہے کہ انسان چوبیس خلیے سے مل کر بنتے ہیں۔

اسی طرح قرآن میں رسولوں کا ذکر 50 مرتبہ آیا ہے اور انسانوں کا ذکر بھی 50 مرتبہ آیا ہے۔ اسی طرح ابلیس کا ذکر 11 مرتبہ ہے اور اس سے پناہ کا ذکر بھی 11 مرتبہ آیا ہے۔ معصیت کا ذکر 75 مرتبہ آیا ہے اور شکر کا ذکر بھی 75 بار آیا ہے۔

قرآن کے معجزے کبھی ختم نہیں ہوتے۔ بنی نوع انسان کبھی بھی اور کسی طرح بھی وہ تمام معلومات نہیں لے سکتا جو اس پاک مقدس کتاب میں ہے۔

❀☆❀☆❀

تعارف و تبصرۂ کتب

تفسیر نجم القرآن

مصنف: شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ

حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ سلسلۃ الذہب الصوفیہ کے دیگر مشائخین کی طرح کثیر التصانیف تھے۔ سخاوی نے اپنی کتاب 'الوافی بالوفایت' میں لکھا ہے کہ آپ نے تین سو سے زائد کتابیں لکھیں۔ (آپ کی معلوم تصانیف کی تعداد ۱۵۴ ہے جن میں سے ۹۷ تصانیف ہم تک پہنچی ہیں۔) آپ کی تصانیف میں تفسیر، رسائل متفرقہ اور مکاتیب شامل ہیں۔ دولت شاہ سمرقندی نے آپ کے ایک رسالے 'مفتاح' کے حوالے سے آپ کا یہ بیان نقل کیا ہے۔

''میں نے راہِ تصوف کے بیان میں ہزاروں دفتر سیاہ کیے ہیں اور اپنی آبائی جائداد اور خاندانی ورثے سے ایک لاکھ دینار صوفیہ کے لیے وقف کیے ہیں۔''

سمنانیؒ کی اکثر تصانیف عربی زبان میں ہیں، اگرچہ آپ نے اپنی مادری زبان فارسی کو بھی استعمال کیا۔ تکنیکی لحاظ سے اہم ضخیم تصانیف کے لیے آپ نے عربی زبان کو پسند فرمایا ہے جبکہ غیر رسمی تصانیف کے لیے، جو زیادہ تر رسائل پر مشتمل ہیں ہے آپ نے فارسی زبان کو ترجیح دی ہے تاکہ قارئین کی ایک کثیر تعداد ان سے مستفید ہو سکے۔

حقیقتِ بطنِ قرآن:

حدیث نبویؐ ہے۔

اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَھْرًا وَّ بَطْنًا وَ لِبَطْنِہٖ بَطْنًا اِلٰی سَبْعَۃِ اَبْطُنٍ

''بے شک قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے اور اس کے بطن کا بھی ایک بطن ہے، یہاں تک کہ سات بطون شمار ہوتے ہیں۔''

اس حدیث نبویؐ کی شرح میں مولانا جلال الدین رومی اپنی شہرۂ آفاق مثنوی میں فرماتے ہیں:

حرف قرآن را بدان که ظاهر ست
زیر ظاهر باطنی بس قاهر ست
زیر آن باطن یکی بطن دگر
خیره گردد اندر و فکر و نظر
زیر آن باطن یکی بطن سوم
که درو گردد خردها جمله گم
بطن چارم از نبی خود کس ندید
جز خدای بی نظیر و بی ندید
همچنین تا هفت بطن ای ذوالکرم
می شمر تو زین حدیث معتصم
تو ز قرآن ای پسر ظاهر مبین
دیو آدمؑ را نبیند جز که طین
ظاهر قرآن چو شخص آدمی ست
که نقوشش ظاهر وجانش خفی ست
مر ورا صد سال عم و خال او
یك سر موی نبیند حال او

ترجمہ:

سمجھ لے کہ قرآن کے لفظ اس کا ظاہر ہیں اور ظاہر کے نیچے ایک مضبوط باطن ہے۔ اس باطن کے نیچے ایک دوسرا باطن ہے جس میں فکر و نظر حیران ہو جاتی ہے۔ اس باطن کے نیچے ایک تیسرا باطن ہے جس میں تمام عقلیں گم ہو جاتی ہیں۔ قرآن کا چوتھا باطن کسی نے نہیں دیکھا لامثیل اور لاشریک خدا کے سوا۔ اے بھلے مانس! اسی طرح سات باطن تک تو اس محفوظ حدیث سے گن لے۔ اے بیٹا! تو قرآن کے صرف ظاہر کو نہ دیکھ۔ شیطان نے آدمؑ کو سوائے مٹی کے کچھ نہ دیکھا۔ قرآن کا ظاہر آدمی کے وجود کی طرح

ہے کہ اس کے نقش ظاہر ہیں اور اس کی روح پوشیدہ ہے۔ سو سال تک انسان کے چچا اور ماموں اس کی حالت تک بال برابر نہیں دیکھ سکتے ہیں۔"

نورالدین جعفر بدخشی "خلاصۃ المناقب" میں یوں رقمطراز ہیں:

"اے پیارے! اولیاء اللہ عین بصیرت سے قبل معنی کے عارف ہوتے ہیں جیسا کہ اس حدیث سے روشن ہے:

اذا اراداللہ بعبدٍ خیراً فتح بصیرتہ'

"جب اللہ تعالیٰ کسی بندے سے خیر کا ارادہ کرے تو اس کی چشم بصیرت کھول دیتا ہے۔"

پھر ان معنی کے اظہار کے لیے لفظ وضع کرتے ہیں، اہلِ ظاہر کے برعکس جو پہلے لفظوں کی تصحیح کرتے ہیں۔ پھر لفظوں سے معنی کی تصحیح کرتے ہیں، اللہ والے پہلے معنی لفظوں میں بیان کرتے ہیں جو لفظ ظاہر کے مطابق ہوں، کبھی اسے لفظوں میں بیان کرتے ہیں، شرع کے باطن کے موافق ہوتے ہیں۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ' حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا:

لکل آیۃ ظہر" و بطن" و لکل حرف حد" و مطلع"

حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے، آپ کا ارشاد ہے:

ما من آیۃ من القرآن الا ولہ' ظہر" وبطن" و لبطنہ بطن" الا تسعۃ ابطن

"قرآن مجید کی کوئی ایسی آیت نہیں جس کا ظاہر اور باطن نہ ہو۔ اور ہر باطنی معنی کے نو بطن ہیں۔"

ایک روایت میں حضور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ سات بطن ہیں۔ بعض روایتوں میں ستر بطن مذکور ہیں۔

حضرت ابوذرؓ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ:

ما من حرف من القرآن الا ولہ' ستون الف فہم

"قرآن مجید کا کوئی حرف ایسا نہیں، جس کے ساٹھ ہزار معنی نہ ہوں۔ قرآن کا "ظاہر" یہ ہے کہ صیغہ سے مفہوم سمجھا جائے۔ "بطن" یہ کہ مفہوم اول کے لیے لازم ہو۔ "حد" یہ کہ ادراک عقول جہاں تک پہنچ سکے۔ اور "مطلع" جو بصیرت کے کشف سے ظاہر ہو۔"

حقیقتِ قرآن:

فکرِ سمنانی" کی رو سے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ابدی پیغام ہے اور جو اس کے کلام الٰہی ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے، جبکہ ایسا شخص جو قرآن مجید کی ظاہری مادی حیثیت یعنی کاغذ اور روشنائی وغیرہ کو بھی ابدی سمجھتا ہے جہالت کا شکار ہے۔ آپ کے نزدیک کلام اللہ تعالیٰ کی صفات وجولی میں سے ہے چنانچہ تفکر فی القرآن وجودِ انسانی کو ایسا آئینہ بناتا ہے جس میں صفات وجولی کا انعکاس ہوتا ہے۔ تفسیر نجم القرآن میں سمنانی فرماتے ہیں۔

"اے قرآن کے باطنی معنی تلاش کرنے والے! تجھے پہلے قرآن کے 'ظاہری' اور لغوی معنی کو سمجھنا چاہیے اور اپنے وجود ظاہری کو اس کے اوامر ونواہی کا پابند بنانا چاہیے۔ دوسرے مرحلے پر تجھے اپنے تزکیۂ باطن میں مشغول ہونا چاہیے تاکہ خدائے رحمان کی ہدایت اور روح القدس کے الہام کے مطابق اس کے 'باطنی' معانی کی تجھے تفہیم حاصل ہو۔ تیسرے مرحلے پر تجھے اقلیم قلوب میں اس کے 'حد' کے عرفان کے لیے تفکر کرنا چاہیے۔ صرف اسی صورت میں تجھے کسی تفکر یا شمار اور حساب

فرمانِ نبویؐ ہے:
اِنَّ لِلْقُرآنِ ظَہراً وَّ بَطناً
"بے شک قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔"

کے بغیر اس کے "مطلع" کے مشاہدے سے سرفراز کیا جائے گا۔"

اس نظامِ فکر کے مطابق معانی قرآن کے چار درجے ہیں جو وجود کے چار مراتب سے مطابقت رکھتے ہیں۔ قرآن کی ظاہری جہت کا تعلق عالمِ ناسوت سے ہے۔ اس کی باطنی جہت کا تعلق عالمِ ملکوت سے ہے، حد کا تعلق عالمِ جبروت سے اور مطلع کا تعلق عالمِ لاہوت سے ہے۔ معانی قرآن کے ان چار درجوں پر یقین نہ رکھنا عقیدۂ اسلامی کے خلاف ہے۔ سمنانی" کے نزدیک عالمِ ناسوت میں قرآن کے ظاہری معنی کا منکر 'کافر' و زندیق ہے۔ جو شخص عالمِ ملکوت میں قرآن کے باطنی معانی کا انکار کرے وہ سخت قسم کا 'مشبّی' جو شخص قرآن کے ظاہری معانی پر یقین رکھے وہ راست عقیدہ 'مسلم' ہے اور جو باطنی معانی کو بھی مانے وہ 'مومن' ہے۔ جب کہ وہ شخص جو عالمِ جبروت میں معانی قرآن کی 'حد' کو جانے وہ 'محسن' ہے۔ اور وہ شخص جو عالمِ لاہوت میں آیاتِ قرآنی کے مطلع سے واقف ہو 'شاہد' کہلاتا ہے جو شاہدِ حق اور محرمِ راز ہے۔

چاروں درجوں میں معانی قرآن کی تفہیم بھی مختلف طور پر ہوتی ہے۔ معانی ظاہر کا 'مفسر' اپنی قوتِ سماعت پر انحصار کرتا ہے جس کی وساطت سے اس نے قرآن کو سنا اور سمجھا۔ 'محقق' یا صوفی قرآن کے باطنی معانی کے بیان کے لیے کشف والہام کا سہارا لیتا ہے۔ جبکہ 'موحّد' معانی قرآن کی حد کا بیان محض اذنِ الٰہی سے کرتا ہے۔ تاہم 'مطلعِ اسرارِ ذات' کسی قسم کے بیان وتفسیر سے گریز کرتا ہے اور اتقان وخیزاں مطلعِ قرآن کی طرف بڑھتا ہے۔

فکرِ سمنانی" کی رو سے قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا ابدی پیغام ہے اور جو اس کے کلامِ الٰہی ہونے میں شک کرے وہ کافر ہے۔ جبکہ ایسا شخص جو قرآن مجید کی ظاہری مادی حیثیت یعنی کاغذ اور روشنائی وغیرہ کو بھی ابدی سمجھتا ہے جہالت کا شکار ہے۔ آپ کے نزدیک کلام اللہ تعالیٰ کی صفاتِ وجوبی میں سے ہے چنانچہ تفکر فی القرآن وجودِ انسانی کو ایسا آئینہ بناتا ہے جس میں صفاتِ وجوبی کا انعکاس ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو متقین کے واسطے پڑھنے، یاد رکھنے، اور حمیہ وہدایت کے لیے آسان بنایا ہے۔ ساتھ ہی اس نے ہر آیت کو ایسا خزانہ بنایا ہے جس میں عرفان کے لاتعداد موتی پوشیدہ ہیں اور ہر آیت کے معانی کو چھپانے کے لیے مثالوں سے کام لیا ہے۔ قرآن کے قاری کو ان مفاہیم کو سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیے جو ان مثالوں میں پوشیدہ ہیں اور جاننا چاہیے کہ آیاتِ الٰہی کا مقصد تصفیۂ قلب اور تزکیۂ نفس ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد کے حصول کے لیے اپنے پیغمبر روئے زمین پر بھیجے۔ تفسیر نجم القرآن میں سمنانی" فرماتے ہیں۔

"اللہ تعالیٰ جل شانہٗ نے مخلوق کی ہدایت کے لیے پیغمبر بھیجے تاکہ وہ انسان کے اندر 'سیاست' کے ذریعے اصلاح، 'طہارت' کے ذریعے تزکیہ، اور 'عبادت' کے ذریعے توجہ پیدا کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات، افعال اور آثار کا اس آئینے میں مشاہدہ کرے۔"

متقین پیغمبروں پر ایمان رکھتے ہیں اور ان کے احکامات پر عمل پیرا ہوتے ہیں جبکہ فاسقین ان رسولوں کا انکار کرتے ہیں اور خواہشاتِ رذیلہ کی پیروی کرتے ہیں۔ سمنانی" نے عوالمِ ظاہری و باطنی کے جس نظام کی نشاندہی کی ہے اس کی رو سے یہ پیغمبر انسان کے باطن میں بھی موجود ہوتے ہیں۔ وہ لطائف جو باطنی پیغمبروں کا سا کردار ادا کرتے ہیں تمام قوائے علویہ اور سفلیہ میں موجود ہوتے

ہیں اور خدا کے منتخب 'اولین' کہلاتے ہیں۔ یہ قویٰ جن کا تعلق قالب، نفس، قلب، سِرّ، روح اور خفی سے ہے ان پر یقین رکھنے والے 'اصحاب الیمین' ہیں جو اللہ کے پسندیدہ بندے ہیں اور جو ان کا انکار کرے وہ 'اصحاب الشمال' ہیں اور غضب الٰہی کے سزاوار ہیں۔

تفسیر نجم القرآن:

حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی" کی تفسیر نجم القرآن آپ کے افکار کے مطالعے کے لیے بنیادی ماخذ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اگرچہ یہ تصنیف 'عروہ' کی مانند منظم اور مبسوط نہیں ہے اس تفسیر میں شیخ" کے نظریۂ حیات و کائنات کے بارے میں واضح اور جامع بیانات صوفیانہ تعلیمات کی مثالوں کے ساتھ موجود ہیں۔ عروہ کے برعکس اس تفسیر پر بار بار نظر ثانی نہیں کی گئی ہے۔ یہ تفسیر جب شیخ" کی تخلیقی فعالیت کے دور کی یادگار ہے جب آپ نے اپنے اکثر مبسوط رسائل تصنیف کیے اور اس میں بہت سے نظریات اور دلائل اپنی ابتدائی اور اصلی ہیئت میں موجود ہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اس تفسیر کا کچھ حصہ براہ راست کشف والہام کے زیر اثر لکھا گیا ہے۔

اس تفسیر کے ۲۷ نسخے مختلف لائبریریوں میں محفوظ ہیں۔ راقم کو دستیاب ہونے والے اولین نسخے جو نسخہ نمبر ۵۴ جیکسمولو علی پاشا اور نسخہ نمبر ۱۶۵ شہت علی پاشا، سلیمانیہ کتفاھیسی استنبول اور نسخہ نمبر ۱۳۲۵۹ الیپو، حافظ الاسد لائبریری دمشق کے ہیں اور ۷۵۸ھ/۱۳۵۷ء، ۷۷۹ھ/۱۳۷۷ء، ۷۸۰ھ/۱۳۷۸ء میں ضبط تحریر میں لائے گئے ہیں اور مصنف کی وفات کی ایک نسل کے بعد کے ہیں۔ تینوں نسخے بہترین حالت میں موجود ہیں۔ سمنانی" کا خود نوشت نسخہ دستیاب نہیں ہے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ مذکورہ بالا نسخہ نمبر ۵۴ جیکسمولو اسی اصل نسخے سے نقل کیا گیا ہے۔ نسخہ نمبر ۱۶۵ شہت علی نسخہ نمبر ۵۴ جیکسمولو سے براہ راست نقل کیا گیا ہے اور جیسا کہ اس کے حواشی میں واضح طور پر لکھا ہوا ہے کہ اس نسخے کا بعد میں اصل سے تقابل کیا گیا ہے۔

اس تصنیف کے مستند ہونے میں کسی قسم کی شک وشبہ کی گنجائش نہیں ہے۔ سمنانی" نے خود 'مطلع النقاط و مجمع اللقاط' میں اس کا ذکر کیا ہے۔ ابتدائی دور کے تذکروں میں بھی شیخ" کے مفسر قرآن ہونے کا بیان ملتا ہے۔ اس تفسیر کے مندرجات واضح طور پر اشارہ کرتے ہیں کہ یہ سمنانی" ہی کی تصنیف ہے کیونکہ اس میں آپ کی دیگر تصانیف اور آپ کے بعض سوانحی واقعات کا بھی بیان ملتا ہے۔ طرزِ تحریر اور مواد دونوں یقیناً شیخ ہی کے ہیں۔

تفسیر نجم القرآن کے زمانہ تصنیف کا صحیح اندازہ نہیں لگایا جاسکتا اور نہ اس کے نام کے بارے میں قطعیت کے ساتھ فیصلہ کیا جاسکتا ہے۔ اس تفسیر میں شیخ" کا بیان ہے کہ انہوں نے یہ کام جادۂ تصوف پر قدم رکھنے کے بیس سال بعد شروع کیا تھا، لیکن یہ بھی اندازہ لگانا ممکن نہیں ہے کہ شیخ" کون سے سال کو اپنی ابتدائے سلوک کا زمانہ سمجھتے ہیں۔ تین ممکنہ سالوں میں پہلا ان کے اولین باطنی تجربے کا سال یعنی ۶۸۳ھ/۱۲۸۴ء ہے، دوسرا سال حضرت اسفرائنی" سے ان کی پہلی ملاقات کا یعنی رمضان ۶۸۶ھ/اکتوبر ۱۲۸۷ء اور تیسرا آپ کے سلسلۂ کبرویہ میں خرقۂ تصوف پانے کا یعنی صفر ۶۸۹ھ/فروری ۱۲۹۰ء کا سال ہے۔ اس لیے باور کیا جاسکتا ہے کہ سمنانی" نے اپنی تفسیر کا آغازی ۷۰۳ھ/۱۳۰۴ء اور ۷۰۹ھ/۱۳۱۰ء کے درمیان کیا۔ زمانہ تصنیف کی قطعیت سے قطع نظر یہ امر واضح ہے کہ آپ نے اس تفسیر کا آغاز سلسلۂ کبرویہ سے وابستگی اور حضرت اسفرائنی" سے ملاقات کے بعد ہی کیا۔

یہ تفسیر مختلف ناموں سے موسوم ہے جن میں مذکورہ بالا نام 'مطلع النقاط و مجمع اللقاط' کے علاوہ 'نجم القرآن'، 'التاویلات النجمیہ'، 'تفسیر بطن القرآن'، جیسے نام شامل ہیں۔ 'نجم القرآن' اور 'تفسیر نجم القرآن' کے نام تو اسی تفسیر کے اندر موجود ہیں۔ 'مطلع النقاط و مجمع اللقاط' کا نام بھی شیخ" نے خود استعمال فرمایا ہے لیکن یہ اس تفسیر کے مقدمے کا نام ہے اور اصل تفسیر سے جداگانہ لکھا گیا ہے۔ اس تفسیر کا آغاز سورۃ نمبر ۵۲ یعنی سورۃ الطور سے کیا گیا ہے اور بظاہر یہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ" کی آغاز کردہ تصنیف کا تسلسل ہے۔ حضرت

شیخ نجم الدین کبریٰ" سورۃ نمبر ۵۱ یعنی سورۃ الذاریات کی سترھویں اور اٹھارہویں آیات کی تفسیر مکمل کرنے سے قبل ہی وفات پاگئے تھے۔ اس لیے اس تفسیر کا نام 'التاویلات النجمیہ' دراصل حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ" کی آغاز کردہ تفسیر کا ہے۔ 'نجم القرآن' کا نام بھی دراصل شیخ نجم الدین کبریٰ" ہی کے اسم گرامی سے ماخوذ ہے۔ اس نام میں 'قسط' کے مفہوم کی طرف بھی اشارہ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ جزوی تفسیر ہے۔ اسی طرح 'نجم' کے معنی ستارہ بھی ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ اس تفسیر میں قرآن مجید کی اہم خصوصیات اور اہم آیات پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ 'نجم القرآن' کے نام پر ان تمام مفروضوں کا اطلاق ہوسکتا ہے۔

یہ واضح نہیں کہ سورۃ ۵۱ آیت ۱۹ تک یہ تفسیر محض حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ" نے لکھی یا آپ اور شیخ دایہ" نے مل کر لکھی۔ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ" کی تفسیر کے مختلف نام 'عین الحیات'، 'العوارف' اور 'بحر الحقیقۃ' ہیں۔ انہی ناموں سے موسوم ایک تفسیر شیخ نجم الدین دایہ" سے بھی منسوب ہے۔ دوسری جگہ یہ بھی مرقوم ہے کہ یہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ" کی تفسیر کا نام 'بحر الحقیقۃ' ہے جسے آپ کے تلمیذ یا مرید دایہ نے مکمل کیا۔ حضرت شیخ محمد نور بخش" نے اپنی تصنیف 'سلسلۃ الذہب' کے اندر حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ" کے حالات میں لکھا ہے۔

انہ' فسّر القرآن العظیم فی اثنتی عشرۃ مجلدۃ واجتمع بہ الامام فخر الدین الرازی رحمۃ اللہ علیہ

''آپ نے بارہ جلدوں میں قرآن عظیم کی تفسیر لکھی ہے جسے امام فخر الدین رازی" نے جمع کیا ہے۔''

یہ ممکن ہے کہ شیخ نجم الدین کبریٰ" کی نامکمل تفسیر کو حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی" اور شیخ دایہ" دونوں نے اپنے اپنے طور سے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ اس حقیقت کی روشنی میں کہ بعض نسخوں میں یہ دعویٰ موجود ہے کہ سورۃ ۵۱ آیت ۱۹ تک یہ تفسیر شیخ دایہ نے لکھی، یہ بھی نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ شیخ" دایہ نے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ" کی تفسیر پر نظر ثانی کی جس کے بعد اس نسخے کو نقل کرنے والوں نے اسے شیخ دایہ" کی تصنیف قرار دیا۔

یہ ممکن ہے کہ شیخ نجم الدین کبریٰ" کی نامکمل تفسیر کو حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانی" اور شیخ دایہ" دونوں نے اپنے اپنے طور سے پایۂ تکمیل کو پہنچایا۔ اس حقیقت کی روشنی میں کہ بعض نسخوں میں یہ دعویٰ موجود ہے کہ سورۃ ۵۱ آیت ۱۹ تک یہ تفسیر شیخ دایہ نے لکھی، یہ بھی نتیجہ نکالا جاسکتا ہے کہ شیخ" دایہ نے حضرت شیخ نجم الدین کبریٰ" کی تفسیر پر نظر ثانی کی جس کے بعد اس نسخے کو نقل کرنے والوں نے اسے شیخ دایہ" کی تصنیف قرار دیا۔

شیخ دایہ" کے نجم القرآن کا مصنف ہونے کی تائید خود سمنانی" کے اس بیان سے بھی ہوتی ہے جو نجم القرآن کی وجہ تصنیف کی ذیل میں نقل ہوئی ہے۔ سورۃ القمر کی تفسیر کے اندر آپ فرماتے ہیں:

''صرف اس ایک حالت کو جس سے آغاز سلوک میں سالک دوچار ہوتا ہے، ضبطِ تحریر میں لانے کا میرا مقصد بس اتنا ہے کہ اس کتاب کا (مقصدِ تصنیف جانے) جو نجم القرآن کے نام سے موسوم ہے اور حضرت شیخ الموفق نجم الدین دایہ الاسدی الرازی (اللہ آپ کی سعی کو سعی مشکور بنائے) کی شروع قرآن سے سورۂ نجم تک لکھی ہوئی تفسیر نجمی کا تکملہ ہے۔ جب آپ سورۂ نجم تک پہنچ گئے تو فرمانے لگے کہ مجھے سورۂ نجم کی تفسیر کا کام شروع کرنے اور اسے تکمیل کے مرحلہ تک پہنچانے کا اللہ تعالیٰ کی طرف سے اذن ملنا طرفہ تماشا ہے۔ پھر جب سورۂ نجم تک پہنچ گئے اور اس کا شروع کرنے ہی والے تھے تو آپ کی روح کا روشن ستارہ ارضِ بشریت سے سمائے ربوبیت کی جانب اٹھالیا گیا۔ پھر اللہ نے میرے دل میں القاء کیا کہ اس تفسیر کو پایۂ تکمیل تک پہنچاؤں۔ آپ کے دستِ مبارک سے لکھی ہوئی تفسیر نو جلدوں میں ہے اور یہ تکملہ ایک جلد ہے۔ اس طرح یہ کل ثلث عشرۃ" کاملۃ" کہلانے کے حق دار ٹھہرتی ہیں۔ اس کا مطالعہ کرنے والافرمان نبویؐ: اِنَّ لِلْقُرْاٰنِ ظَهْرًا وَّ بَطْنًا ''بے شک قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔'' کے اشارے

جائے۔ جیسے قرآن کے ظاہر پر اس کا ایمان ہے ویسے ہی اس کے باطن پر ایمان لائے اور قوائے نفسیہ اور قوائے شیطانیہ کی آیات انفسیہ کی تکذیب اور لطائف مرسلہ و آیات حقیہ کے انکار کی بناء پر شکوک وشبہات کا شکار نہ ہو۔ تاکہ وہ اس کتاب کے مطالعہ کے دوران ان آیات بینات کا جن کا مشاہدہ مصنف نے آغاز سلوک سے اب تک بے شمار بار کیا ہے، انکار کر کے شقاوت ابدی کو نہ مول لے۔ اب اللہ نے غیبی اشارے سے مجھے بتایا کہ ان آیات بینات کو لکھ لے۔ میرے آغاز سلوک سے ابھی بطن قرآن کی تفسیر کا الہام ہونے تک بیس سال کا عرصہ ہوتا ہے۔ آغاز ذکر کی پہلی رات جس آیت بینہ کا ظہور ہوا اس کا حال میں نے ابھی بیان کیا۔ اس کے بعد جن آیات کا مشاہدہ ہوا ان کا اندازہ اسی سے لگالو۔

قیاس کن ز گلستانِ من بہارِ مرا

چونکہ اہل خبر کے لیے تھوڑا سا اشارہ کافی ہو جاتا ہے، لمبی گفتگو کی ضرورت نہیں۔ جبکہ موٹے دماغ والے کو آیات سنانے او ر دکھانے سے کچھ فائدہ نہیں ہوتا۔ رسمی تقلید کی بناء پر اس کے انکار میں ہی اضافہ ہوگا۔

اگرچہ اس تفسیر کا آغاز اس سورت کے بعد ہوتا ہے جس پر حضرت کبریٰ" کی تفسیر ختم ہوتی ہے، سمنانی" کی تفسیر ایک آزادانہ تحریر ہے جو طرز اور مواد میں حضرت کبریٰ" کی تفسیر سے الگ ہے۔ آپ نے اپنے کام کا آغاز عین اس مقام سے نہیں کیا جہاں شیخ کبریٰ" کی تفسیر ادھوری رہ گئی تھی بلکہ اگلی سورت یعنی سورۃ الطور سے اس تفسیر کی ابتدا کی ہے۔ تفسیر کے متن سے پہلے ایک طویل مقدمہ اور سورۃ فاتحہ کی تفسیر ہے۔ سمنانی" کے مقدمے میں اس کام کے مطمح نظر اور طریق کار کی مکمل وضاحت کی گئی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ایک طویل تفسیر لکھنا چاہتے ہیں۔ لیکن اس مقدمے میں کام کی جس نوعیت کا عندیہ ملتا ہے اصل تفسیر مواد اور طرز تحریر میں اس سے مختلف ہے۔ اسی طرح مقدمے میں جس عظیم الشان منصوبے کا اشارہ ملتا ہے اصل تفسیر اس لحاظ سے خاصی مختصر ہے۔ اس تفاوت کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہا جا سکتا ہے کہ "مطلع النقاط و مجمع الملتقاط" اس مقدمے کا ہی نام ہے جبکہ اصل تفسیر بعد میں لکھی گئی۔

سمنانی" نے آیت بہ آیت تفسیر کی ہے۔ آپ نے کسی آیت کو نظر انداز نہیں کیا البتہ بعض کی تفسیر سرسری انداز میں ہوئی ہے۔ ایسے موقعوں پر آپ یا تو محض سادہ نثر میں وضاحت کرتے ہیں یا قواعد سمجھاتے ہیں یا فارسی شعر میں کسی چھوٹے نکتے کی وضاحت کرتے ہیں۔ جبکہ بعض قرآنی آیات کی آپ طویل اور سیر حاصل تفسیر کرتے ہیں اور فلسفیانہ، صوفیانہ، فقہی اور دینی موضوعات زیر بحث لاتے ہیں۔ یہ بات واضح نہیں کہ شیخ" کے ذہن میں کوئی طے شدہ نظریہ یا فکر تھا جسے انہوں نے اپنی تفسیر میں پیش کرنے کی کوشش کی ہو۔ بہر طور آیت قرآنی کی جو پیچیدہ شرحیں انہوں نے کی ہیں وہ یقیناً ان کے باطنی تجربات کی عکاسی کرتی ہیں۔ پس صوفیانہ تفسیر کا ایک خوبصورت نمونہ ہے۔

تفسیر نجم القرآن دو شکلوں میں ملتی ہے، ایک آزادانہ طور پر (جسے ہم ٹائپ۔ اے کہیں گے) اور دوسری شیخ نجم الدین کبریٰ" کی تفسیر کے ساتھ ملحق (جسے ہم ٹائپ۔ بی کہیں گے)۔ اولین نسخے پہلی شکل پر ہیں جن میں مقدمہ، سورۃ الفاتحہ اور سورہ نمبر ۵۲ تا ۱۱۴ کی تفسیر شامل ہے۔ یہ حقیقت کہ اس تفسیر کو کبروی تفسیر کے تکملے کے طور پر نہیں لکھا گیا تھا اس خیال کی مؤید ہے کہ سمنانی" کی تفسیر ایک آزاد تحریر ہے۔ وہ اولین نسخہ جس میں یہ تفسیر شیخ کبریٰ" کی تفسیر کے ساتھ یکجا ہے ۹۰۷ھ/۱۵۰۱ء کا ہے۔ اس شکل میں بعض نسخوں میں مقدمہ اور سورۃ الفاتحہ کی تفسیر موجود نہیں ہیں۔ شیخ کبریٰ/شیخ دایہ اور شیخ سمنانی" کے تفاسیر کے مقام اتصال پر عموماً درج ذیل بیان ملتا ہے۔

"مصنف علیہ الرحمہ اس مقام پر خالق حقیقی سے جاملے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اس تفسیر کو شیخ" کے شاگرد علاؤ الدولہ" نے مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم یکجا ہے ۹۰۷ھ/۱۵۰۱ء کا ہے۔ اس شکل میں بعض نسخوں میں مقدمہ اور سورۃ الفاتحہ کی تفسیر موجود نہیں ہیں۔ شیخ کبریٰ/شیخ دایہ اور شیخ سمنانی" کے تفاسیر کے

مقام اتصال پر عموماً درج ذیل بیان ملتا ہے۔

"مصنف علیہ الرحمہ اس مقام پر خالق حقیقی سے جاملے۔ اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے۔ اس تفسیر کو شیخ" کے شاگرد علاؤ الدولہ" نے مکمل کیا۔ اللہ تعالیٰ ان دونوں پر رحم فرمائے۔"

تفسیر نجم القرآن کے درج ذیل نسخے تاحال موجود ہیں:

۱۔ نسخہ C1447 بخارا کلیکشن اورینٹل انسٹی ٹیوٹ سینٹ پیٹسبرگ روس (ٹائپ۔اے)

۲۔ نسخہ 54 حکیم اوغلو علی پاشا اور جامعی، سلیمانیہ لائبریری استنبول

۳۔ نسخہ 13259 المیہ، حافظ الاسد لائبریری، دمشق شام (ٹائپ۔اے)

۴۔ نسخہ 165/1 شہید علی پاشا سلیمانیہ لائبریری استنبول (ٹائپ۔اے)

یہ نسخہ جو صفر ۸۰ ۷ھ/جون ۱۳۷۸ء میں صوفی آباد میں یوسف بن اسد بن علی الروی المشہور ضیاء الدین الملطی کا کتابت کردہ ہے جو سمنانی" کے مرید علی روی کا پوتا ہے۔ صفحہ آخر کے حاشیے پر لکھا ہوا ہے کہ اس نسخہ کی سمنانی" کے اپنے قلم سے لکھے گئے نسخے سے تصحیح کی گئی ہے۔ (ٹائپ۔اے)

۵۔ نسخہ 131 منیسہ الحق لائبریری منیسہ (ٹائپ۔اے)

۶۔ نسخہ 233/2 جاراللہ آفندی سلیمانیہ لائبریری استنبول

۷۔ نسخہ 14 ترخان والدہ سلطان سلیمانیہ لائبریری استنبول (ٹائپ۔بی)

۸۔ نسخہ 130 مراد مولا لائبریری استنبول (ٹائپ۔بی)

۹۔ نسخہ 83 حامدیہ سلیمانیہ لائبریری استنبول (ٹائپ۔بی)

۱۰۔ نسخہ 206 غازی خسرو بیگو ابلیوٹیکا سراجیوو (ٹائپ۔بی)

۱۱۔ نسخہ 1047 عربی کتابخانہ ملی تہران۔ ایران (ٹائپ۔بی)

۱۲۔ نسخہ 18 خالد آفندی واکی سلیمانیہ لائبریری استنبول (ٹائپ۔بی)

۱۳۔ نسخہ 536 بایزید دولت لائبریری استنبول

۱۴۔ نسخہ 345 گیریٹ کلیکشن فائرسٹون لائبریری پرنسٹن یونیورسٹی۔ پرنسٹن امریکا (ٹائپ۔اے)

۱۵۔ نسخہ 6359 دارالکتب۔ قاہرہ، مصر (ٹائپ۔بی)

۱۶۔ نسخہ 162 حسن خیری وعبداللہ آفندی سلیمانیہ لائبریری استنبول (ٹائپ۔اے)

۱۷۔ نسخہ 153 داماد ابراہیم پاشا سلیمانیہ لائبریری استنبول (ٹائپ۔بی)

۱۸۔ نسخہ 31/2 حاجی محمود آفندی (یحیٰ آفندی درگاہی) سلیمانیہ لائبریری استنبول (ٹائپ۔بی)

۱۹۔ نسخہ 92 کلیج علی پاشا سلیمانیہ لائبریری استنبول (ٹائپ۔بی)

۲۰۔ نسخہ 92 شہید علی پاشا سلیمانیہ لائبریری استنبول (ٹائپ۔بی)

۲۱۔ نسخہ اورینٹ M II 14 یونیورسٹی لائبریری باسل جرمنی (ٹائپ۔اے)

۲۲۔ نسخہ 874 کونیگ لیچن لائبریری برلن جرمنی (ٹائپ۔اے)

۲۳۔ نسخہ 53 دارالمثنوی (شیخ محمد مراد) سلیمانیہ لائبریری استنبول (ٹائپ۔اے)

۲۴۔ نسخہ 3665/5 اسد آفندی سلیمانیہ لائبریری استنبول

۲۵۔ ذاتی ذخیرہ قاسمی غنی

۲۶۔ نسخہ 8562 ظاہریہ حافظ الاسد لائبریری دمشق، شام

۲۷۔ نسخہ 337 بایزید دولت لائبریری استنبول۔ ترکی

فہرست ماخذ کتب:

۱۔ "The Throne Carrier of God" by Jamal J Ilyas State University New York Press, 1995

۲۔ تفسیر نجم القرآن قلمی نسخہ 165/1 شہید علی پاشا سلیمانیہ لائبریری استنبول

۳۔ مثنوی معنوی دفتر سوم (ص ۴۰۳) از مولانا جلال الدین رومی۔ لاہور

۲۔ خلاصۃ المناقب از نورالدین جعفر بدخشی کراچی ۱۹۹۳ء

❁☆✿☆❁

بقیہ فقہ الاحوط

کہے کہ "السلام علیکم و رحمۃاللہ و برکاتہ" یعنی تم پر سلامتی ہو ،خدا کی رحمت اور اس کی برکتیں رہیں۔ دائیں طرف متوجہ ہو کر کہے کہ "السلام علینا و علیٰ عباد اللہ الصالحین۔" ہم پر اور تمام صالحین پر سلامتی رہے۔

صورت رفع اختلاف یہ ہے کہ اگر دائیں اور بائیں دونوں طرف کو متوجہ ہوتے ہوئے ان دونوں صیغوں میں سے کسی ایک صیغہ کے پڑھنے پر اکتفا کرے تو جائز ہے۔

19-نافلۂ رمضان:

ماہ مبارک رمضان میں رکعات نماز ہررات کے حساب سے پڑھی جاتی ہے۔ ان نوافلات کی ادائیگی باجماعت ، انفرادی یا موافقت کی صورت میں پڑھے جانے اور نیت کے بارے میں بین المسالک شدید اختلافات موجود ہیں۔ حالانکہ چودہ سو سال پہلے ہی فیصلہ دیا جا چکا ہے یہ سب اختلاف نفس امارہ کے شکار لوگوں کا پیدا کردہ ہے۔

شاہ سید نوربخش نوراللہ مرقدہ نے فقہ الاحوط میں اس مسئلہ کے بارے میں بیان کیا ہے کہ اس کی بجا آوری اس کے چھوڑ دینے سے بہتر ہے۔ چاہے موافق باجماعت یا انفرادی طور پڑھے۔ بعض علماء جماعت کے ساتھ پڑھنے کو بدعت کہتے ہیں۔ جس کے جواب میں ارشاد ہوا ہے کہ کاش ہر بدعت اس جیسی ہوتی! یہ فصیح زبان ہے۔ اہل ادب اس سے واقف ہیں۔ نیت کو بنیاد بنا کر اختلاف پیدا کرنا بھی تساہل سے کام لے کر نہ ادا کرنے کا جواز پیدا کرنے کے لئے ہی ہے۔ حالانکہ یہ نماز اسلام کی ایک امتیازی نشان اور روزے کے مہینے کی

میں تعظیم ہے۔

(جاری ہے........)

❁☆✿☆❁

جواب شاہ ھمدان بہ زندہ رود

بندہ ای کز خویشتن دارد خبر
آفریند منفعت را از ضرر

بزم با دیو است آدم را وبال
رزم با دیو است آدم را جمال

خویش را بر اہرمن باید زدن
تو ہمہ تیغ آن ہمہ سنگ فسن

تیز تر شو تا فتد ضرب تو سخت
ورنہ باشی در دو گیتی تیرہ بخت

جاوید نامہ

❁☆✿☆❁

سبدِ گل

حمدِ باری تعالیٰ

علی احمد قمر سلطرہ و گوندا

﴿ ۱ ﴾

جتنی تعریفیں ہیں تیرے واسطے ہیں اے خدا
جز ترے کوئی نہیں ہے لائقِ حمد و ثنا
کوئی نہیں تیرے سوا
کائنات جزو و کل کی ایک اک شے دے رہی ہے تیری ہستی کا پتا
رنگ، خوشبو، روشنی آب و ہوا
طائرانِ خوش گلو کی ہر صدا
ڈوبتے سورج کا منظر، عکس سطحِ آب پر
وسعتِ صحرا، سکوتِ دشت، بحرِ بیکراں
بحرِ رواں
تو نہاں ہے، تو عیاں

﴿ ۲ ﴾

پرندے ابتدائے آفرینش سے
سحر دم آفتابِ صبحِ صادق کی شہادت
دے رہے ہیں اور
زمیں سورج سے چھنے کی تمازت
چاند سے کرنیں
ستاروں سے سفر کی ساری سمتیں پوچھ کر
قوسِ قزح میں رنگ بھرتی ہے
ازل سے تا ابد موجِ صبا کی حشر سامانی
اس اک حسنِ ازل کی داستاں
دہرائے جاتی ہے

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

علی احمد قمر سلطرہ و گوندا

بہار دو جہاں کا بانکپن ہیں
محمدؐ زینتِ ہر انجمن ہیں
ابد تک روشنی پھیلی ہوئی ہے
بشر ہیں یا وہ پروین و پرن ہیں
زمانے میں اُجالا ہو گیا ہے
نمودِ صبح کی پہلی کرن ہیں
گلوں میں رنگ و بو ہے اُن کے دم سے
متاعِ حسن و تزئینِ چمن ہیں
مہک پھولوں میں ہے اُن کے نفس کی
گلِ نسریں و بوئے نسترن ہیں
نزولِ رحمتِ یزداں ہے اُن سے
وہ اُمت پہ سدا سایہ فگن ہیں
یہ ثابت ہو گیا معراج کی شب
صبا رفتار ہیں گل پیرہن ہیں
وہ ہاتھ اُٹھیں تو رحمت ہیں مجسم
وہ لب گویا ہوں تو شیریں سخن ہیں
انھی کی نذر ہیں سب نعت کے شعر
انھی کے نام ہیں جتنے سخن ہیں
شفاعت کو ہماری آئیں گے وہ
قمر ہم بھی اگرچہ خستہ تن ہیں

قصیدۂ فرزدق در شان حضرت امام زین العابدینؑ

قصیدہ نگار: فرزدق

وادیٔ بطحا کی برکت کا سبب ان کے قدم
فاطمہؑ کا ہے جگر گوشہ نہیں تجھ کو خبر
جن کی یہ اولاد ہیں بے شک ہیں وہ خیر البشر
ہے ضیاپاش ان کے چہرے کی صباحت اس طرح
جب نظر نیچی کیے محفل میں ہوں وہ با حیا
حامل عز و شرف ہیں اس قدر اہل حرم
دیکھ کر اہل قریش ان کو یہ کہتے ہیں سبھی
ان کے نانا جملہ نبیوں سے ہیں افضل لاجرم
ہر بوسہ عزم کرتے ہیں جو یہ ابن کریم
ہاتھ میں سید کے بید مشک کی ہے جو چھڑی
نرم ہے ان کا مزاج اور ان کا غصہ بے خطر
ان کا ہے اخلاق اخلاق رسالت، پاک ہے
تو نہ پہچانے تو کیا ہو جائے عزت ان کی کم؟
ہاتھ ہیں ان کے سخی باران رحمت کی طرح
سارے انسانوں پہ جو احسان ان کا عام ہے
ہو نہیں سکتا سخاوت میں کوئی ان کا حریف
قحط سالی ہو تو ہیں باران رحمت کی طرح
دین ہے ان کی محبت، بغض ان کا کفر ہے
اہل تقویٰ کا امام ان کے سوا کوئی نہیں
تنگ دستی کا غنی پاسنگ ہو سکتا نہیں
حق نے افضل ان کو خود اپنے کرم سے کر دیا
ابتدا اور انتہا میں ہر عمل، ہر کام کی
جس نے پہچانا خدا کو ان کو بھی ہے جانتا
نعمت آبا سے ان کی سکھ میں جاں کس کی نہیں؟

خوب واقف ان سے بیت اللہ اور حل و حرم
ان کے نانا خاتم کل انبیا ہیں، بے خبر!
پھر نہ ہوں کیوں پاک باطن اور پاکیزہ نظر؟
ہو طلوع مہر سے کافور ظلمت جس طرح
اہل محفل اس کی ہیبت سے ہوں بے حرف و صدا
رشک کرتے ان پہ ہیں اہل عرب، اہل عجم
انتہا جود و کرم کی بس انہی پہ ہو چکی
اور فضیلت ان کی امت کو ہے بر جملہ امم
ہاتھ ان کے آپ بڑھ کر چوم لیتا ہے حطیم
رنگ و خوشبو میں فروتر اس سے پھولوں کی لڑی
حسن صورت، حسن سیرت میں وہ سب سے خوب تر
جو بھی عنصر اس میں شامل ہے نہایت پاک ہے
جانتا ہے ان کو تو سارا عرب، سارا عجم
جن کی خاطر تنگ دستی بھی ہے دولت کی طرح
ان سبب سے ہر نظام ظلم یاں ناکام ہے
یا مقام آدمیت میں کوئی انکا حریف
ابتلا اور جنگ میں شیر مجت کی طرح
قرب ہے ان کا نجات اور دور ہونا کفر ہے
ان سے بہتر اس جہاں میں دوسرا کوئی نہیں
جو غنی ہے ہاتھ اس کا تنگ ہو سکتا نہیں
حکم جاری ان کا سب لوح و قلم سے کر دیا
بعد ذکر حق ہے برکت بس انہی کے نام کی
کیوں نہ دین امت کو ہے ان کے گھرانے سے ملا
زیر بار احسان سے گردن یہاں کس کی نہیں؟

❁☆✿☆❁

نوربخشؒ

سید اسد زیدی

اہل دل کا پیشوا ہے نوربخشؒ — راہبر ہے رہنما ہے نوربخشؒ

محفلِ عرفان کا روشن چراغ — مشعلِ راہِ وفا ہے نوربخشؒ

یاس و حرمان و الم کے دور میں — اک نویدِ جاں فزا ہے نوربخشؒ

آرزومندوں کے دل کی آرزو — دردمندوں کی دعا ہے نوربخشؒ

حق پرستوں کے لئے روشن دلیل — حق نگر ہے، حق نما ہے نوربخشؒ

عارفوںؒ اور صوفیوں کے دل سے پوچھ — کیا حسین و دلربا ہے نوربخشؒ

اک بحرِ بیکراں ہے اُس کی ذات — اک متاعِ بے بہا ہے نوربخشؒ

دیدہ و دل اُس کی خاطر فرشِ راہ — جو کہے مرشد مرا ہے نوربخشؒ

عشق کے رستے میں لاکھوں دُکھ ہے — پیکرِ صبر و رضا ہے نوربخشؒ

ایک عالم اس کے دم سے فیض یاب — معدنِ جود و سخا ہے نوربخشؒ

مرہمِ زخمِ جگر اُس کو کہیں — دردِ اُلفت کی دوا ہے نوربخشؒ

آج پھر جلوؤں کا ہوتا ہے ظہور — آج پھر جلوہ نما ہے نوربخشؒ

ماہ و انجم کیوں نہ ہوں اُس پر فدا — صاحبِ نجم الہدیٰ ہے نوربخشؒ

حسن دلآویز عالم کی اسد — خوب صورت اک ادا ہے نوربخشؒ

کلامِ نوربخشؒ

ترے ہی عکسِ رُخ سے ہو گیا خورشید ہرجائی
تری زلفوں کے سودا سے ہوا خود عشق سودائی

ترے در تک مری موجیں خود آئیں بیکراں ہو کر
مری مستی نہ ہستی کے پیالے میں سما پائی

ہزاروں کائناتیں روز و شب اس دھن میں سرگرداں
کہ پل بھر کو کبھی دیکھیں یہ تری جلوہ آرائی

خلیلؑ و نوحؑ و آدمؑ اور کلیمؑ و عیسیٰؑ و مریمؑ
پئے مرہم لئے پھرتے ہیں اپنا زخمِ شیدائی

عقولِ عرشیاں فاتر، تری پہچان سے قاصر
مری تسکیں کی خاطر تُو نے کیا تدبیر فرمائی؟

زمین و آسماں گریاں، نہیں یہ انتظار آساں
اب اپنے نورِ رُخ سے آ کے کر سب کی شکیبائی

ظہورِ کبریائی ہے، کمالِ بے نیازی ہے
کرے گا کب دلِ شوریدہ اس در پہ جبیں سائی؟

صرف ترے عشق سے مجھ کو سروکار ہے
ہو نہ اگر غم ترا زندگی بیکار ہے

جب سے بنا میں حقیر اس کی گلی کا فقیر
اب مجھے تاج و سریر باعثِ صد عار ہے

عشق کی تیرے شراب پی کے ہوا جو خراب
وہ نہ تو ہشیار ہے اور نہ آگاہ ہے

تخمِ غمِ عشق کا یار نے وہ بو دیا
اب مرا کشتِ وجود سب گل و گلزار ہے

درد ترا ذرہ بھر تو مجھے بیچے اگر
دل مرا جاں کے عوض اس کا خریدار ہے

نیند سے اے ہمنشیں مجھ کو نہ بیدار کر
خواب میں حاصل مجھے یار کا دیدار ہے

درد ہے مونس مرا درد ہی تیرا انیس
درد ترا ہمدم و یارِ شبِ تار ہے

قرب مقدر نہیں، وصل میسر نہیں
پھر بھی ترے درد سے دل مرا سرشار ہے

ہو جو کبھی نوربخش تذکرۂ اہلِ درد
ذکر ہمارا بھی گر ہو تو سزاوار ہے

کلامِ شاہِ ہمدانؒ

چاہئے راحت تو اس کے درد کا ہمراز بن
چاہئے دولت تو اس کے عشق میں جانباز بن

ہے فقط سربازی و رسوائی زادِ راہِ عشق
عشق کے رستے میں ہو بدنام اور سرباز بن

جان و تن بے مایہ ہیں، ہاں اس ممولے کو ذرا
چھوڑ دے دانے کے ساتھ، اس در کا اب شہباز بن

مثلِ زن مت رہ اسیرِ رسم و راہ و رنگ و بُو
کوچۂ رنداں میں اہلِ دل کا اب دمساز بن

مثلِ کرگس اب نہ رہ مردارِ تن سے منسلک
سیرِ جاں کے شوق میں آمادۂ پرواز بن

جان و تن زنجیر دونوں، کفر و دیں دونوں حجاب
عشق کا، آزاد ان سے ہو کے، ہم آواز بن

شادمانی کا تجھے سامان ہے دامِ مراد
بامِ اوجِ کبریا کا تُو بھی اب شہباز بن

تُو ہمائے قافِ قربت ہے تو کھول اب بال و پر
لامکاں میں قدسیوں کا جلد ہم پرواز بن

اے علائی اس درِ رحمت کی کنجی ہے نیاز
اختیار اب کر نیاز اور پھر سراپا ناز بن

ترے روئے پاک کے عکس سے ملیں سالکوں کو ہدایتیں
تری خاکِ راہ نے کیں عطا انہیں دو جہاں کی سعادتیں

تو ہے نفسِ رحمتِ ایزدی، ترے دم سے سب کی ہے بندگی
تو وہ بحرِ بخشش و مغفرت کہ دھلی ہیں جس سے خجالتیں

مرے ہر عمل کا وہ رنگ ہے کہ جو سگ کو باعثِ ننگ ہے
یہ ترا ہی پردۂ عفو ہے کہ چھپائیں جس نے قباحتیں

یہ ترے ہی لطف کا فیض ہے کہ عدم سے آئے وجود میں
مری آنکھ پھر سے ہے منتظر کہ وہ دیکھے تیری حمایتیں

ہے ترے کرم سے لدا ہوا جو ہر ایک مفلس و بے نوا
تو مجھے بھی ہے ترا آسرا کہ کرے گا مجھ پہ عنایتیں

مرے حال پر اگر ایک پل بھی ہمائے لطف کا سایہ ہو
تو نہ کیوں ظہور میں آئیں ہر بن مو سے میری کرامتیں

ہے ہر ایک لب پہ ہر ایک جا ترے حسن کی جو کہانیاں
ترے ایک جلوے کی دیر ہے نہ رہیں گی پھر یہ حکایتیں

خمِ زلف کا ہو اگر بیاں تو ہوں عاری عقل سے قدسیاں
نہیں مشتِ خاک کو تاب یہ کہ بیاں کرے یہ صداقتیں

تو علائی شہرِ ملال سے جو کمر کو باندھ کے چل پڑے
تو ملیں گی تجھ کو وہ منزلیں کہ ہیں رنج بھی جہاں راحتیں

ترانۂ صوفیہ

ذاکر حسین ذاکر

ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں
بندے ہیں ہم اللہ کے، ملت خلیل اللہؑ کی اولاد ہیں آدمؑ کی، اور امت حبیب اللہؐ کی
ہم وارثانِ اصفیاء، صدق و صفا دستور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

اسلام دین و روح ہے، قرآں کتاب و زندگی کعبہ ہمارا قبلۂ دل اور جائے بندگی
طرزِ نبیؐ کی پیروی کرنے پہ ہم مامور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

واجب علیؑ کی دوستی، مولاؑ ہمیں محبوب ہیں جو طالبانِ حق ہیں ان سب کے علیؑ مطلوب ہیں
سینے ہمارے ان کی الفت سے سدا معمور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

سونے کی اک زنجیر کی مانند اپنا سلسلہ تھامے جو اس زنجیر کو ہے اس کا مذہب صوفیہ
میخانۂ ہمدان سے پیتے مئے کافور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

بخشا پیر نے فیض ہے، بخشا پدر نے نور ہے محروم ہے وہ شخص جو بخشش سے اُن کی دور ہے
ہم خوبیٔ قسمت سے ان کی خاک پا مشہور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

پروانۂ شبیرؑ ہیں، فوج امام العصرؑ ہیں اُمیدوار فتح ہیں، اُمیدوار نصر ہیں
باطل کو یہ اندازہ ہے ہمت سے ہم بھرپور ہیں
ہم کاروان نور ہیں اور ظلمتوں سے دور ہیں
سب ہم کو حق کی راہ میں قربانیاں منظور ہیں

نوائے صوفیہ

محمد یاسین منیر

علم و عرفاں کا بنا عنواں نوائے صوفیہ
عالموں اور عارفوں کی شاں نوائے صوفیہ

شاہ ہمدانؒ کی ہے تعلیمات کا اس میں بیاں
حضرت نوربخشؒ کا فرماں نوائے صوفیہ

صوفیہ کی ہے پسندیدہ روش نوربخشیہ
ترجمانِ مشربِ ہمداں نوائے صوفیہ

ہم جہاں دنیا میں ہوں اپنوں سے ہر دم باخبر
ہے ہمارے ہاتھ میں ہر آں نوائے صوفیہ

کیوں نہ ثابت ہو یہ عرفاں کا خزینہ دوستو
جب لکھے گا خود ابوالعرفاں نوائے صوفیہ

اک زمانہ تھا ہمیں حیراں کیا کرتے تھے لوگ
اب زمانے کو کرے حیراں نوائے صوفیہ

یہ رسالہ کیوں نہ پھر دنیا میں ہو مقبولِ عام
حق پرستی کا ہے اک اعلاں نوائے صوفیہ

ہے یہی یاسینؔ دعا، قائم رکھے اس کو خدا
اہلِ دل کے دل کا ہے ارماں نوائے صوفیہ

محمد حنیف حنیف

دل کی ہے دھڑکن نوائے صوفیہ
پیار کا بندھن نوائے صوفیہ

مہر و الفت اور وحدت کا نقیب
امن کی دلہن نوائے صوفیہ

مسلمیں اہل عالم کے لیے
کوکب روشن نوائے صوفیہ

سالکوں کی خوشہ چینی کے لیے
قیمتی خرمن نوائے صوفیہ

حاسدانِ تیرہ باطن کے لیے
گور اور مدفن نوائے صوفیہ

بلبلوں کے چہچہانے کے لیے
اک حسیں گلشن نوائے صوفیہ

یہ رسالہ تا ابد جاری رہے
سب کا ہے مامن نوائے صوفیہ

کر دعا تو اس کے حق میں اے حنیف
ہے ترا تن من نوائے صوفیہ

یار بے پروا......

ناجی مناجی

مجھی سے گو ہے کرتا پیار میرا یار بے پروا
نہیں کرتا مگر اقرار میرا یار بے پروا

کبھی مجھ کو سلائے اپنی آغوش محبت میں
کبھی شب بھر رکھے بیدار میرا یار بے پروا

کبھی مجھ کو کہیں لگتا ہے اپنے دل کی دھڑکن میں
کبھی ہے کہکشاں کے پار میرا یار بے پروا

اگر دکھ دے تو پنہاں اس میں ہو گا سکھ کا اک پہلو
یونہی دیتا نہیں آزار میرا یار بے پروا

کبھی میرے لیے وہ چاہِ کنعاں محبت ہے
کبھی زنداں کی ہے دیوار میرا یار بے پروا

کبھی گلزار کر دیتا ہے وہ آتش کے سینے کو
کبھی گل کو بنائے خار میرا یار بے پروا

کبھی عشق و محبت میں مقامِ قاب قوسین ہے
کبھی طائف کا ہے بازار میرا یار بے پروا

کبھی مجھ کو بٹھائے تختِ عزت پر، کبھی لیکن
سجائے میری خاطر دار میرا یار بے پروا

کبھی نکہتِ بوئے گل مشامِ جاں خیال اس کا
کبھی ہے دشت کی مہکار میرا یار بے پروا

ازل سے دائروں میں گھومتا ہوں اس سے ملنے کو
مگر ہے نقطۂ پرکار میرا یار بے پروا

پڑے شاید مجھی کو ایک دن جاں سے گزر جانا
کہ ملنے کو نہیں تیار میرا یار بے پروا

میں خوش ہوں جس طرح وہ میرے دل کا حال کر ڈالے
نہیں خاطر پہ میری بار میرا یار بے پروا

اسی کے بل پہ میں ہر دم غمِ دنیا سے لڑتا ہوں
کہ دل کا ہے مرے پندار میرا یار بے پروا

لگے ساحل سے، کشتی یا مری غرقاب ہو جائے
سنبھالے خود ہی جب پتوار میرا یار بے پروا

ہزاروں عاشقوں کی ہر گھڑی کرتا ہے دلداری
محبت کی ہے اک تکرار میرا یار بے پروا

خوشی سے اس گھڑی میں اس کے آگے سر جھکا دوں گا
لیے آئے گا جب تلوار میرا یار بے پروا

شفا دیتا ہے خود، کرتا ہے خود آ کر مسیحائی
مجھے کرتا ہے خود بیمار میرا یار بے پروا

نہیں ہو گا نہ اس کو جیتنے کا غم مرے دل کو
اگر چاہے گا میری ہار میرا یار بے پروا

بنا آئینۂ عالم کہ دیکھے خود کو وہ ہر دم
نشاطِ حسن سے سرشار میرا یار بے پروا

مری آنکھیں اسی کی آس میں پتھرا گئیں آخر
متاعِ حسرتِ دیدار میرا یار بے پروا

تماشا روز دکھلاتا ہوں اپنا دل جلانے کا
کہ پاس آئے مرے اک بار میرا یار بے پروا

سدا ناکام رہ کر بھی یہی امید باقی ہے
ملے گا مجھ کو آخرکار میرا یار بے پروا

میں دامن اس کا یوں تھاموں کہ ہاتھوں سے نہ جانے دوں
ہوا مجھ سے اگر دوچار میرا یار بے پروا

اگرچہ اس کی خاطر میں نے سب یہ شاعری کی ہے
کہاں دیکھے گا یہ طومار میرا یار بے پروا؟

غزل کا یہ سفینہ اب لگا ناجی کنارے پہ
نہ ہو جائے کہیں بیزار میرا یار بے پروا

ڈائمنڈ جوبلی تقریبات

پیغامات تہنیت

این وائی ایف

ڈائمنڈ جوبلی پیغامات

انجمن محمدیہ بلتستانیہ نے تعمیر مسجد کے بعد بڑے پر عزم سے نوائے صوفیہ کی اشاعت کا سلسلہ شروع کیا تھا تاکہ اس جریدے کے ذریعے نوربخشی نور کو دنیا میں پھیلا کر اقوام عالم میں پیار محبت، امن واتحاد کو فروغ دیا جائے۔ شاہ سید محمد نوربخش ؒ کے مطابق ہمارا نصب العین اتحاد بین المسلمین ہے۔ ہمیں اپنے نوربخشی عقائد کو اچھے انداز میں بیان کر کے عوام میں اتحاد واتفاق پیدا کرنے کی اچھی باتوں کو بیان کرنا چاہئے۔ نہ کہ دوسرے تیسرے پر کیچڑ اچھال کر شاہ سید ؒ کے حکم کی خلاف ورزی کرے۔ میری دعا کہ خداوند کریم فقہی حکم لکھنے والوں کے علاوہ دینی و دنیوی مضمون لکھنے والوں کے دلوں کو بھی آب زم زم سے دھلا کر لکھنے کی توفیق عطا فرمائیں۔ تاکہ اسلام آباد سے نوربخشیوں کا نور کل عالم میں پھیلے، یہی دل کی آرزو ہے۔

ہمارے پیارے مذہب کو نظر بد لگ گئی شاید
تو بد نظری سے اب اس کو بچالے یا رسول اللہ
قرآن و فقہ و دعوات اک آپس میں رنجش ہے
دلوں کو آب زم زم سے دھلادے یا رسول اللہ

آمین ثم آمین!

(حاجی محمد آمین قاچو صدر انجمن محمدیہ اسلام آباد)

❀☆❀☆❀

نوائے صوفیہ ملت صوفیہ نوربخشیہ کی صحیح ترجمانی کر رہا ہے۔ ادارے کے تمام قلم کاروں، کارکنوں اور قارئین کو سواں شمارہ مبارک ہو۔

تمام اہل تصوف سے گزارش ہے کہ اپنی اپنی صلاحیت کے مطابق اس ادارے کی استحکام کے لیے تعاون کریں تو کوئی شک نہیں کہ مستقبل میں یہ جریدہ قوم کی توقعات پر پورا اترے۔

(مقبول احمد ایڈووکیٹ)

❀☆❀☆❀

اکیسوی صدی کے اس پر آشوب دور میں نوربخشی عوام میں دینی شعور کے حوالے سے جو باہمی روابط قائم ہوئے ہیں وہ نوائے صوفیہ کی مرہون منت ہیں۔ خاص کر نوربخشی عوام میں دینی معلومات کو فروغ دے کر اس پاک جریدے نے نوربخشیوں میں دینی جذبہ پیدا کیا۔ نیز بیرون ممالک میں مقیم نوربخشی بھائیوں سے تعلقات قائم ہونا اس پاک جریدے نوائے صوفیہ ہی کی کارکردگی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نوائے صوفیہ کے مدیر اعلیٰ ابوالعرفان علامہ محمد بشیر صاحب کو صحت یاب رکھے اور اراکین نوائے صوفیہ کو اس کی اشاعت میں مزید ترقی کرنے کی توفیق دے۔

(ڈی ایم نوری کریسی)

❀☆❀☆❀

یہ جان کر انتہائی خوشی محسوس ہوئی کہ نوائے صوفیہ کی ڈائمنڈ جوبلی منائی جارہی ہے آپ تمام کو مبارک باد قبول ہو۔ نوائے صوفیہ نے قرآن وسنت اور فقہ الاحوط کی صحیح تشریح، سلسلہ ذہب اور بزرگان تصوف کے حالات زندگی اور تعلیمات کو عوام تک پہنچانے کے لیے صوفیانہ کردار ادا کیا۔ اس لئے نوائے صوفیہ ایک رسالہ نہیں بلکہ ایک تحریک بھی ہے۔ جس نے دنیا کے کونے کونے میں بکھرے ہوئے تصوف کے شیدائیوں اور بالخصوص نوربخشی برادری کو باہم قریب کرنے

اور ایک دوسرے کے حالات سے آگاہ کرنے کے لیے بھی اپنا فریضہ ادا کیا ہے۔ یہی رسالہ اتحاد بین المسلمین کے لیے ایک پلیٹ فارم بھی ہے۔ الحمدللہ راقم کو بھی اسی رسالے کی وساطت سے ''الکتاب'' کے عنوان سے قرآنی تعلیمات عوام و خواص تک پہنچانے کی سعادت حاصل رہی ہے۔ لہذا نوائے صوفیہ کے صد شمارے کی اشاعت کی تکمیل پر اس رسالے کے بانی جناب ڈاکٹر غازی محمد نعیم، مدیر اعلیٰ جناب علامہ محمد بشیر صاحب اور مخلص کارکنان جناب جی ایچ معروفی، جناب مولانا محمد انور وغیرہ اور تمام قارئین کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتا ہوں۔ نیز رسالے کی کارکردگی اور اشاعت کو مزید بہتر بنانے کے لیے علماء، دانشواروں اور تمام علم دوست احباب سے ادارے کے ساتھ تعاون کی اپیل کرتا ہوں۔

(مولوی عبدالحمید ڈپٹی ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر گنگچھے)

نوائے صوفیہ نے جہاں جہاں بلتستان کے عوام افراتفری کا شکار تھے اور لوگوں میں دینی شعور مدھم ہوتا جا رہا تھا وہاں اپنے انمول مضامین کے ذریعے ہم آہنگی پیدا کی ہے۔ اس پاک جریدے نے نہ صرف دنیائے نوربخشیہ میں ایک تبلیغی راہ اختیار کی ہے بلکہ باہمی روابط کو قائم کیا ہے۔ اور دین فطرت کو اپنانے کے لیے فکری وتحقیقی سوچ اجاگر کی ہے۔

ہماری دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس نوائے صوفیہ کو مزید ترقی عطا کرے۔ اور مدیر اعلیٰ علامہ محمد بشیر صاحب کو صحت یاب رکھے۔ آمین!

(محمد رضا حسن آبادی)

نوائے صوفیہ نہ صرف اہل تصوف کی تعلیمات اور معلومات پر مبنی سلسلے وار رسالہ ہے بلکہ نوربخشیہ صوفیہ مسلک سے متعلق اہل بلتستان اور دوسرے دور دراز علاقوں میں مقیم مسلمانوں کی آواز ہے۔ جو کم و بیش دس برس سے ملک کے مختلف حصوں پر پھیلے ہوئے افراد میں باہمی رابطے کا ایک موثر ذریعہ بھی ہے۔ یہ اب ہم سب کے لیے باعث اطمینان ومسرت بھی ہے کہ علامہ محمد بشیر اس رسالے کی اشاعت کے آغاز ہی سے اس کے مواد اور اشاعت کی براہ راست نگرانی اور رہنمائی فرما رہے ہیں۔ اور دوسری معلومات کے علاوہ رسالے کو مسلسل اپنی دینی اور علمی سرمائے سے مزین فرما رہے ہیں۔ رسالے میں قارئین کے علمی اور دینی مسائل پر مبنی سوالات کے تفصیلی جوابات فراہم کر کے ایک بہت بڑی دینی اور معاشرتی خدمت انجام دی جا رہی ہے۔ بلتستان، پاکستان اور بیرون ملک طلباء کی تعلیمی مصروفیات، استعداد اور کامیابیوں پر مشتمل معلومات بھی نوائے صوفیہ ہی کی مرہون منت ہے۔ رسالے کی اشاعت اور دور دراز علاقے تک اس کی رسائی نے طلبا میں لکھنے پڑھنے کے ذوق میں گراں قدر اضافہ کیا ہے اور رسالے نے بہت کم مدت میں بے شمار اہل قلم متعارف کرائے ہیں۔ خود میں نوائے صوفیہ کی وساطت سے ہی بلتستان کے گوشے گوشے میں ایک طالب علم کی حیثیت سے بخوبی متعارف ہوا۔ میں رسالے کی ترقی اور برکت کے لیے دعا گو ہوں۔ نوائے صوفیہ نے جس تسلسل اور یکسوئی کے ساتھ ترقی کے مراحل طے کیے اس میں علامہ محمد بشیر، ڈاکٹر غازی محمد نعیم اور جی ایچ معروفی کے علاوہ اس کے معاونین کی انتھک محنت اور لازوال ہمت کی داد دینی پڑتی ہے۔ ہماری دعا ہے کہ رسالہ مزید ترقی کر کے اپنے قارئین کے حلقے میں وسعت پیدا کرے تاکہ مواد اور معیار دونوں اعتبار سے دوسرے جرائد کے ہم پلہ کردار ادا کر سکے۔

(علی احمد قمر)

نوائے صوفیہ کے سویں ایڈیشن کی کامیاب اشاعت پر نوائے صوفیہ کی پوری ٹیم کو دل کی اتھاہ گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اور دعا گو ہوں کہ اللہ پاک اس عظیم جریدے کو صحیح معنوں میں پھلنے پھولنے اور نوربخشی تعلیمات کو دنیا کے کونے کونے تک پہنچانے کی توفیق وسعادت نصیب عطا فرمائے۔

(محمد خان شگری SSSH راولپنڈی)

میں نوائے صوفیہ کی ڈائمنڈ جوبلی پر جناب علامہ محمد بشیر صاحب منتظمین اور تمام تصوف کے پیروکاروں کو مبارک باد پیش کرتا

ہوں کہ ان کی محنت اور کوششوں سے یہ رسالہ ہمارے مذہب کی تعلیمات پھیلانے اور لوگوں کے مسائل حل کرنے میں بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔ میں اس موقع پر یہ پیغام دینا چاہتا ہوں کہ اس رسالے کے ذریعے ہمارے لوگوں کو علم کی اہمیت کا شعور دلایا جائے اور طالب علموں کے لیے جدید علوم کی تفصیلات بھی شائع کی جائیں۔

(قمر عباس شاہد)

❀ ☆ ✿ ☆ ❀

نوائے صوفیہ کا اپنا سواں شمارہ شائع کرنے پر ہم اہل تصوف اور نمائندگان نوائے صوفیہ کو دل کی گہرائیوں سے مبارک باد پیش کرتے ہیں اور رب کے حضور دعا کرتے ہیں کہ اللہ رب العزت ادارہ نوائے صوفیہ کو دن دگنی رات چوگنی ترقی کی طرف گامزن رکھے۔ آمین!

(شبیر حسین بلغاری)

❀ ☆ ✿ ☆ ❀

نوائے صوفیہ اتحاد بین المسلمین کا علمبردار ایک مذہبی جریدہ ہے اور ادارے کے تمام قلمکاروں، کارکنوں، نمائندوں اور قارئین کی انتھک کاوشوں سے روز بروز اسکی مقبولیت میں اضافہ ہونا کامیابی کی نشانی ہے لہذا اس پرمسرت موقع پر ان سب کو مبارک باد دیتا ہوں۔ اور دعا ہے کہ یہ جریدہ دن دگنی رات چوگنی ترقی کرتا ہوا اپنی منزل کی طرف رواں دواں رہے۔ آمین!

(نور علی بلغاری، سیکرٹری جنرل NYF اسلام آباد)

❀ ☆ ✿ ☆ ❀

ماہنامہ نوائے صوفیہ کے سلسلہ اشاعت کی سنچری پوری کرنے کے موقع پر آپ لوگوں نے اپنے نئے عزم اور اخلاص کا مظاہرہ کرتے ہوئے خصوصی شمارہ شائع کرنے کا پروگرام بنایا ہے۔ اس آگاہی سے مسرت بے کراں حاصل ہوئی۔ جملہ ارکان ڈائمنڈ جوبلی منائے جانے پر مبارک باد کے مستحق ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ آپ کی پوری ٹیم جناب معروفی صاحب، مولانا محمد انور صاحب اور دیگر تمام شرکاء ادارہ اور لکھاری حضرات کی معاونت سے بڑی خوش اسلوبی سے رسالہ اس مقام کو پہنچا ہے کہ آج سنچری پوری کرنے پر خصوصی نمبر شائع کرنے کا پروگرام ہے۔

ہماری خواہش ہے کہ ہر موقع پر خاص کر سلسلہ عالیہ صوفیہ نوربخشیہ کے جملہ اولیاء کے نام پر سلسلہ اشاعت کے خصوصی الگ الگ نمبر شائع ہوجائیں کہ ہر ہر نمبر ایک تحقیق و ریسرچ کے لیے گرانمایہ سرمایہ ثابت ہو۔ رسالہ بچوں کے خطوط کا رسالہ بن کے نہ رہے بلکہ ایک علمی ادبی اور تاریخی معیار پر انٹرنیشنل رسالہ ثابت ہو جسے ہر محقق کی ضرورت بننے کی سعادت حاصل ہوجائے۔

رسالے کے علمی وادبی ہونے کا اگرچہ وہ معیار سدا بہار نہ ہوسکا مگر پھر بھی اس ادارے کی گرانقدر خدمات فراموش نہیں کرسکیں گے۔ رسالہ اجتماعی تعاون وتوجہ کا محتاج ہے۔ رسالہ اپنی جگہ دنیائے نوربخش کا فیض بخش ہے، دنیائے معروف کا ھدان ہے، عالم انتشار کے لئے امن کی دعوت ہے، شریعت طریقت اور حقیقت کا حامی داعی ہے۔ اس کی علمی حیثیت چند ایسے نفوس کی کاوشوں کی مرہون منت ہے جن میں گرامی عظامی علامہ محمد بشیر صاحب، جملہ اراکین ادارہ اور لکھاری حضرات شامل ہیں جو ادبی اور تحقیقی منہاج پر چلتے ہیں ان کی نگارشات نئی نسل اور جدید سکالروں کے لئے معلومات وعلم افروزی کی راہ میں ممد ومعاون ہیں۔ تاہم اس حیثیت کی حفاظت اور اعلیٰ معیار کو قائم رکھنے کی طرف توجہ مبذول رکھنا وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔

ادارہ نوائے صوفیہ بہرصورت قابل دید اور قابل صد تعریف ادارہ ہے لیکن اس کا مشن تب زندہ رہ سکتا ہے کہ اس کا علمی وادبی اور تحقیقی معیار اور آفاقیت کو بحال رکھا جائے۔ اس وقت فرقہ واریت سے بڑھ کر عالمگیریت اور آفاقیت کے پرچار کی ضرورت ہے۔ ہماری چشم بند اور لب بند کھلنے کی ضرورت ہے۔ دلوں کو حسن ظن اور حسن علم و عمل سے روشن کرنے کی ضرورت ہے۔ رسالہ کو پڑھ کر ایسا تاثر پیدا نہ ہوجائے کہ یہ گروہی صرف گروہی اور محدود نظریاتی غار ہے۔ بلکہ اسلام دین معرفت ہے تمام اہل عرفان وتصوف نے اسی چیز کا تن من دھن سے دفاع کیا ہے۔ ہمیں ان کی تعلیمات اور ان کی سیرتوں کو عام کرنے

کی سخت احتیاج ہے۔ ان ضرورتوں کو پوری کرنے کے لئے ادارہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل بے لاگ اشاعتوں کا ذریعہ ہے۔ اس کی اہمیت دوچند ہوتی رہے گی۔ میں اور انجمن صوفیہ نوربخشیہ گلگت جملہ اراکین ادارہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کو مبارک باد پیش کرتے ہیں۔

(شکور علی انور حال گلگت)

❀☆❀☆❀

نوائے صوفیہ کو ڈائمنڈ جوبلی مبارک

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل (رجسٹرڈ) اسلام آباد صوفیہ نوربخشیہ کی تعلیمات کا ترجمان واحد رسالہ ہے۔ جو کئی نامساعد حالات کے باوجود بفضل خدا صوفیائے کرام کی آفاقی پیام امن و آشتی اور محبت رواداری پھیلاتے ہوئے اپنے دور شباب میں قدم رکھ چکا ہے۔

صوفیہ کرام کی تعلیمات، ان کے سادہ، معتدل اور سنت نبوی پر کاربند زندگی کی مثالیں عام کرنا یقیناً وقت کا اہم تقاضا ہے۔ مسلک نوربخشیہ ایک صوفی سلسلہ ہونے کے ساتھ ساتھ ایک مکمل فقہی مکتب فکر بھی ہے جو صوفیہ نوربخشیہ کے نام سے مشہور ہے۔ اس کی بنیاد ہی راہ اعتدال پر رکھی گئی ہے۔ ہم کسی بھی قسم کی تفرقہ بازی کو اپنی وسیع روح کے منافی تصور کرتے ہیں۔ ہر عمل اور سوچ میں نیک نیتی کو تصوف، عرفان ذات اور محبت الٰہی کو سلوک، خدمت انسانیت کو عبادت، جہد مسلسل کو ریاضت، اپنے نفس امارہ سے مقابلے کو جہاد، خودداری اور استغنا کو فقر اور تزکیہ نفس کو مدعائے مذہب سمجھتے ہیں۔ ہر کلمہ گو اور قبلہ رو کو مسلمان سمجھتے ہیں۔ انشاء اللہ نوائے صوفیہ اپنی ارتقائی منازل کے ساتھ ان تعلیمات و ترجیحات کو اپنی شناخت بنا کر امن عالم میں مثبت کردار ادا کرے گا۔ اللہ پاک اس رسالے کو ہمیشہ کے لیے نوائے حق و صداقت بلند کرتے رہنے اور ملت کی اخلاقی تربیت میں اہم کردار ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(ذاکر حسین ذاکر کراچی)

❀☆❀☆❀

نوائے صوفیہ کو ڈائمنڈ جوبلی مبارک

کوئی بھی چیز جتنی بھی اچھی ہوجائے۔ کتنے ہی ارتقائی مراحل طے کرے۔ اس میں بہتری کی گنجائش بہرحال رہتی ہے۔ ناتمام سے تمام کا سفر کبھی ختم نہیں ہوتا۔ ہر چیز اپنا وجود منوانے کی جدوجہد میں ہے۔ یہی جدوجہد کائنات کی ساری خوبصورتی کا باعث ہے۔ ایک پھول کتنی جدوجہد کے بعد مہکتا ہے۔ سحر کیسی اندھیری رات سے پھوٹتی ہے۔ کتنی گھٹن کے بعد بادل برستا ہے۔ شمع کس طرح اپنی آگ میں جل کر ماحول کو روشن کرتی ہے۔ یہ سب کیا ہے جدوجہد ہے۔ نوائے صوفیہ بھی جہد مسلسل کے ساتھ ترقی کی منازل طے کررہا ہے۔ جس پر ادارہ نوائے صوفیہ کی جتنی بھی تعریف کی جائے کم ہے۔ نمائندگان نوائے صوفیہ کو اپنی جدوجہد جاری رکھنی چاہئے۔

ہر جدوجہد کے آگے رکاوٹ آتی ہے۔ رکاوٹ کا یہ مطلب نہیں کہ ہم اپنی جدوجہد کو ترک کر دیں۔ بلکہ یہ تو ایک اشارہ ہے کہ رکاوٹ کے پار کوئی بہت اچھی چیز ہے۔ جسے پانے کے لیے اسے عبور کرنا ہوگا۔ جنہیں کچھ پانے کی لگن ہوتی ہے۔ رب کریم ان کے لیے راستے بھی کھول دیتا ہے۔ اگر کوئی معذور بن کر اپنی قسمت کو کوستا رہے تو ایسے میں کامیابی کیسے ہاتھ لگ سکتی ہے۔ کاتب تقدیر کبھی کسی سے ناانصافی نہیں کرتا۔ جو خود انصاف کی بات کرتا ہو اس کا ناانصافی کی توقع رکھنا گناہ ہوگا۔ جو جہد مسلسل سے کام لیتے ہیں۔ رب کریم ان کے لیے کامیابی کو مقدر بنا دیتے ہیں۔ بندہ حقیر کی یہی دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ نوائے صوفیہ کو مسلک حقہ کی کامیابی و کامرانی کے لیے جہد مسلسل کو جاری رکھنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین!

(شبیر حسین بلغاری)

❀☆❀☆❀

باقی صفحہ 29 پر

گاہے گاہے باز خواں

نشر و اشاعت وقت کی اہم ترین ضرورت

غلام حسن نوربخش

بزرگان نوربخشیہ اور تصنیف و تالیف:

سلسلہ ذھب کے بزرگوں نے تصنیف و تالیف کے شعبے کو بہت اہمیت دی ہے۔ جس کا عملی ثبوت ان کی تصانیف ہیں جو زمانہ کے علی الرغم اب بھی ہر جگہ دستیاب ہیں۔ ۹۳۰ھ سے ۹۵۸ھ کے درمیان کشمیر کے حکمران مرزا حیدر دوغلت نے نوربخشی کتابوں کو جلانے اور نوربخشی آثار ختم کرنے کی بھرپور کوشش کی تھی۔ لیکن اس کے تمام تر کوششوں کے باوجود نوربخشی بزرگوں خاص طور پر سید محمد نوربخش" کے اشعار اب بھی بالکل محفوظ ہیں۔ ان میں سے بہت کم اشعار شائع ہوئے ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ انہیں شائع کرنے کی سنجیدہ کوشش کی جائے۔ مرزا حیدر دوغلت کی سختی اور جبر و استبداد کا ردعمل یہ نکلنا چاہئے تھا کہ نوربخشی اہل علم و بزرگ کی تصانیف محفوظ رکھنے کے ساتھ ساتھ خود بھی کتابیں اور رسالے لکھتے۔ لیکن ایسا لگتا ہے کہ انہوں نے اول الذکر کام بخوبی انجام دیا۔ مگر دوسرے امر کی طرف انہوں نے کوئی توجہ نہ دی۔ چنانچہ آج ہم دیکھتے ہیں میر سید محمد نوربخش" کے بعد ملا محمد علی کشمیری نے تحفۃ الاحباب لکھی جسے نوربخشی سلسلے کے مستند ترین تاریخ قرار دیا جاسکتا ہے۔ پھر کوئی ایسی کتاب منظر عام پر نہ آئی گویا میر سید محمد نوربخش" کی وفات کے تقریباً اڑھائی برس کے طویل عرصے میں صرف اور صرف تحفۃ الاحباب منصہ شہود پر آئی ہے۔ اور اسکے بعد میر مختار اخیار کے زمانے میں دعوات الصوفیہ نوربخشیہ، درویشیہ، امامیہ، اور فقہ الاحوط کی شرح سراج الاسلام تصنیف ہوگئیں۔ تب سے چودھویں صدی کے تیسرے عشرے تک جو تقریباً سوا دو سال کا عرصہ بنتا ہے۔ کوئی کتاب تصنیف نہیں ہوسکی۔

دور جدید میں تصنیف کا عمل:

دور جدید سے میری مراد موجودہ صدی ہے۔ گذشتہ صفحات میں میں واضح کرچکا ہوں کہ تقریباً ساڑھے پانچ سو سال سے کوئی ایک معیاری کتاب تصنیف نہیں ہوئی۔

۱۹۴۸ میں نوربخشیوں کا گڑھ بلتستان آزاد ہوا۔ اگرچہ نوربخشیوں میں اس وقت بھی اچھے لکھنے والے موجود تھے۔ مگر ساڑھے پانچ سو سال کے جمود، ناموافق ماحول، طرح طرح کے قدغن نے انہیں اس طرف پیش قدمی کرنے کا حوصلہ نہیں دیا۔ لطف کی بات یہ ہے کہ اس دوران نوربخشیوں سے متعلق بلتستان کے شیعوں اور سنیوں کے درمیان زبردست قلمی جنگ ہوئی۔ جس میں برصغیر کے سنی اور شیعہ حضرات بھی کود پڑے۔ اس طرح نوربخشیوں کی حمایت اور مخالفت میں بہت کچھ لکھا اور چھاپا گیا۔ مگر نوربخشی لوگوں کو خود لکھنے اور چھاپنے کی توفیق نہیں ہوئی۔ اسی دوران غیر بعض نوربخشی عناصر نے نوربخشی کتب دخل اندازیاں بھی کیں اور قطع و برید اور ترمیم و اضافے کے ساتھ کتابیں بھی شائع کیں۔ چنانچہ انہی عناصر کے توڑ کے لیے غالباً ۱۹۶۳ء میں ایک کمیٹی کے قیام کا فیصلہ ہوا۔ اور اس کے عہدہ دار بھی مقرر ہوئے۔ اور یہ کمیٹی ابھی تک زندہ بھی ہے۔ مگر نہ تو اس عہدے داروں میں کوئی تبدیلی ہوئی۔ اور نہ اس نے کوئی کام کیا۔ تاہم اسی زمانے میں دینی مدارس میں زیر تعلیم طلباء کی تنظیم ندوہ اسلامیہ وجود میں آئی اور اس نے غیر معمولی مزاحمت کے علی الرغم تصنیف و تالیف کے میدان میں اب تک گراں قدر کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ اور اس ادارے کے بدولت نوربخشیوں کے گھروں میں نوربخشی لٹریچر کی کمی حد

تک موجودگی کا احساس ہوتا ہے۔

۹۰-۱۹۸۹ء کے دوران مرکزی انجمن نوربخشیہ نے تصنیف و تالیف اور تحقیق وتصحیح کے لیے ایک الگ شعبے کے قیام کا اعلان کیا اور نوربخشی علماء کے ایک منتخب گروہ کو اس کام پر لگانے کا فیصلہ ہوا۔ لیکن عبارات ذیل پڑھیے اور منہ پیٹ لیجیے کہ اس شعبے کا راقم السطور کو سیکرٹری مقرر کرنے کا اعلان ہوا۔ اس دن سے آج تک مجھے نہ تو کوئی تحریری اطلاع دی گئی نہ کوئی کام دیا گیا۔ تاہم یہ بڑی خوش آئند بات ہے کہ ندوۃ اسلامیہ اور انجمن محمدیہ اسلام آباد بھی کبھی کبھی نشر و اشاعت کتب میں ہم دلی کے ساتھ کوشاں ہیں۔ اور کئی ایک کتابیں شائع کر چکے ہیں۔ نیز راقم الحروف بھی اس دوران مصروف کار رہا ہے۔

کچھ اپنے بارے میں:

غالباً ۱۹۷۸ء کی بات ہے کہ موضع تھگسں میں یوم وصال نوربخش کے سلسلے میں جلسہ عام تھا۔ رات کو علماء اور زعماء نے مختلف امور پر غور وخوض کے بعد یہ طے پایا کہ کوئی شخص ترجمہ یا کتاب شائع کرنا چاہے تو شرعیہ نوربخشیہ کے علماء مسودہ پڑھ کر تصدیق کریں گے۔ اس طرح راقم کو کئی بار ان علماء کے ہاں چکر لگانا پڑا۔ لیکن کسی نے بھی مسودہ پڑھنے کی زحمت گوارا نہیں کی۔ کئی مہینوں کے بعد میں اپنا مسودہ بلا کسی تصدیق وتوثیق حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ تب سے میں نے فیصلہ کیا کہ کسی عالم دین یا سرکردہ کو سامنے مسودہ پیش نہیں کروں گا۔ اس ارادے کے بعد نہ کسی نے تصدیق وتوثیق کے لیے مسودے طلب کئے اور نہ کسی نے مشورہ ہی دیے۔ اب تک میں نے میر سید علی ہمدانی کی تصانیف، ذکریہ اور اس کا ترجمہ، عصبات اور سید محمد نوربخش کی کشف الحقائق اور اس کا ترجمہ، مکارم الاخلاق، کتاب تاریخ بلتستان، جبکہ میر سید علی ہمدانی کی تصنیف ہمدانیہ، عقبات، درویشیہ، تلقینیہ، مرات التائبین، سیر الطالبین اور میر سید محمد نوربخش کی انسان نامہ شائع کی ہیں۔

پس چہ باید کرد:

مسلک نوربخشیہ کی بقا واستحکام اور ترقی ونفوذ اسی میں ہے۔ جس مقدس مشن کو ہمارے بزرگوں نے جاری کیا ہے اور وقت کی جس ضرورت کا بروقت ادراک کرتے ہوئے عوام خواص کی رہنمائی فرمائی ہے۔ اسے آگے بڑھایا جائے۔ اور تصنیف وتالیف کے عمل کو "سنجیدگی" سے لیا جائے۔ ذیل میں چند تجاویز پیش کی جا رہی ہیں۔

(۱) نوربخشیوں میں اچھے لکھنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ لیکن اچھے لکھنے والے بہتر ترجمہ کرنے والے کی حوصلہ افزائی نہ ہونے' اپنے تخلیقی کام

گوشوارہ کتب بزرگانِ نوربخشیہ

نمبر شمار	نام بزرگ	کل تعداد تصنیف	جنہیں راقم حاصل کرسکا	جن کا حصول ممکن ہے
۱۔	شیخ ابونجیب سہروردی	۸		۶
۲۔	شیخ نجم الدین کبریٰ	۱۶	۳	۱۰
۳۔	عبدالرحمٰن اسفرائنی	۱۵۰	۷	۵۲
۴۔	علاؤالدولہ سمنانی	۶۸	۳	۶۳
۵۔	میر سید علی ہمدانی	۱۷۰	۲۷	۳۲
۶۔	سید محمد نوربخش	۴۸	۲۲	۵
۷۔	شیخ احمد غزالی	۱۲	۳	۸
۸۔	شیخ دانیال شہید	۱	-	ناممکن الحصول
۹۔	نجم الدین الثاقب	۳	۱	۲

کے دوران بے جا تنقید اور حوصلہ شکن ماحول کی وجہ سے تھک ہار کر بیٹھ جاتے ہیں۔ اور آہستہ آہستہ گوشہ گمنامی میں چلے جاتے ہیں۔ اور قوم ایسے باصلاحیت افراد کی تخلیقات سے محروم رہ جاتی ہے۔ انہیں ایک پلیٹ فارم پر جمع کیا جائے۔ شعبہ تصنیف و تالیف کا ایک بورڈ تشکیل دیا جائے۔ جس کی سربراہی اور عہدے ایسے افراد کو سونپ دیے جائیں جو کام کرنے والے اور باصلاحیت ہوں۔ محض "بڑے" ہونے یا بارسوخ ہونے کی بنا پر کسی کو نہ عہدے دیے جائیں۔ اور نہ ہی سربراہی دی جائے۔ اس بورڈ کو اخراجات کے لیے مرکزی انجمن نوربخشیہ فنڈ مہیا کرے۔

(۲) بزرگوں کی کتابوں کو اردو اور انگریزی زبانوں میں ترجمہ کرنے اور انہیں شائع کرنے کا بندوبست ہونا چاہیے۔ بہتر تو یہ ہے کہ مترجم حضرات سے ٹرسٹ نقد ادائیگی کر کے مسودے خرید لے۔ یا مترجم خود اسے شائع کرے۔ اور کتاب کی مقررہ جلدیں ٹرسٹ خرید لے۔ اور انہیں فروخت کرنے کا انتظام کرے۔ اس طرح مترجم یا مؤلف کا وقت، سرمایہ، اور محنت بچ جاتی ہے۔ موجودہ صورتحال یہ ہے کہ کم از کم متعلقہ کتاب اور نسخوں کا حصول، پھر ان کی تحریر و تصحیح، پھر ترجمہ، پھر کتابت، پھر پروف ریڈنگ، پھر اشاعت اور پھر فروخت پر بہت سا وقت اور پیسا خرچ کرنا پڑتا ہے۔ مختلف اداروں کے بار بار چکر لگانے کے بعد کتاب کی فروخت اور مسئلہ بن جاتی ہے۔ اور یک مشت ایک بڑی رقم خرچ کرنے اور اپنی تمام تر توانائیاں صرف کرنے کے بعد زبردست مالی نقصان اٹھانا اور ذہنی پریشانی کا شکار ہونا پڑتا ہے۔

(۳) ہماری مرکزی انجمن سمیت تمام انجمنوں اور تنظیموں کے اغراض و مقاصد میں نشر و اشاعت کی شق موجود ہے۔ مگر عملاً اس پر کبھی عملدرآمد نہیں ہوا۔ ندوۂ اسلامیہ نوربخشیہ نے اس ضمن میں مثبت اقدامات کے اور کئی کتابیں شائع کی ہیں۔ اب "نوائے صوفیہ" کے عنوان سے ادارہ نوائے صوفیہ قابل خدمات سرانجام دے رہا ہے۔

(۴) ہمارے عوام بالکل سیدھے سادے ہیں۔ چنانچہ بعض شاطر قسم کے مصنفین مختلف اداروں کے نام استعمال کرنے کی کوشش کرتے

ہیں۔ البتہ جو آدمی یا سکالر اچھی کارکردگی دکھائے اس کی حوصلہ افزائی ہونی چاہیے اور جو ادارہ نشر و اشاعت کے میدان میں اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کرے اس کی مالی امداد ہونی چاہیے۔ اور تصنیف و تالیف کے عمل سے وابستہ اہل علم کے ساتھ بھرپور تعاون ہونا چاہیے۔

(حوالہ: نوائے صوفیہ، شمارہ نمبر ۷)

بقیہ شاہ ہمدانؒ اور بلتستان

Rawalpindi; Edition 19877. "Dhakheerat Al Malook" or " Zakheeratul Malook" By Ameer Kabbir Mir Sayyid Ali Hamdani, Page#29, Chapter#3, Urdu Translation by Saddruddin Aazamayee Al-Mujaddadi, Madni Publishers, Rawalpindi; Edition.

8."Dhaadul Jinan" or "Zaadul Jinan" page # 246 written by Allama Akhon Sultan Ali Balghari, an unpublished hand-written manuscript of 12th Century A.H.

9."Dhaadul Jinan" or "Zaadul Jinan" page # 246 written by Allama Akhon Sultan Ali Balghari, an unpublished hand-written manuscript of 12th Century A.H.

10."Dhaadul Jinan" or "Zaadul Jinan" page # 246 written by Allama Akhon Sultan Ali Balghari, an unpublished hand-written manuscript of 12th Century A.H. and further in "Nur Al-Maumineen", Page # 444, compiled by Akhon Hamza Ali.

افکار نو کے پرچم

نوجوان نسل کی بے راہ روی

ذوالفقار علی نور، ایف سی کالج یونیورسٹی لاہور

نوجوان کسی کی بھی ملک کا قیمتی اثاثہ ہوتا ہے کیونکہ مستقبل میں انہی نوجوانوں کو ملک کی باگ ڈور سنبھالنا ہوتی ہے۔ نوجوان ملک وملت کی تعمیر وترقی میں ایک ستون کی حیثیت رکھتا ہے اس کے کندھوں پر کسی قوم کا تمام تر بوجھ ہوا کرتا ہے اور تمام ذمہ داریوں کو احسن طریقے سے نبھا کر ہی وہ دنیا اور آخرت میں سرخرو ہو سکتا ہے۔ لیکن بڑے افسوس اور کرب کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ ہماری نوجوان نسل ان ذمہ داریوں کے بوجھ کو اٹھانے سے بالکل قاصر ہے کیونکہ وہ ایک جگہ اکٹھے ہو کر دین و مذہب کے موضوع کو اپنے قریب آنے بھی نہیں دیتے، جبکہ دنیا جہاں کے فحش اور بے حیائی کے موضوعات لے کر بیٹھ جاتے ہیں۔ یہاں پر میں ایک بات آئینہ کر دوں گو کہ میرا مقصد تنقید برائے تنقید نہیں بلکہ تنقید برائے اصلاح ہے۔

ہماری اس نوجوان نسل کو بگاڑنے میں سب سے بڑا محرک وہ الیکٹرانک میڈیا ہے جس میں ٹی وی، انٹرنیٹ وغیرہ شامل ہیں۔ اگر ہم ٹی۔ وی کی مثال لیں تو اس سے ایسے ایسے پروگرامز نشر کیے جاتے ہیں۔ جو اخلاقیات سے گرے ہوئے ہوتے ہیں اور جن کو دیکھ کر نوجوانوں کا ایمان متزلزل ہوتا ہے۔ ایسے پروگرامز کو دیکھ کر رفتہ رفتہ انسان کے اخلاق و کردار میں تبدیلی آتی جاتی ہے اور چونکہ ٹی۔ وی کا استعمال آج کے دور میں زیادہ تر لہو و لعب، فواحش و منکرات اور بے دینی کے لئے ہوتا ہے اس لئے اس نے انسانی معاشرے پر بہت بڑے پیمانے پر تباہ کن اثرات مرتب کیے ہیں۔

آپ ذرا ٹھنڈے دماغ سے غور فرمائیں کہ کیا اسلام مسلمانوں سے اس قسم کے طرز زندگی کا مطالبہ کرتا ہے؟ جس طرح کی زندگی ان تفریحات سے متاثر ہو کر گزاری جا رہی ہے۔ کیا ہم ان تفریحات سے ڈسے ہوئے نوجوانوں سے وہ توقعات وابستہ کر سکتے ہیں جن کی آج ہمارے مذہب بلکہ عالم اسلام کو ضرورت ہے۔ ہمیں چاہیے کہ اپنی نوجوان نسل کو برائیوں سے پاک رکھنے کے لئے صحیح معنوں میں انہیں زیور علم سے آراستہ کریں، انہیں قرآن پاک، دعوات صوفیہ نور بخشیہ اور فقہ کا درس دیں۔ ہمارے یہاں یہ روایت رہی ہے کہ لوگ اپنے بچوں بچیوں کو مروجہ تعلیم تو دیتے ہیں لیکن دینی تعلیمات کی طرف مائل کرنے کی خاطر خواہ کوشش نہیں کرتے۔ نتیجہ صاف ظاہر ہے کہ ہمارے نوجوان دین و مذہب کے معاملات میں بہت پیچھے رہ جاتے ہیں۔

ہماری نوجوان نسل کی بے راہ روی کی ایک اور وجہ مغربی تہذیب کی اندھی تقلید ہے۔ ہمارے معاشرے میں مغربی تہذیب بہت تیزی سے پروان چڑھ رہی ہے۔ بقول شاعر

سر تسلیم خم ہے ہر نئے فیشن پہ کیوں تیرا
کہاں جاتی رہی مسلم وہ تیری وضع خوداری؟

مغربی تہذیب چاہتی ہے کہ ہمارے نوجوانوں کو اخلاقی اور مذہبی طور پر بالکل لاغر اور کمزور کر دے۔ وہ ہمارے نوجوان نسل کو دین و مذہب سے بالکل الگ تھلگ کرنا چاہتی ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم مغربی تہذیب کی تقلید سے دور رہیں یہ ہمارے جڑوں کو کھوکھلا کرنے کی سوچی سمجھی سازش ہے۔ ہم سب کو علامہ اقبالؒ اس شعر پر عمل پیرا کرنا ہوگا۔

اٹھا کر پھینک دو باہر گلی میں
نئی تہذیب کے انڈے ہیں گندے

باقی صفحہ نمبر 29 پر

افکار نو کے پرچم

سی ایس ایس کے بارے میں معلومات

قطب الدین فیض بخش ہاسٹل گلشن اقبال کراچی

نوربخشی طالب علموں کی رہنمائی کے لئے ایک مختصر مضمون لکھ رہا ہوں۔ سی ایس ایس میں جو مشکلات درپیش ہوتی ہیں اس میں ان مسائل کو دور کرنے کی حتی الامکان کوشش کی گئی ہے۔ تا کہ تفصیلات سے آگاہی حاصل ہو۔

امیدوار

سٹوڈنٹ کے بجائے امیدوار کی اصطلاح استعمال کی جاتی ہے۔

اہلیت

امتحان دینے کی بنیادی اہلیت بی۔اے، بی ایس سی یا اس کے مساوی ڈگری ہے جو کہ پاکستان کی کسی منظور شدہ یونیورسٹی سے حاصل کی ہو۔

عمر کی حد: سی ایس ایس امتحان کے لئے عمر کی حد 21 سال سے 28 ہے۔ گورنمنٹ ملازمین، شیڈولڈ کاسٹ اور ترقی پذیر علاقوں کے رہائشی امیدواران کے لیے عمر میں رعایت ہوتی ہے۔

قومیت

امیدوار کے لئے پاکستانی شناخت یا شہریت کا حامل ہونا لازمی ہے۔

امتحان کے مواقع

ایک امیدوار تین بار سی ایس ایس کے امتحان میں شرکت کر سکتا ہے۔

رجسٹریشن کا طریقہ کار

فیڈرل پبلک سروس کمیشن امتحانی شیڈول کی معروف اخبارات کے تشہیر کرتا ہے۔

امتحان کی تاریخ اور رجسٹریشن کا طریقہ کار بھی ساتھ ہی درج ہوتا ہے۔ سی ایس ایس کے امتحان کے لئے درخواست فارم FPSC کے دفتر سے حاصل ہوگا۔

ای میل

css@fpse.gov.pk

ویب سائٹ

www.fpsc.gov.pk

اسکیل

بی پی ایس (BPS) 17 ہوتا ہے۔

سلیکشن کے مراحل

مقابلہ کا امتحان درج ذیل مراحل میں مکمل ہوتا ہے۔

۱۔ تحریری امتحان	1200 نمبر
۲۔ طبی معائنہ	
۳۔ نفسیاتی معائنہ	
۴۔ انٹرویوز	300 نمبر

تحریری امتحان کے لیے مضامین کا انتخاب

لازمی مضامین درج ذیل ہیں۔

۱۔ انگلش مضمون نویسی	100 نمبر

۲۔ انگلش (اختصارنویسی + کمپوزیشن) 100 نمبر

۳۔ جنرل نالج 100 نمبر

۴۔ روزمرہ سائنس 100 نمبر

۵۔ حالات حاضرہ 100 نمبر

۶۔ پاکستان افیئرز 100 نمبر

۷۔ اسلامیات 100 نمبر

۸۔ اختیاری مضامین 100 نمبر

امیدوار نے کل 600 نمبر کے اختیاری مضامین منتخب کرنے ہوتے ہیں۔ اختیاری مضامین کی گروپنگ درج ذیل ہے۔

گروپ نمبر۱۔

۱۔ اکاؤنٹنگ اینڈ آڈیٹنگ 100 نمبر

۲۔ اکنامکس 100 نمبر

۳۔ بزنس اینڈ ایڈمنسٹریشن 100 نمبر

۴۔ پبلک ایڈمنسٹریشن 100 نمبر

اُصول نمبر ۱۔ اس گروپ میں سے کوئی سے 200 نمبر کے مضامین سے زیادہ منتخب نہیں کیے جاسکتے۔ نیز بزنس ایڈمنسٹریشن کو پبلک ایڈمنسٹریشن کیساتھ نہیں لیا جاسکتا۔

گروپ نمبر۲۔

۱۔ سیاسیات 200 نمبر

۲۔ زراعت 200 نمبر

۳۔ جنگلات 200 نمبر

۴۔ سوشیالوجی 200 نمبر

۵۔ صحافت 200 نمبر

گروپ نمبر۳۔

۱۔ پیور میتھ میٹکس 200 نمبر

۲۔ اپلائیڈ میتھ میٹکس 200 نمبر

۳۔ کمپیوٹر سائنس 200 نمبر

۴۔ شماریات 200 نمبر

اُصول نمبر۲۔ کل 200 نمبر سے زیادہ منتخب نہیں کیے جاسکتے۔

گروپ نمبر۴۔

۱۔ فزکس 200 نمبر

۲۔ بیالوجی 200 نمبر

۳۔ جغرافیہ 200 نمبر

۴۔ کیمسٹری 200 نمبر

۵۔ بوٹنی 200 نمبر

۶۔ زوالوجی 200 نمبر

اُصول نمبر۳۔

کل 200 نمبر کے مضامین منتخب کرتے ہیں۔

گروپ نمبر۵۔

اسلامی تاریخ اور ثقافت 200 نمبر

۲۔ پاکستان اور بھارت کی تاریخ 200 نمبر

۳۔ تاریخ برطانیہ 200 نمبر

۴۔ یورپین تاریخ 200 نمبر

۵۔ یوایس اے (USA) کی تاریخ 200 نمبر

اصول نمبر ۴۔ کل 200 نمبروں سے زیادہ کا انتخاب نہیں کیا جاسکتا۔

گروپ نمبر۶۔

۱۔ قانون 200 نمبر

۲۔ دستوری قانون 200 نمبر

۳۔ کاروباری قانون 200 نمبر

۴۔ مسلم لاء اور اصول قانون 200 نمبر

۵۔ قانون بین الاقوام 200 نمبر

اُصول نمبر ۵۔ کل 200 نمبر کے مضامین سے زیادہ انتخاب نہیں

کئے جاسکتے۔ بین الاقوامی (I.R) قانون کو بین الاقوامی تعلقات کے ساتھ نو منتخب نہیں کیا جاسکتا۔

گروپ نمبر ۷۔

۱۔ فلسفہ	200 نمبر
۲۔ علم نفسیات بشمول تجرباتی نفسیات	200

نمبرا اصول نمبر ۶۔ کل 200 نمبروں کے مضامین سے زیادہ منتخب نہیں کئے جاسکتے۔

گروپ نمبر ۸۔

۱۔ سندھی	100 نمبر
۲۔ پنجابی	100 نمبر
۳۔ پشتو	100 نمبر
۴۔ بلوچی	100 نمبر

اصول نمبر ۷۔ چاروں زبانوں میں سے کسی ایک کو منتخب کیا جا سکتا ہے۔

گروپ نمبر ۹۔

۱۔ انگریزی ادب	200 نمبر
۲۔ اردو	200 نمبر
۳۔ فارسی	200 نمبر
۴۔ عربی	200 نمبر

شعبہ جات

شعبہ جات جس میں امیدوار کی تقرری (Allocation) ہو سکتی ہے۔

1. Polic Service of Pakistan.
2. Foreign Service of Pakistan.
3. Income tax Group.
4. Commerce and Trade Group.
5. Railways Group.
6. District ManagementGroup.
7. Customs and Excise Group.
8. Pakistan Audit and Account Service.
9. Postal Group.
10. Information Group.

امتحانی سینٹرز

اسلام آباد، راولپنڈی، لاہور، کراچی، پشاور، کوئٹہ، ملتان، فیصل آباد، گجرانوالہ، سرگودھا، حیدر آباد، سکھر، ایبٹ آباد، ڈی آئی خان، مظفر آباد، گلگت، اسکردو۔

اہم نوٹ

جن طلباء کا CSS امتحان دینے کا ارادہ ہو وہ یہ خیال رکھے کہ بی اے، بی ایس سی، بی کام، میں کونسے مضمون کا انتخاب کرتا ہے۔ طلباء کو چاہیے کہ وہ ایسے مضمون کا انتخاب کریں جو CSS کے سلیبس میں شامل ہو۔ اور ایسے مضمون کا انتخاب کریں جس میں زیادہ سے زیادہ نمبر حاصل کر سکے۔

❀☆✿☆❀

بقیہ قارئین کے خطوط

❀ اللہ کے کرم کی بارش آپ سب پر برستی رہے۔ اپنے ذہن کی ایک کوشش نذر کی ہے۔ اشاعت کے قابل ہو تو حوصلہ افزائی فرمائیں۔ تمام قارئین میرے لئے دعا کرتے رہیں۔ صوفی یونس غریب چنگ کو بہت سلام۔ (اقبال حسین لاہور)

❀ میں تمام کارکنان اور NYF کے نوجوانوں کو سلام پیش کرتا ہوں جنھوں نے دن رات ایک کر کے اپنے دین کی تعلیمات و احکامات کو پورے عالم اسلام میں پھیلایا۔ حضرت امام باقرؑ کا قول ہے: ''عالم کا اپنے علم سے فائدہ اٹھانا ستر ہزار عابدوں کی عبادت سے افضل ہے۔'' (محمد اکرم شر گوکھر کوی)

❀☆✿☆❀

صدائے عفت

سیرت زینبؑ ہمارے لئے مشعل راہ

جمیلہ ابدالی لیڈی ٹیچر P/S گلاب پور

حضرت زینبؑ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نواسی اور حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ کی بہن تھیں۔ علیؑ اور فاطمہؑ کی بیٹی تھیں۔ مسلمان خواتین میں حضرت فاطمہؑ کی شخصیت ایک منفرد اور تاریخ ساز حیثیت رکھتی ہے۔ آپؑ نے حضرت امام حسینؑ کی شہادت کے موقع پر جو کردار ادا کیا اور بہن کی حیثیت سے جس جرأت کیساتھ ذمہ داریاں نبھائیں وہ بے مثال ہیں۔ اسی لئے تاریخ میں ان کا نام سنہری حروف سے لکھا جاتا ہے۔ جو رہتی دنیا تک روشن رہے گا۔

حضرت زینبؑ سن ۵ ہجری میں پیدا ہوئیں۔ ابھی بمشکل پانچ چھ برس ہی کی تھی کہ والدہ ماجدہ، حضرت فاطمہ الزہراؑ کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔ آپ نے اس صدمے کے بعد سنجیدگی کو اپنی ذات کا حصہ بنا لیا۔ والدہ ماجدہ کی وفات کے بعد اپنے بہن بھائیوں کی دیکھ بھال میں اپنی والد ماجد حضرت علیؑ کی معاون بن گئیں۔ آپؑ کی شادی حضرت جعفر طیارؓ کے صاجزادے حضرت عبداللہ سے ہوئی۔ آپؑ شادی کے بعد بھی حضرت علیؑ کے پاس کوفے میں مقیم رہیں۔ تاکہ چھوٹے بہن بھائیوں کی پرورش میں ان کا ہاتھ بٹائیں اور والد محترم کی خدمت کر سکیں۔

حضرت علیؑ کی شہادت کے بعد آپ مدینہ منورہ تشریف لے آئیں۔ حضرت زینبؑ اپنے والد ماجد حضرت علیؑ سے بہت متاثر تھیں۔ انھوں نے حضرت علیؑ سے دلیری اور حق گوئی کی صفات حاصل کیں۔ قدرت نے انہیں انصاف اور بے باک جرأت کی گراں قدر خوبیاں ورثے میں عطا فرمائی تھیں۔ انھیں قرآن وحدیث پر عبور حاصل تھا۔ خواتین دور دور سے علم حاصل کرنے آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوتیں۔ آپؑ انہیں دینی مسائل سے آگاہ کرتیں اسی علمی مرتبہ کی وجہ سے عقیلہ بنی ہاشم کا لقب ملا۔ حضرت امام حسینؑ نے جب دیکھا کہ حاکم وقت دین کے اصولوں سے ہٹ گیا ہے۔ اور اپنی ذاتی بادشاہت قائم کرنا چاہتا ہے۔ تو آپؑ نے اسلام کے تحفظ اور دین حق کے استحکام کے لیے کربلا کا سفر اختیار کیا۔ حضرت زینبؑ جانتی تھیں کہ یہ راستہ کس قدر پُر خطر ہے لیکن انھوں نے اپنے بھائی کو تنہا چھوڑنا گوارا نہ کیا۔ آپؑ اپنے شوہر حضرت عبداللہ سے اجازت لیکر نہ صرف خود حضرت امام حسینؑ کے ساتھ روانہ ہوئیں بلکہ اپنے جگر گوشوں حضرت عونؑ اور محمدؑ کو بھی ہمراہ لے لیا۔ یہ دونوں صاجزادے اللہ کی راہ میں اپنے عظیم ماموں سے وفاداری کا حق ادا کرتے ہوئے شہادت کے مرتبہ پر سرفراز ہوئے۔ حضرت زینبؑ کی یہ قربانی بھی تاریخ کا ایک سنہرا باب ہے۔ انھوں نے ثابت کردیا کہ راہ حق میں آگے بڑھنے والے قدموں کا ساتھ دینا دین کا اہم فریضہ ہے۔ سانحہ کربلا میں جب حضرت امام عالی مقامؑ اور ان کے جانثار ساتھی شہید ہوگئے تو پس ماندہ خواتین اور بچیوں کے لیے غم واندوہ کی تاریکی چھا گئی۔ مایوسی کے ان لمحات میں حضرت زینبؑ ہی ان کا سہارا بنیں۔ انھوں نے اس وقت کمال صبر واستقامت سے کام لیا۔ اس لئے لٹے قافلے کی سالار کی حیثیت سے آپؑ نے بے مثال قائدانہ صلاحیتوں کا اظہار کیا۔ کربلا کے غم زدوں کا یہ قافلہ جب یزید کے دربار میں پہنچا تو حضرت زینبؑ نے یزید کے سامنے جو تقریر فرمائی وہ آپؑ کی جرأت، بے باکی، دانائی اور تدبر کی اعلیٰ مثال ہے۔ یہ پُر جوش الفاظ مضبوط دلائل اور پُر وقار انداز کا اعلیٰ نمونہ ہے جو تاریخ کے اوراق میں محفوظ ہیں۔ یہ وقت وہ تھا جب ان کا دل اپنے

بھائی کی شہادت اپنے پیارے بچوں عونؑ ومحمدؑ کی جدائی اور خاندان نبوت کی تباہی کے صدمے سے چور چور تھا۔ بے بسی کا عالم تھا۔ چاروں طرف دشمنوں کا گھیرا تھا۔ انھیں یہ بھی علم تھا کہ یہ سنگدل لوگ ان کے یتیم بچوں کے ساتھ کیا سلوک کریں گے۔ ایسے نازک اور پُر خطر وقت میں ثابت قدمی کا ثبوت دینا اور جابر حاکم کے سامنے کلمۂ حق کہنا کوئی آسان بات نہ تھی۔ مگر حضرت زینبؑ نے ثابت کردیا کہ مؤمن مرد ہو یا عورت اُسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوتا اور اس کی زبان سے کلمۂ حق کے سوا کچھ نہ نکل سکتا۔ جابر حاکم کے روبرو یہ کہنا کتنا مشکل ہے کہ ''اللہ کی قسم میں اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرتی اور اللہ کے سوا کسی سے شکوہ نہیں کرتی مگر ہمارے خاندان کے قتل سے بے حیائی کا جو دھبا تو نے اپنے دامن پر لگایا ہیں وہ قیامت تک مٹ نہ سکے گا۔''

حضرت زینبؑ کا اعلان تھا کہ ظالم کے ظلم کی پردہ پوشی کرنا بھی ظلم کے ساتھ دینے کے مترادف ہے۔ ایک موقع پر جب کوفہ کے لوگ خاندان رسالت مآبؐ کی غریب الوطنی پر آنسو بہا رہے تھے تو حضرت زینبؑ نے فرمایا ''اے کوفہ والو! تم سب ہمیشہ روتے رہنا تم نے اپنے وعدوں کو توڑ ڈالا۔ قسمیں کھا کر پلٹ جانے والو! ہزار خطوط لکھ کے میرے بھائی کو شہید کیا گیا خاندان رسالت کو اسیر کر کے لائے۔ پھر تم لوگ ماتم کرتے ہو۔ تم نے اپنی عاقبت خراب کرلی ہے۔ اب اللہ کے غضب سے ڈرو اور اس کے عذاب کے لیے تیار رہو کوفو شامیو! تم نے وہ کام کیا ہے جس کے سبب قریب ہے کہ آسمان پھٹ پڑے، زمین شق ہوجائے اور پہاڑ ریزہ ریزہ ہو جائے۔ دین اسلام کی راہ میں بڑی سے بڑی مشکل کو کس حوصلہ اور پختہ عزم کے ساتھ برداشت کیا جاسکتا ہے۔ اس کا بہترین نمونہ حضرت زینبؑ نے پیش کیا جو مسلمان خواتین کے لیے ایک روشن مینار کی حیثیت رکھتا ہے۔ آج کل کی خواتین کو حضرت زینبؑ کے نقش قدم پر چلنے کی ضرورت ہے۔ آج کا دور ایسا آیا ہے کہ خواتین کے سروں پر چادر نظر نہیں آتی۔ بے حیائی کا عالم ہے۔ لہٰذا ایسے گناہوں سے دور رہ کر ہم اپنی آخرت کی زندگی سنوار سکتے ہیں۔ صرف کالی چادر پہننے سے ہم زینبی نہیں بنتے ہمیں حضرت زینبؑ کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل کرنا ہوگا اپنے بچوں کو تعلیم دینا ہوگی۔ ماں کی گود پہلا مدرسہ ہے۔ ہمیں اپنی گود سے ہی بچوں کو تعلیم سے آراستہ کرنے کی ضرورت ہے آخر میں اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اے اللہ ہمیں زبانی دعوٰی کی بجائے حضرت زینبؑ کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرما۔ آمین!

❁☆✿☆❁

حضرت علی علیہ السلام کے اقوال

❁ جب میں خدا سے بات کرنا چاہتا ہوں تو میں نماز پڑھتا ہوں اور جب چاہوں کہ خدا مجھ سے بات کرے تو میں قرآن کی تلاوت کرتا ہوں۔

❁ جو غور و فکر کرتا ہے وہ حقیقت کو پالیتا ہے۔

❁ بہترین بخشش وہ ہے جو سوال سے قبل کی جائے۔ (مہدی فیروز)

❁ جو اللہ تعالیٰ کے واسطے جھکتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو بلند کرتا ہے۔

❁ جس نے علم کا راستہ اختیار کیا اس نے جنت کا راستہ اختیار کیا۔

❁ تم جس سے علم سیکھتے ہو اس کا احترام کرو۔

❁ باپ کا سب سے بہترین عطیہ اپنے اولاد کے لئے اچھی تعلیم ہے۔

(مہدی فیروز غور سے رابعہ)

❁☆✿☆❁

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مؤمن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کارکشا کارساز

صدائے عفت

عورت کی عفت کی حفاظت

معلمہ کلثوم بی گمبہ بلترو تھلے

قرآن کریم میں خداوند عالم کا ارشاد ہے۔

یا ایُّھا النَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِکَ وَ بَنٰتِکَ وَ نِسَاءِ الْمُؤْمِنِیْنَ یُدْنِیْنَ عَلَیْھِنَّ مِنْ جَلَابِیْبِھِنَّ ط ذٰلِکَ اَدْنٰی اَنْ یُّعْرَفْنَ فَلَا یُؤْذَیْنَ ط وَ کَانَ اللّٰہُ غَفُوْرًا رَّحِیْمًا ○ (پارہ نمبر ۲۲۔ سورہ الاحزاب آیات نمبر ۵۹)

ترجمہ:

''اے نبی! اپنی بیویوں اور صاحبزادیوں اور مسلمانوں کی تمام عورتوں سے فرما دیجیے کہ اپنی چادروں (پردے) کا ایک حصہ اپنے منہ پر ڈالے رہیں۔ یہ اس لیے ہے کہ پہچان ہو تو ستائی نہ جائیں اور اللہ بخشنے والا مہربان پروردگار ہے۔''

یعنی اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبیؐ سے فرمایا: کہ اے نبیؐ آپ تمام مومنہ عورتوں کو اپنے حجاب کی حفاظت اور پردے میں رہنے کا حکم دیں۔

معلوم ہوا کہ قرآن مجید میں پردہ کا حکم بہت اہم ہے۔

حضرت امام سجادؑ کے داماد یا بہنوئی جب بھی آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آپؑ اپنی چادر ان کے لیے بچھاتے اور جب وہ بیٹھ جاتے تو آپؑ فرماتے! آفرین ہے اس شخص کے لیے جس نے اپنے خاندان کی کفالت کی اور عفت کی حفاظت کی ذمہ داری لی۔

پیغمبر اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا:

''عورتوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا خوف کرو۔ اس طبقہ کو تمہاری رہنمائی اور تمہارے تحفظ کی ضرورت ہے۔ عورتیں اللہ تعالیٰ کی امانت ہیں۔ جن کو تم نے اپنے لئے حلال کیا ہے اگر تم ان میں سمجھ بوجھ اور قوت تحمل کی کمی محسوس کرو تو خاموشی اور بردباری سے کام لے کر درگزر کرو اور سلامتی کے ماحول میں ان کی عفت کی حفاظت کرو۔

حضرت علیؑ کا ارشاد ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے ہم سے سوال کیا عورت کے لیے بہترین چیز کیا ہے؟ کسی نے بھی اس سوال کا جواب نہیں دیا۔ میں نے اس واقعہ کا ذکر حضرت زہرا سلام اللہ علیہا سے کیا۔ فاطمہ نے کہا کہ عورت کے لیے اس سے بہتر کوئی چیز نہیں کہ غیر محرموں کے ساتھ ناجائز ربط ضبط قائم نہ کرے میں نے یہ جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا۔ آپؐ نے فرمایا فاطمہؑ نے درست فرمایا ہے۔ فاطمہؑ میرے جگر کا ٹکڑا ہے۔''

دوسری حدیث میں آیا ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے اپنے اصحابؓ سے دریافت فرمایا ''کہ عورت کس وقت اپنے رب کے نزدیک ہوتی ہے؟'' یہ سوال حضرت زہرا علیہ السلام کے کانوں تک پہنچا تو انہوں نے ارشاد فرمایا ''اس وقت جب وہ تنگی اور غصے میں بھی اپنے حجاب (پردہ) اور عفت کی حفاظت کر رہی ہو۔''

عورت ایک گڑیا کی مانند ہے جس شخص کو بھی حاصل ہو اسے چاہیے کہ اس کو پہنا اوڑھا کر رکھے۔ جب عورت کی حفاظت و نگہداشت کی جاتی ہے تو اس کی طراوت اور اس کا جمال تر و تازہ رہتا ہے۔ ابن عمران نے امام جعفر صادقؑ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا آپؑ کے قائم کا کب ظہور ہوگا؟ امام جعفر صادقؑ نے فرمایا۔

جس وقت عورتیں مردوں کی طرح اور مرد عورتوں کی طرح ہو جائیں گے۔ عورتیں زین پر سوار ہوں گی۔ جھوٹوں کی شہادت سنی جائے گی اور صالح لوگوں کی گواہی مسترد ہوگی۔ لوگوں کے خون کا احترام اٹھ جائے گا زنا، سود اور رشوت عام ہو جائے گی اس وقت آپؑ

کا ظہور ہوگا۔

شوہر کی اجازت کے بغیر باہر نہ جائے:

یہ شوہر کے اہم ترین حقوق میں سے ہے اور اس کا شمار عورت کے سب سے زیادہ سود مند فرائض اور اس کی بہترین صفات میں ہوتا ہے۔ اس طرح وہ اپنے دین کی حفاظت کرتی ہے۔ اپنے عزت و آبرو کو محفوظ رکھتی ہے اور خاندانی معاشرہ کی بنیاد کو مضبوط بناتی ہے۔ اللہ سبحان تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ گھر میں جم کر بیٹھی رہو پچھلے دور جاہلیت کی خواتین کی طرح خود نمائی نہ کرو۔

ایک عورت نے پیغمبر پاکؐ سے دریافت کیا مرد کا حق عورت پر کیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا ایسے نہیں ہونا چاہئے کہ وہ اپنے شوہر کی رضامندی حاصل کئے بغیر جہاں چاہے گھومتی پھرے اگر وہ ایسا کرنے لگے تو آسمان و زمین کے فرشتے اور غضب و رحمت کے تمام ملائکہ اس پر اس وقت تک نفرین بھیجیں گے جب تک وہ گھر واپس نہ آئے۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ہر وہ عورت جو خود کو خوشبو میں بسا کر باہر جائے وہ لعنت کا ہدف بنی رہتی ہے جب تک کہ گھر واپس نہ آئے۔ (یعنی ایسا اس صورت میں ہوگا جب کہ اس نے انحراف کی راہ اختیار کی ہو یا کسی برے ارادے سے باہر نکلی ہو)۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: پیغمبر اکرم کے زمانے میں قبیلہ انصار کا ایک شخص سفر پر روانہ ہوا اور اس نے جاتے ہوئے اپنی بیوی کو تاکید کی کہ گھر سے باہر نہ نکلو جب تک کہ میں واپس نہ آؤں۔ زیادہ عرصہ نہیں گزرا کہ اس عورت کا باپ بیمار پڑ گیا۔ اس عورت نے ایک قاصد کو بھیج کر پیغمبر اکرمؐ سے نکلنے اور باپ کی عیادت کے لیے جانے کی اجازت طلب کی آپؐ نے فرمایا گھر میں بیٹھی رہو اور اپنے شوہر کی فرمانبرداری کرو۔ باپ کی حالت نازک ہوگئی اس عورت نے پھر آپ کی خدمت میں پیغام بھیجا اور اجازت طلب کی آپ نے وہی جواب دیا۔ باپ کا انتقال ہوگیا۔ اس نے پھر اجازت طلب کی کہ اسے اپنے باپ کی نماز جنازہ میں شرکت کرنے کا موقع دیا جائے۔ حضورؐ نے پھر وہی جواب دیا۔ حتیٰ کہ باپ کو اس کی قبر میں دفن کر دیا گیا اور اس عورت نے گھر سے باہر قدم نہیں نکالا۔ پیغمبر اکرم نے پیغام بھیجا کہ اللہ تعالیٰ نے اس شوہر کی فرمانبرداری پر تجھے اور تیرے باپ کو بخش دیا۔

پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا: اس خدا کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مقام رسالت پر فائز کیا۔ جو بھی عورت اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکل کر کسی شادی کی مجلس میں شرکت کرتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس پر چالیس بار لعنت بھیجتا ہے۔ علی بن جعفرؓ نے اپنے بھائی موسیٰ بن جعفرؓ سے دریافت کیا ''کیا عورت کو اس بات پر حق حاصل ہے کہ وہ اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے نکلے؟''۔ آپؑ نے فرمایا ''نہیں''۔ حضرت علیؑ نے فرمایا ''اپنی خواتین کو اجنبیوں کے ساتھ اختلاط سے دور رکھو۔ کیونکہ وہ جس قدر حجاب و حیا کے ساتھ رہیں گی ان کی عفت محفوظ رہے گی۔ اور یہ نکتہ اپنے پیش نظر رکھو کہ ان کے باہر جانے اور منظر عام پر آنے کا فساد ایسا ہی ہے جیسے کہ تم ایسے لوگوں کو اپنے گھر لے جاؤ جو قابل اعتماد نہ ہوں۔ اور اگر تم اس طور پر لوگوں میں معروف ہونا چاہو تو پھر یہ کام ضرور کرو۔'' پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا ''چار چیزیں کمر شکن ہیں۔ (ان میں سے ایک) وہ عورت ہے جس کی شوہر تو حفاظت کرے لیکن وہ شوہر کے ساتھ خیانت کرے''۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ اَلرِّجَالُ قَوّٰامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ ○

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے مردوں کو عورتوں پر قوام بنایا ہے۔ یعنی مردوں کو عورتوں پر (ذہنی اور جسمانی طور پر) برتری عطا فرمائی ہے۔ عورتوں کی زندگی کی باگ ڈور مردوں کے ہاتھ میں ہے اس لیے مرد ہی عورت کا سرپرست اور قوام ہوگا۔ حضرت علیؑ نے اپنے فرزند عزیز حسنؑ سے فرمایا ''کوئی بھی کام جو عورت کے جسم و جان سے مناسبت نہیں رکھتا، اس پر مت ڈالو تا کہ اس کی تازگی بیش تر، اس کی لطافت زیادہ اور اس کا حسن پائیدار تر رہے''۔

عورت کی بداخلاقی پر تحمل کرے:

مرد کو عورت کی بعض ناپسندیدہ عادتوں کے باوجود اس کے ساتھ نباہنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ اس کے پسند نہ آنے والے کاموں

ے چشم پوشی کرے، اسکی لغزشوں سے درگزر کیا کرے۔ یہ طرزِ عمل میاں بیوی کے تعلقات کو قائم رکھتے، انہیں دوام بخشنے اور دونوں کے درمیان الفت بڑھانے میں بہت موثر ثابت ہوتا ہے۔

پیغمبر پاکؐ نے فرمایا'' جو آدمی عورت کی ناپسندیدہ عادت کو اللہ تعالیٰ کی خاطر برداشت کرتا ہے اسے ہر بار اپنے صبر کا ثواب زیادہ ملتا ہے۔ اور اسی طرح عورت کے گناہ میں اضافہ ہوتا ہے۔'' ایک دوسری حدیث میں آپؐ نے فرمایا'' جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کے لیے عورت کے برے اخلاق کو برداشت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے شکر گزاروں کا ثواب عنایت فرماتا ہے۔'' حضرت امام جعفر صادقؑ سے لوگوں نے عرض کیا'' شوہر پر عورت کا وہ کون سا حق ہے کہ اگر وہ اسے ادا کرے تو گویا اس نے اچھا سلوک کیا''۔ آپؑ نے فرمایا'' اس کے کھانے پینے کے خرچ اور لباس کا انتظام کرے اس کی خطاؤں سے درگزر کرے۔ میرے والد کی ایک بیوی تھی وہ مسلسل انہیں اذیت پہنچاتی رہتی آنجناب اسے معاف فرماتے رہتے۔'' پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا'' بہشت میں ایک درجہ ہے اس درجہ تک کوئی نہیں پہنچے گا مگر عادل حکمران یا اپنے عزیزوں کیساتھ اچھا سلوک کرنے والا یا صبر کرنے والا عیال والا شخص۔'' اللہ نے پیغمبر کو حکم دیا۔

وَاَنْذِرْ عَشِیْرَتَکَ الْاَقْرَبِیْنَ o

ترجمہ: اپنے خویش واقربا کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈراؤ۔

بیوی کے بارے میں بے جا غیرت کا اظہار نہ کرے

ایک روایت میں آیا ہے کہ حضرت علی ابن ابی طالبؑ نے حضرت امام حسن مجتبیٰؑ کے نام اپنے ایک خط میں تحریر فرمایا: ''ایسا نہ ہو کہ تم غیرت کا بے جا اظہار کرو اور بے گناہ عورت کو جابرانہ طور پر ملامت وسرزنش کا نشانہ بناؤ کیونکہ یہ چیز خود پاک دل خواتین کو فساد کی راہ پر ڈال دیتی ہے۔ کیونکہ ان پر اپنی گرفت مضبوط رکھو اور اگر ان کے اندر کوئی چھوٹی یا بڑی برائی دیکھو جس قدر جلد ہو سکے اسے اکھاڑ پھینکنے کی کوشش کرو۔ کہیں وہ ایک سنگین صورت اختیار نہ کرے تاکہ گناہ کا خیال ان کے دماغ سے نکل جائے''۔

''اگر اپنی بیویوں کے طرف سے تمہارے دل میں کوئی بدگمانی پیدا ہو جائے تو اسے جس قدر ممکن ہو سکے دور کرنے کی کوشش کرو۔ غلطی چھوٹی ہو یا بڑی، بار بار سرزش نہ کرو کیونکہ یہ چیز گناہ کی طرف لے جاتی ہے۔ اور تنبیہ کی قدر و قیمت کو گھٹا دیتی ہے''۔ پیغمبر اکرمؐ نے فرمایا اگر کوئی شخص شادی کرے تو اسے اپنی بیوی کا احترام بھی کرنا چاہئے۔ مجھے اس بات پر حیرت ہے کہ کوئی شخص اپنی بیوی کو بے جا زدوکوب کرے جبکہ وہ خود ایسے زدوکوب کا زیادہ سزاوار ہے۔ عورت کو لکڑی سے مت مارو کیونکہ اس کا قصاص ہے۔ پیغمبر اکرمؐ نے عورت کو مارنے سے منع کیا ہے بجز واجب کاموں کے بارے میں جیسے نماز اور روزہ وغیرہ۔ دعا ہے ہم سب کو پردے میں رہنے کی توفیق عطا کرے۔''

وجودِ زن سے ہے تصویرِ کائنات میں رنگ
اسی کے ساز سے ہے زندگی کا سوزِ دروں
مکالماتِ فلاطوں نہ لکھ سکی لیکن
اسی کے شعلے سے ٹوٹا شرارِ افلاطوں

تصوف

اصحابِ صفہؓ

ناجی مناجی

تعارفِ مضمون اور تصوفِ اسلامی:

تصوف کی تاریخ اتنی ہی پرانی ہے جتنی مذہب کی۔ چنانچہ زمانہ قبل از اسلام میں بھی مختلف مذاہب میں تصوف کا رواج تھا۔ خاص طور پر یونانی، یہودی، عیسائی اور چینی تصوف میں تلاشِ حقیقت کی جستجو نمایاں نظر آتی ہے۔ دوسرے لفظوں میں ہر مذہب تصوف ہے یا تصوف پر مبنی ہے۔ (۱) جہاں تک اسلامی تصوف کا تعلق ہے اس کا سرچشمہ قرآن مجید اور سنتِ نبویؐ ہے۔ قرآن مجید میں بے شمار آیات ایسی ہیں جن میں تعلیماتِ تصوف کا بیان ہوا ہے۔ اگرچہ تصوف کا لفظ قرآن مجید میں نہیں آیا اور باور کیا جاتا ہے کہ یہ اصطلاح دوسری صدی ہجری میں وضع کی گئی (۲) لیکن حقیقت یہ ہے کہ ابتدائے اسلام میں تصوف کے لیے تزکیہ، حکمت اور احسان جیسے الفاظ مستعمل تھے، جیسا کہ حضور پاکؐ کی اس حدیث سے اندازہ ہوتا ہے جو حدیثِ جبریل کے نام سے مشہور ہے، اور عہدِ حاضر کے ایک نامور محقق پروفیسر حمید اللہ خاں نے اس حقیقت پر استدلال کیا ہے کہ حدیثِ جبریل میں جو ایمان، اسلام اور احسان کی اصطلاحات استعمال ہوئی ہیں ان میں سے احسان کا معنی تصوف ہے۔ (۳) دورِ حاضر کے ایک اور نامور عالمِ دین استاد آیت اللہ مطہری نے بھی پروفیسر نکلسن کے خصوصی حوالے سے قرآن اور حدیث کو علمِ تصوف کا اصل ماخذ قرار دیا ہے۔ (۴) اسی طرح کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر اے۔ جے آربری کا بھی خیال ہے کہ صوفیہ تحریک کی ابتدا خود حضورِ اسلامؐ کے زمانہ مبارک میں ہوئی، جنھوں نے اپنے چچا زاد اور داماد حضرت علی ابن ابی طالبؓ کو اپنا خرقہ عطا کیا اور تمام اسرارِ روحانی سے آگاہ فرمایا اور علم و حکمت عطا فرمائی۔ دوسری نمایاں شخصیت حضرت سلمان فارسیؓ کی ہے جو اسلامی ایران کا پہلا صوفی تھا۔ (۵) یہی تحقیق مولانا عبدالماجد دریابادی کی ہے جو لکھتے ہیں کہ مسلمانوں میں ابتدا ہی سے ایک گروہ موجود ہے جس نے تمام مقاصدِ دنیوی سے قطع نظر کر کے اپنا نصب العین محض یادِ خدا اور ذکرِ الٰہی کو بنایا اور صدق وصفا، سلوک و احسان کے مختلف طریقوں پر عامل رہا۔ شروع شروع میں یہ گروہ دوسرے ناموں سے ملقب رہا۔ ایک طویل عرصہ گزر جانے کے بعد رفتہ رفتہ اس مسلک کا نام تصوف پڑ گیا اور یہ گروہ گروہِ صوفیہ کہلانے لگا۔ (۶) حضرت مجدد الف ثانیؒ تصوف کو تکمیلِ شریعت کا بنیادی منشور قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں کہ شریعت کے تین حصے ہیں، علم، عمل اور اخلاص۔ جب تک یہ تینوں اجزا متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی ہے۔ جب شریعت متحقق ہوتی ہے تو حق تعالیٰ کی رضا حاصل ہو جاتی ہے جو کہ تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں سے بالاتر ہے۔ طریقت اور حقیقت جن سے جن صوفیا ممتاز ہوتے ہیں دونوں شریعت کے تیسرے حصے یعنی اخلاص کی تکمیل میں شریعت کی خادم ہیں۔ پس ان دونوں کی تحصیل صرف شریعت کی تکمیل کے لیے کی جاتی ہے۔ (۷) یہی وجہ ہے کہ حضرت جنید بغدادیؒ نے شریعتِ مطہرہ کے کامل اتباع کو کرامت قرار دیا تھا۔ سید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس ضمن میں نہایت پتے کی بات کہی ہے جسے خوفِ طوالت کے باوجود نقل کیا جاتا ہے۔

"فقہ کا تعلق انسان کے ظاہری عمل سے ہے۔ وہ صرف یہ دیکھتی ہے کہ تم کو جیسا اور جس طرح کا حکم دیا گیا ہے اس کو تم نے بجا لایا یا نہیں۔

اگر بجالایا ہو تو فقہ کو اس سے کچھ بحث نہیں کہ تمہارے دل کا کیا حال تھا۔ دل کے حال سے جو چیز بحث کرتی ہے اس کا نام تصوف ہے۔ مثلاً آپ نماز پڑھتے ہیں اس عبادت میں فقہ یہ دیکھتی ہے کہ تم نے وضو ٹھیک کیا ہے یا نہیں۔ قبلہ رُو کھڑے ہوئے نماز کے تمام ارکان ادا کیے۔ جو چیزیں نماز میں پڑھی جاتی ہیں وہ سب پڑھ لی ہیں اور جس وقت جتنی رکعت مقرر کی گئی ہے، ٹھیک ٹھیک اسی وقت اتنی ہی رکعتیں پڑھی ہیں۔ جب یہ سب تم نے کر دیا تو فقہ کی رُو سے تمہاری نماز ہو گئی۔ لیکن تصوف یہ دیکھتا ہے کہ اس عبادت میں تمہارے دل کا کیا حال رہا۔ تم خدا کی جانب متوجہ رہے یا نہیں۔ تمہارا دل دنیا کے خیالات سے پاک ہوا یا نہیں؟ تمہارے اندر نماز سے خوفِ خدا، اس کے حاضر و ناظر کا یقین اور صرف اس کی خوشنودی پانے کا جذبہ بھی پیدا ہوا یا نہیں؟ یہ تمام باتیں جو انسان کے اصل مقصد سے تعلق رکھتی ہیں جس قدر کمال کے ساتھ حاصل ہوں گی تصوف کی نظر میں تمہار حضرت سلمان فارسی کی روایت ہے کہ جب مؤلفۃ القلوب عیینہ بن حصین اور اقرع وغیرہ رسول مقبولؐ کے پاس آئے (تو آپ کے پاس ابوذر غفاریؓ اور سلمان فارسیؓ جیسے ضعفا مسلمان تھے۔ ان کے جسموں پر اون کے لباس ہوتے تھے جن سے پسینے کی وجہ سے بو آتی تھی کیونکہ ان کے پاس ایک جوڑے سے زیادہ کپڑے نہ ہوتے تھے۔ اس سبب سے نماز اتنی کامل ہوگی اور اس میں جتنا بھی نقص رہے گا وہ اس لحاظ سے تمہاری نماز کو ناقص قرار دے گا۔" (۸)

اصحابِ صفہ:

مندرجہ بالا عبارات سے اس امر کی وضاحت ہو گئی کہ تصوف روحِ اسلام ہے۔ یعنی یہ کوئی نیا دین یا مذہب نہیں بلکہ اللہ کا پسندیدہ دین تو صرف دینِ اسلام ہے جیسا کہ قرآن پاک میں ارشاد ہوا:

إِنَّ الدِّينَ عِندَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ (۹)

"بے شک اللہ کے نزدیک دین تو بس اسلام ہی ہے۔"

حضرات صوفیہ نے اسی دینِ اسلام کی حقیقی روح کی ترویج کے لیے سعی و کاوش کی ہے اور ان کا طریق خود حضور نبی کریمؐ کے دورِ مبارک میں ان اصحاب کبار میں خصوصیت کے ساتھ مروج تھا جو اصحاب صفہ کہلاتے تھے۔ یہ وہ جماعت تھی جنہوں نے اپنی زندگی محض عبادت و ریاضت کے لیے وقف کر رکھی تھی اور علائق دنیوی سے کنارہ کش ہو چکے تھے۔ انہی کے حق میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا:

لَا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ (۱۰)

یعنی کوئی تجارت یا کسی قسم کی خرید و فروخت انہیں اللہ کی یاد سے غافل نہیں کر سکتی۔

بتقاضائے بشریت جب انہیں حصول دنیا کی تمنا ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے دنیا کو ان سے دور کیا تاکہ ان کا نفس امارہ بغاوت پر آمادہ نہ ہو۔ چنانچہ ابوہانی نے عمرو بن حریث سے روایت کی ہے کہ قرآن مجید کی یہ آیت بھی اصحاب صفہ ہی کے حق میں نازل ہوئی۔

وَلَوْ بَسَطَ اللَّهُ الرِّزْقَ لِعِبَادِهِ لَبَغَوْا فِي الْأَرْضِ (۱۱)

اگر اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر رزق کو پھیلا دے تو وہ زمین میں بغاوت پر اتر آئیں۔

حضرت خباب بن الارتؓ سے روایت ہے کہ اقرع بن حابس تمیمی، عیینہ بن حصین الفزاری وغیرہ رئیسانِ قریش حضور نبی کریمؐ

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملاقات کو آئے تو آپؐ اصحاب صفہ کے ساتھ تشریف فرما تھے۔ ان رئیسوں نے ازراہِ غرور و تمکنت حضورؐ سے مطالبہ کیا کہ آپ ان ضعیف اور مسکین لوگوں سے الگ مجلس تشکیل دیں کیونکہ ہم ان غلاموں کے ساتھ بیٹھنے میں شرم محسوس کرتے ہیں۔ آپؐ نے بتقاضائے مصلحت دینی حامی بھری تو ان روساء نے کہا یہ چیز آپ ہمیں لکھ کر دیں۔ آپؐ نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو تحریر کا حکم فرمایا اور عین اس وقت جبریل امین وحی الٰہی لے کر نازل ہوئے۔

ولا تطرد الذین یدعون ربھم بالغداوۃ والعشی یریدون وجھہ ...... الخ (۱۲)

"اے پیغمبرؐ! جو لوگ صبح و شام اپنے پروردگار ہی کی طرف رخ کر کے اس سے دعائیں مانگتے ہیں ان کو اپنے پاس سے مت نکالو۔ نہ تو ان کے اعمال کی جوابدہی کسی طرح تمہارے ذمے ہے اور نہ تمہاری جوابدہی کسی طرح ان کے ذمے ہے۔ پھر اس سے تم دُور کرو تو یہ کام انصاف سے بعید ہے۔ اور اسی طرح اختلاف حالت سے ہم نے بعض لوگوں کو بعض سے آزمایا تا کہ مقدور والے غریبوں کو دیکھ کر کہنے لگیں کہ کیا یہی ذلیل لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں سے اسلام کی توفیق دے کر اپنا فضل کیا ہے۔ ان کو اتنا تو سمجھنا چاہیے تھا کہ کیا اللہ تعالیٰ شکرگزار بندوں کے حال سے بخوبی واقف نہیں۔ اور اے پیغمبر جو لوگ ہماری آیتوں پر ایمان لاتے ہیں جب تمہارے پاس آیا کریں تو تم ان کی دل دہی کیا کرو اور کہو کہ خدا کی طرف سے تم کو سلامتی کی خوشخبری ہو اور تمہارے پروردگار نے بندوں پر مہربانی کرنا خود اپنے اوپر لازم کرلیا ہے۔

خباب روایت کرتے ہیں کہ جب حضورؐ نے قلم کاغذ پھینک دیا اور ہمیں طلب فرمایا تو ہم حاضر ہوئے تو فرمانے لگے "السلام علیکم" ۔ اور ہم آپؐ کے اتنے قریب بیٹھے کہ ہمارے گھٹنے آپؐ کے گھٹنوں سے لگنے لگے۔ اس کے بعد رسول مقبولؐ ہمارے ساتھ بیٹھا کرتے اور جب جانے کا ارادہ ہوتا تو ہمیں چھوڑ کر تشریف لے جاتے۔ پھر یہ آیتِ کریمہ نازل ہوئی:

وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ تُرِيْدُ زِيْنَةَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَلَا تُطِعْ مَنْ اَغْفَلْنَا قَلْبَهٗ عَنْ ذِكْرِنَا وَاتَّبَعَ هَوٰىهُ وَكَانَ اَمْرُهٗ فُرُطًا (۱۳)

یہ روسائے قریش) کہنے لگے کتنا ہی اچھا ہو کہ آپؐ مسجد کے درمیان میں تشریف رکھا کریں اور ان لوگوں کو مع ان کے لباسوں کی بُو کے ہم سے دور کریں۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ اصحاب صفہ اون کا موٹا کھردرا لباس زیب تن فرماتے ہیں اور لفظِ تصوف کی تحقیق میں یہ بھی آیا ہے کہ یہ صوف بمعنی اون سے مشتق ہے۔

حضرت ابو سعید خدریؓ سے روایت ہے کہ حضورؐ نے اس نعمت پر اپنے خالق و مالک حقیقی کا شکر ادا فرمایا کہ اس نے آپؐ کی امت میں ایک ایسا گروہ اور جماعت پیدا کردی ہے جس کے ساتھ آپ کو بیٹھنے کا حکم ہوا ہے اس کے بعد آپؐ نے ان فقراء مسلمانوں کو بشارت دیتے ہوئے فرمایا۔ تمہیں خوشخبری سناتا ہوں اس بات کی کہ تم روز قیامت امراء سے پانچ سو سال قبل جنت میں داخل ہو گے۔ تم لوگ جنت کی نعمتوں سے لطف اندوز ہو رہے ہو گے جبکہ یہ امراء کا طبقہ ابھی حساب کتاب میں پھنسا ہوگا۔

ثابت بنانی روایت کرتے ہیں کہ حضرت سلمانؓ ایسی جماعت میں موجود تھے جو ذکرِ الٰہی میں مشغول تھی۔ نبی کریمؐ پاس سے گزرے تو وہ ذکر سے رک گئے۔ آپؐ نے پوچھا تم کیا کہہ رہے تھے۔ انہوں نے عرض کیا یارسول اللہ! ہم اللہ کا ذکر کر رہے تھے۔ آپؐ نے فرمایا تم ذکر جاری رکھو۔ میں نے تمہارے اوپر اللہ کی رحمت نازل ہوتے دیکھی ہے اور میں چاہتا ہوں کہ میں بھی اس رحمت میں تمہارے ساتھ شریک ہو جاؤں۔ پھر فرمایا اس ذات الٰہی کا لاکھ لاکھ شکر ہے جس نے میری امت میں ایک ایسا گروہ بھی بنایا ہے جن کے ساتھ مجھے اپنے آپ کو روک رکھنے کا حکم ہوا ہے۔

ابو نعیم فرماتے ہیں۔ اصحاب صفہ اور تا قیامت ان کے

پیروکاروں کی علامت فقر ہے۔ سچائی ان کی شہرت ہے اور ان کے باطن مشاہدۂ حق سے ہمیشہ آباد ہیں کیونکہ ان کے محافظ و نگران حق تعالیٰ اور معلم و مؤدب رسولؐ ہیں۔ اصحاب صفہ نے مسجد نبویؐ کے چبوترے (صفہ) کو اپنا وطن بنایا تو باری تعالیٰ نے ان کے باطن کو پاک و صاف فرمایا۔ اغیار سے ان کی حفاظت فرمائی۔ نفسانی خواہشات اور نفس کے حملوں سے بچایا۔ ابرار کی صف میں شامل فرمایا۔ جنت کے باعزات میں نازل فرمایا اور جنت کے خاص چشموں کا پانی پلایا۔

حضرت علی المرتضیٰؓ نے فرمایا کہ آیت کریمہ اُولٰئک یجزون الغرفۃ بما صبروا ''جنت کے بالاخانے انہیں صلے میں دیے جائیں گے۔'' میں جن لوگوں کا ذکر ہے یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے دنیا میں فقر و تنگدستی پر صبر کیا۔

صاحب کشف المحجوب کے بیان کے مطابق اصحاب صفہ میں درج ذیل اصحاب شامل ہیں۔

مؤذن رسولؐ حضرت بلالؓ، ابوعبداللہ حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت ابوعبیدہؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت خبابؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت عتبہؓ، حضرت زیدؓ، حضرت ابوالبشرؓ، حضرت ابوالمرشد کنانہ الحصین العدویؓ، حضرت سالمؓ، حضرت عکاشہؓ، حضرت مسعود بن ربیعؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت صفوانؓ، حضرت ابودردا عویمؓ، حضرت ابولبابہؓ اور حضرت عبداللہ بن بدرؓ (۱۴)

حافظ ابونعیم اصبہانی (م ۴۳۰ھ) نے اصحاب صفہ کا جو تذکرہ لکھا ہے اس میں مندرجہ ذیل ۸۹ صحابہ کرامؓ کے اسمائے گرامی شامل ہیں:

اوسؓ بن اوس الثقفی، اسماءؓ بن حارثہ، الاغر المزنیؓ، بلال بن رباحؓ، البراءؓ بن مالک، ثوبان مولیٰؓ، ثابتؓ بن ضحاک، ثابتؓ بن ودیعہ، ثقیفؓ بن عمرو، ابوذر غفاریؓ، جرہدؓ بن خویلد، جعیلؓ بن سراقہ، جاریہؓ بن جمیل، حذیفہؓ بن الیمان، حذیفہؓ بن اسید، حبیبؓ بن زید، حارثہؓ بن نعمان، حازمؓ بن حرملہ، حنظلہؓ بن ابی عامر، حجاجؓ بن عمرو، حجاجؓ بن عمیر، حرملہؓ بن ایاس، خبابؓ بن الارت، خنیسؓ بن حذافہ، خالدؓ بن زید، خریمؓ بن فاتک، خریمؓ بن اوس، خبیبؓ بن یساف، رکینؓ بن سعید، ذوالبجادینؓ، رفاعہؓ ابولبابہ، ابورزینؓ، زیدؓ بن خطاب، سلمان فارسیؓ، سعدؓ بن ابی وقاص، سعیدؓ بن عامر، سفینہ ابوعبدالرحمٰنؓ، سعدؓ بن مالک، سالم مولیٰ ابوحذیفہؓ، سالمؓ بن عبید الاشجعی، سالمؓ بن عمیر، سائبؓ بن خلاد، شقران مولیٰؓ، شدادؓ بن اسید، صہیبؓ بن سنان، صفوانؓ بن بیضا، طخفہؓ بن قیس، طلحہؓ بن عمرو، الطفاوی الدوسیؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، ابوہریرہؓ، عبداللہؓ بن عبدالاسد المخزومی، عبداللہؓ بن حوالہ الازدی، عبداللہؓ بن ام مکتوم، عبداللہؓ بن عمرو، عبداللہؓ بن انیس، عبداللہؓ بن زید الجہنی، عبداللہؓ بن الحارث، عبداللہؓ بن عمر الخطاب، عبدالرحمٰنؓ بن قرط، عبدالرحمٰنؓ بن جبر بن عمرو، عتبہؓ بن غزوان، عمارؓ بن یاسر، عثمانؓ بن مظعون، عامرؓ بن عبداللہ، عویمر ابوالدرداءؓ، عقبہؓ بن عامر الجہنی، عبادؓ بن خالد الغفاری، عمروؓ بن عوف المزنی، عمروؓ بن تغلب، عویمؓ بن ساعدہ الانصاری، عبید مولیٰؓ، عکاشہؓ بن محصن الاسدی، العرباضؓ بن ساریہ، عبداللہؓ بن حبشی الخثعمی، عتبہؓ بن عبدالسلمی، عتبہؓ بن الندر السلمی، عمروؓ بن عبسہ السلمی، عبادہؓ بن قرص، عیاضؓ بن حمار المجاشعی، ابوفراس الاسلمیؓ، قرۃؓ بن ایاس المزنی، کنازؓ بن الحصین، کعبؓ بن عمرو، ابوکبشہؓ، مصعبؓ بن عمیر الداری، المقدادؓ بن الاسود۔ (۱۵)

اصحاب صفہ کی اس فہرست میں بلالؓ، سلمانؓ، مقدادؓ، ابوذر غفاریؓ، ابوہریرہؓ، سعدؓ بن ابی وقاص، عبداللہ بن مسعودؓ، عمارؓ بن یاسر اور عبداللہ بن عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابہ کے اسمائے گرامی شامل ہیں، لیکن سب سے برگزیدہ صحابی جو صحبِ رسولؐ ہی نہیں بلکہ نفس رسولؐ بھی تھے، وہ مولائے متقیان حضرت علی ابن ابی طالب کرم اللہ وجہہ الکریم کی ذات گرامی ہے۔ چنانچہ تقریباً تمام سلاسل تصوف کا مرجع آپ ہی کی ذات مبارک ہے، بسبب اس کے کہ سرور دو جہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے خلافت باطنی آپ ہی کو منتقل ہوئی۔

سلسلۃ الذہب الصوفیہ:

آدم الاولیاء مولائے متقیان حضرت علی ابن طالب کرم اللہ وجہہ سے تصوف و عرفان کے جو سلسلے چلے ان میں سب سے مستحکم اور قابل قدر سلسلہ "سلسلۃ الذہب الصوفیہ" ہے۔ استاد مطہری کی تحقیق کے مطابق اس سلسلہ تصوف کا نام "سلسلۃ الذہب الصوفیہ" حضرت میر سید محمد نوربخش کے مرید شمس الدین اسیری لاہیجی نے اپنی کتاب "شرح گلشن راز" میں رکھا ہے۔ (۱۷) تاہم یہ بھی حقیقت ہے کہ خود میر سید محمد نوربخش نے بزرگان سلسلۃ الذہب کے حالات میں ایک تذکرہ تحریر فرمایا ہے اور اس کا نام "سلسلۃ الذہب" رکھا ہے۔

حواشی وحوالہ جات:

۱۔ ڈار، بشیر احمد: تاریخ تصوف قبل از اسلام، ص ۳

۲۔ مطہری، استاد مرتضیٰ: سیر و سلوک، ص ۵۴

۳۔ حمید اللہ خاں، پروفیسر: خطبات بہاولپور ص ۱۸۲

۴۔ مطہری، استاد مرتضیٰ: سیر و سلوک ص ۳۲ تا ۵۱

۵۔ Arberi: Muslim Saints and Mystics p. 2,3

۶۔ دریابادی، عبدالماجد: تصوف اسلام ص ۴

۷۔ مکتوبات: بحوالہ اقبال اور تصوف ص ۲۲۷

۸۔ مودودی: ابوالاعلیٰ، رسالہ دینیات

۹ تا ۱۲۔ قرآن مجید (مقامات متفرق)

۱۳۔ قرآن مجید الکھف: ۲۸

۱۴۔ کشف المحجوب ص ۱۴۲ تا ۱۴۳

۱۵۔ نقوش رسول نمبر جلد ۸، ص ۴۵۹ تا ۵۱۲

۱۶۔ دیکھیے آیت مباہلہ جہاں انفسنا سے مراد نفس نبیؐ و نفس علیؑ لیا گیا۔

۱۷۔ سیر و سلوک ص ۸۳

ماخذ و مصادر:

۱۔ تذکرہ مشائخ نوربخشیہ

۲۔ نقوش رسول نمبر جلد ۸

۳۔ نوائے صوفیہ

۴۔ کشف المحجوب

۵۔ میر سید محمد نوربخش اور مسلک نوربخشیہ

۶۔ سیر و سلوک

کلامِ اقبال

شرابِ میکدۂ من نہ یادگارِ جم است
فشردۂ جگرِ من بہ شیشۂ عجم است

چو موج می تپد آدم بہ جستجوی وجود
ہنوز تا بہ کمر در میانۂ عدم است

بیا کہ مثلِ خلیل این طلسم در شکنیم
کہ جز تو ہر چہ درین دیر دیدہ صنم است

اگر بہ سینۂ این کائنات در نروی
نگاہ را بہ تماشا گزاشتن ستم است

غلط خرامی ما نیز لذتی دارد
خوشم کہ منزل ما دور راہ خم بہ خم است

نکات دانش

علامہ مفتی علی محمد ہادی سے انٹرویو

انٹرویو پینل نوائے صوفیہ

نوائے صوفیہ: آپ اپنی تعلیم اور ماضی اور حال کی مصروفیات کے بارے میں قارئین نوائے صوفیہ کو آگاہ کیجیے۔

علامہ ہادی: میری پیدائش ۱۹۶۵ء میں ہوئی۔ ۱۹۷۳ء میں آبائی گاؤں کے سرکاری سکول میں داخل ہوا۔ جب ۱۹۷۶ء میں پانچویں جماعت میں تھا، دینی مکتب میں بھی جایا کرتا تھا، جہاں مولانا عبدالکریم علیہ الرحمۃ چھلوڈنس جو قاسم العلوم ملتان سے فارغ التحصیل تھے اور عربی اور فارسی دونوں زبانوں پر دسترس رکھتے تھے، سے فارسی ادب میں کریما، پندنامہ، گلستان اور بوستان پڑھی۔ اوراد و تصوف میں دعوات صوفیہ، اورادیہ، ذکریہ، فقہ میں رسالہ نوربخشیہ، مصابیح الاسلام اور الفقہ الاحوط، صرف میں میزان، منشعب، اور ابواب الصرف جبکہ نحو میں نحو میر اور سیرت میں مشجر الاولیاء پڑھی۔ اس کے بعد جب ۱۹۷۹ء میں آٹھویں کلاس سے فارغ ہوا تو دینی تعلیم کے حصول کا شوق مجھے کشاں کشاں کراچی لے گیا، جہاں حضرت علامہ یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ کی عظیم دینی درسگاہ الجامعۃ العلوم الاسلامیہ میں عربی ادب کی جملہ اصناف، منطق وفلسفہ، فقہ، حدیث اور تفسیر میں فزالیہائے زمانہ سے بھرپور استفادہ کیا۔ اس کے بعد جامعہ امجدیہ کراچی سے دورۂ حدیث مکمل کر کے تنظیم المدارس پاکستان کا امتحان اعلیٰ نمبروں اور پوزیشن کے ساتھ پاس کیا۔ علوم عصری میں کراچی میں اسلامیہ کالج سے بی۔ اے کیا، پنجاب یونیورسٹی سے ایم۔ اے اسلامیات کیا اور پھر ایجوکیشن کالج افضل پور سے بی ایڈ اور AIOU سے ایم۔ ایڈ کے امتحانات پاس کیے۔ بندہ اپنے زمانہ طالبعلمی سے لے کر اب تک متحرک زندگی بسر کر رہا ہے۔ کراچی میں طالبعلمی کے ایام میں ندوۂ اسلامیہ نوربخشیہ کے فعال رکن کی حیثیت سے اپنی خدمات انجام دیتا تھا اور ساتھ ہی 'نجم الہدیٰ' ترجمہ بھی اسی دور میں کیا ہے۔ ایجوکیشن کالج افضل پور میں قیام کے دوران رسالہ 'مکارم الاخلاق' کا اردو ترجمہ کر کے اشاعتی مراحل طے کرائے۔ میر سید محمد نوربخش کی چند کتابوں کا ترجمہ کر رکھا ہے مگر وہ ابھی تک زیور طبع سے آراستہ نہیں ہوئی ہیں۔ فی الوقت حضرت علاء الدولہ سمنانی قدس اللہ سرہٗ کی تصنیف 'العروہ لاھل الخلوۃ والجلوۃ' اور تفسیر 'نجم القرآن' کو ان کی اہمیت اور افادیت کے پیش نظر سپریم علماء کونسل صوفیہ نوربخشیہ پاکستان نے اردو ترجمہ کے ساتھ نشر کرنے کا فریضہ مجھے سونپا ہے۔ راقم بحیثیت مدرس سکول میں تدریسی خدمات انجام دینے کے علاوہ معاشرتی اور سماجی سرگرمیوں میں بھی دلچسپی لیتا ہے۔ بلتستان کے دونوں اضلاع سے چھوٹے بڑے مقدمات کورٹ کی وساطت سے شرعی فیصلے کے لیے میرے پاس بھیجے جاتے ہیں۔ راقم فریقین کے مابین تصفیہ یا شرعی فیصلہ کر کے انہیں مطمئن کرتا ہے۔ اِنْ اَجْرِیَ اِلَّا عَلَی اللّٰہ۔

نوائے صوفیہ: آپ نے کتاب 'نجم الہدیٰ' کے ترجمے کا ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب کس کی تصنیف ہے؟

علامہ ہادی: نجم الہدیٰ کا ایک مطبوعہ نسخہ میرے ہاتھ لگا جس پر اس کا مصنف "سید محمد نوربخش" درج تھا، اور نوربخشی معاشرے میں بھی یہ کتاب "میر سید محمد نوربخش" کی تصنیف کے طور پر متعارف تھی۔ میں نے جب کا نصیب اول اردو ترجمہ کے ساتھ ندوۂ اسلامیہ نوربخشیہ کے پلیٹ فارم سے شائع کیا تو اس وقت ایک اور نسخہ مجھے دستیاب ہوا۔ جس کے آخر میں سن تصنیف کے اشعار مندرج تھے۔ اس کے علاوہ مزید تحقیق سے معلوم ہوا کہ یہ کتاب "سید محمد والہ موسوی" کی تصنیف ہے۔ یہ ان نوربخشی بزرگوں میں سے ہیں جو ایران میں صفوی خاندان

کے برسر اقتدار آنے کے بعد اہل صوفیہ نوربخشیہ پر ان کے مظالم کے نتیجے میں ایران چھوڑ کر حیدرآباد دکن منتقل ہوئے۔ سید محمد والہ موسوی کے کچھ حالات "تذکرۂ شعرائے دکن" میں درج ہیں۔

نوائے صوفیہ: آپ نے حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ کی تصانیف 'العروہ' اور 'تفسیر نجم القرآن' پر کام کا عندیہ دیا ہے۔ ان تصانیف کی کیا اہمیت ہے؟

علامہ ہادی: 'العروہ' میں تمام اسلامی فرقوں کے بنیادی افکار ونظریات کے محاکمے کے بعد مذہب صوفیہ کو ہی قرآن وسنت اور کشف وشہود کے آئینے میں صراط مستقیم ثابت کیا گیا ہے۔ ایک لحاظ سے یہ حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ کی ایسی مبسوط تحریر ہے جس میں کلامی مباحث کے ساتھ ساتھ عرفانی مباحث پر سیر حاصل تبصرہ کیا گیا ہے۔ جبکہ 'تفسیر نجم القرآن' علم تفسیر میں منفرد انداز کی حامل ہے۔ جو صرف اور صرف بطن قرآن کے مطالب پر مشتمل ہے۔ ایک عارف کو چاہیے کہ قرآن کے ظاہری احکامات کے ساتھ ساتھ تقرب الٰہی کے کماحقہٗ حصول کے لیے حدیث نبویؐ "اِنَّ لِلقُرآنِ ظَہراً وَ بَطناً" بے شک کا قرآن کا ایک ظاہری معنی ہے اور باطنی معنی ہے" کے بموجب تفسیر نجم القرآن سے قرآن کے باطنی معنی کو بھی سمجھنے کی کوشش کرے۔ یہ بات ذہن میں رکھنا انتہائی ضروری ہے کہ عام انسانی زندگی میں اہل اسلام کو شرعی امور کی انجام دہی کے لیے قرآن مجید کے ظاہری معنی پر ہی عمل پیرا اور کاربند رہنا ہوگا جبکہ راہ سلوک میں معنوی مراحل طے کرتے ہوئے قرآن مجید کے باطنی معنی کو پیش نظر رکھا جائے گا۔

تفسیر نجم القرآن دس ضخیم جلدوں میں ہے اور یہ سلسلۃ الذہب صوفیہ نوربخشیہ کے عظیم شیخ طریقت حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ (بعض اندازوں کے مطابق حضرت شیخ نجم الدین رازی دایہؒ یا دونوں بزرگوں) کا بے مثال علمی کارنامہ ہے، جس کی دسویں اور آخری جلد کو توفیق والہام الٰہی کے تحت حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ نے پایۂ تکمیل تک پہنچایا ہے۔

نوائے صوفیہ: مذہب صوفیہ کی استقلالی حیثیت کا تعین کیسے اور کب ہوا؟

علامہ ہادی: علم وعمل اور شرعی اصولوں کے مطابق ریاضت ومجاہدہ کر کے تزکیۂ نفس کے ذریع معرفت الٰہی حاصل کرنے والوں کو صوفیہ کہتے ہیں۔ قرون اولیٰ میں جب دیگر مکاتب فکر کا کوئی نام ونشان نہیں تھا، صوفیہ کو استقلالی حیثیت حاصل تھی۔ اصحاب صفہ تو خود حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دور میں صوفیہ کا اولین طبقہ ہیں۔ اس دور میں حضرت حذیفہؓ جسے صاحب سرِّ نبیؐ ہونے کا شرف حاصل ہے، صوفیہ کے طبقۂ ابدال اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے درمیان رابطہ کار کی حیثیت رکھتے تھے۔ اور کون واقف نہیں حضرت اویس قرنیؒ کے احوال وواقعات سے جن کا تعلق دورِ نبوت اور دورِ خلافت راشدہ میں صوفیہ کے طبقۂ اولیٰ سے تھا، اور تاجِ ولایت حجۃ الوداع سے واپسی کے موقع پر آدم الاولیاء حضرت علی علیہ السلام کے سر پر حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے سجایا تھا۔ صاحب کشف المحجوب داتا گنج بخش علی ہجویریؒ کے مطابق اصحاب صفہ میں ان جلیل القدر صحابہ کرام کے اسمائے گرامی بھی شامل ہیں:

حضرت بلال حبشیؓ، حضرت سلمان فارسیؓ، حضرت ابوعبیدہ جراحؓ، حضرت عمار بن یاسرؓ، حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، حضرت عتبہ بن مسعودؓ، حضرت مقدادؓ، حضرت خبابؓ، حضرت صہیبؓ، حضرت حذیفہ یمانیؓ، حضرت عکاشہؓ، حضرت ابوذر غفاریؓ، حضرت عبداللہ بن عمرؓ، حضرت ابودرداءؓ، حضرت ابولبابہؓ، وغیرہم۔

تابعین میں حضرت اویس قرنیؒ، حضرت حسن بصریؒ، سعید ابن المسیبؒ جبکہ تبع تابعین میں حبیب اعجمیؒ، مالک بن دینارؒ، فضیل بن عیاضؒ، ذوالنون مصریؒ، ابراہیم ادھمؒ، بشر حافیؒ، بایزید بسطامیؒ، معروف کرخیؒ، سری سقطیؒ، یحییٰ بن معاذ رازیؒ، جنید بغدادیؒ، سہل تستریؒ، ابوعلی رودباریؒ، ابوعثمان مغربیؒ، وغیرہم جبکہ صوفیائے متاخرین میں ابوعلی الدقاقؒ، ابوالحسن خرقانیؒ، ابوالقاسم قشیریؒ، ابوالقاسم

"گرگانی"، وغیرہم آسمانِ تصوف کے درخشندہ ستارے ہیں۔ پھر جب بنو امیہ اور بنو عباس کے دورِ حکومت میں اہل اسلام کے جسم سے معرفت و تقرب الٰہی کی جان نکلتی گئی مختلف فکری و فقہی مکاتب معرضِ وجود میں آتے گئے۔ ان حالات میں ائمہ اہلِ بیت کے صوفیہ علم و عرفان کا روشن مینار بن کر ابھرے جن میں صفوۃ اللہ کا لقب پانے والے حضرات حسنین علیہم السلام اور سید السجاد مشہور ہونے والے فرزندِ حسین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور ان کے روحانی ورثاء حضرت امام محمد باقر علیہ السلام، حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام، حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام اور حضرت امام علی الرضا علیہ السلام کے اسمائے گرامی سے کل عالم اسلام واقف ہے۔ ان ائمہ کا تعلق تصوف کے مشہور ترین سلسلہ سلسلۃ الذہب الصوفیہ سے ہے۔ واضح رہے کہ اہل بیت علیہم السلام کے دیگر چار ائمہ کرام کا تعلق صوفیہ کے طبقۂ ابدال سے ہے اس سبب طبقۂ ارشاد میں ان کے اسمائے گرامی شامل نہیں ہیں۔

سلسلۃ الذہب کے صوفیاء کرام نے اپنے ارشادات میں واضح طور پر اپنا مذہب صوفیہ قرار دیا ہے۔ چنانچہ حضرت جنید بغدادیؒ اپنے مذہب و مشرب کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں:

"کتابنا ھذا القرآن سید الکتب و اجمعھا و شریعتنا اوضح الشریعۃ و ادقھا و طریقتنا طریق اھل التصوف مشیدۃ" بالکتاب والسنۃ

"ہماری کتاب یہ قرآن ہے جو تمام آسمانی کتابوں کی سردار اور جامع ہے اور ہماری شریعت واضح ترین اور دقیق ترین شریعت ہے اور ہمارا مذہب اہل تصوف کا مذہب ہے جو کہ کتاب اور سنت سے مستحکم ہے۔"

حضرت شیخ ابو نجیب سہروردی آداب المریدین میں مذہب صوفیہ کو جملہ فقہی دبستانوں سے ماورا قرار دیتے ہوئے فرماتے ہیں۔

اختاروا (الصوفیون) من المذاھب مذھب فقھاء اصحاب الحدیث فلیس للمذھب دخل " فی ھذا المشرب فکل من یکون فی المتابعۃ اتم فھو اولی و اقرب الی اللہ

"اہل صوفیہ نے مذہب اسلام میں سے حدیثِ نبویؐ سے روشنی پانے والے فقہاء کے مذہب کو ترجیح دی ہے۔ پس مذہب صوفیہ میں کسی مخصوص فقہی دبستان کو کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ سو جو فرد متابعتِ سنتِ نبویؐ میں کامل تر ہو گا وہی اللہ کے نزدیک عزیز تر ہو گا۔"

آگے چل کر حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ نے بھی مذہب صوفیہ کی استقلالی حیثیت کو اجاگر فرمایا ہے۔

لیکن علمی اور فکری بنیادوں پر اس حیثیت کا واضح ترین تعین حضرت شیخ علاء الدولہ سمنانیؒ نے اپنی تصنیف "العروہ لاھل الخلوۃ والجلوۃ" میں فرمایا ہے۔ اور واضح طور پر مذہب صوفیہ کی اصطلاح استعمال کرتے ہوئے اسے تمام دیگر فقہی و فکری مسالک و مذاہب سے بہتر اور برتر قرار دیا ہے۔ سمنانی فرماتے ہیں کہ یہ لوگ یعنی اہل مذہب صوفیہ نہ تو دیگر فرقوں (مشبہ، معطلہ، قدریہ، جبریہ، خوارجیہ، رافضیہ، اہل سنت) سے اپنی وابستگی جتلاتے ہیں اور نہ ان میں سے کسی کی برائی کرتے ہیں۔ یہ لوگ نہ تشبیہ کے قائل ہیں اور نہ تعطیل کے، قدر کا نظریہ رکھتے ہیں اور نہ جبر کا، نہ خوارج کی طرح حضرت رسولؐ کی بے حرمتی کرتے ہیں اور نہ ناموسِ رسالتؐ اور صحابہ کرامؓ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں۔ نہ ہی فرقہ وارانہ انتہا پسندی کی بھینٹ چڑھ کر اپنے دیگر فقہی مسالک کے پیروکار مسلمان بھائیوں کی دل آزاری کرتے ہیں، بلکہ دیگر ائمہ کا احترام اپنا فرض سمجھتے ہیں۔ سمنانیؒ فرماتے ہیں کہ اس گروہ صوفیہ کی زیارت آپ کو عالم رویا میں کرائی گئی۔ آپ نے ان کے مبارک چہروں پر سیماء الحق یعنی اللہ تعالیٰ کی نشانی دیکھی۔ جب ان کے مذہب و طریق کے بارے میں استفسار کیا تو فرمایا "مارا صوفیہ گویند"

یعنی ہمارے مذہب کا نام صوفیہ ہے۔

اگلے مقام پر امام العالم غوث الاعظم حضرت سید محمد نوربخشؒ نے اپنا مذہب صوفیہ قرار دیتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا ہے۔

واعلم ان مذهب الصوفيه هو الميزان المستقيم و طريق الحق واليقين ليس فيه غلو" ولا مهين ولا نقص ولا مزيد لا افراط فيها ولا تفريط كما كان في القرون الاولى المشهود لها بخير

"جان لے کہ مذہب صوفیہ ہی سیدھا ترازو ہے اور حق اور یقین کا راستہ ہے۔ اس مذہب میں غلو ہے اور نہ ضعف، نہ کمی ہے نہ بیشی، نہ افراط ہے اور نہ تفریط۔ یہ وہی مذہب ہے جو قرون اولیٰ میں رائج تھا اور جس کے خیر ہونے کی شہادت زبان نبوتؐ سے دی گئی ہے۔"

یہ اجمال ہے جس کی تفصیل ان شاء اللہ جلد قارئین نوائے صوفیہ کی نذر کروں گا۔

نوائے صوفیہ: اہل صوفیہ نوربخشیہ فی زمانہ میر سید محمد نوربخشؒ کی کتاب "الفقہ الاحوط" پر عمل پیرا ہیں۔ نوربخشؒ سے پہلے سلسلۃ الذہب کے مشائخ کون سی فقہ پر عمل کرتے تھے؟

علامہ ہادی: اولاً تو آپ کا سوال تصحیح طلب ہے کیوں بدقسمتی سے فی زمانہ اہل صوفیہ نوربخشیہ "الفقہ الاحوط" کی تعلیمات سے کوسوں دور اغیار کی نقالی میں مصروف ہیں۔ جہاں تک نوربخشؒ سے قبل سلسلۃ الذہب کے صوفیاء کا تعلق ہے وہ کسی مخصوص فقہی دبستان کے پابند نہیں تھے۔ یہ تمام صوفیہ مقامات ولایت میں کمال درجہ پر فائز تھے۔

صاحب الفقہ الاحوط کے الفاظ اس ذیل میں یہ ہیں:

مجتهداً في الشريعة مجاهداً في الطريقة واصلاً الى الحقيقة بعلم اليقين و عين اليقين و حق اليقين موقناً في اصولها و فروعها كلياتها و جزئياتها (باب الجهاد)

"(چاہیے کہ جہاد اکبر کا امام یعنی سلسلۃ الذہب کا شیخ ایسا ولی کامل ہو) جو شریعت میں خود مجتہد ہو، طریقت کا مجاہد ہو اور علم الیقین، عین الیقین اور حق الیقین کے وسیلے سے حقیقت تک رسائی پانے والا ہو۔ وہ علوم شریعت و طریقت و حقیقت کے اصول و فروع اور کلیات اور جزئیات کا یقین کامل کے ساتھ ادراک رکھنے والا ہو۔"

یہ امر واضح ہے کہ ایسے مرشد کامل کو رہنمائی کے لیے کسی رسمی فقیہ سے رجوع کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی ہے۔ یہی کمال مذہب صوفیہ کی امتیازی خصوصیت ہے جس کا میں نے پہلے ذکر کیا ہے۔

نوائے صوفیہ: آپ کے نزدیک فی زمانہ عالم اسلام میں موجود فرقہ وارانہ انتہاپسندی کا حل کیا ہے؟

علامہ ہادی: فرقہ وارانہ انتہا پسندی کسی بھی دین و ملت کے لیے وہ مہلک مرض ہے جس کے جراثیم نفسانی آلائشوں سے پیدا ہوتے ہیں، جس کی بنا پر "تعظیم لامر اللہ" اور "شفقت علی خلق اللہ" کا صوفیانہ نبویؐ motto پیش نظر ہونے کے بجائے امت اسلامیہ میں مختلف فیہ امور کو اچھالا جاتا ہے اور ان امور میں جسارت کی جاتی ہے جن کی حقیقت کا پتہ بھی نہیں ہوتا۔ ایسے میں اہل اسلام کو چاہیے کہ وہ اپنا رشتہ اہل صوفیہ سے جوڑیں جن کا مسلک "الفقہ الاحوط" کی اس عبارت سے واضح ہوتا ہے۔

والذی امن باللہ .... الخ

ترجمہ: "جو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور یوم آخرت پر ایمان لائے اور وہ اقرار کرے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، نماز قائم کرے، مالدار ہونے کی صورت میں زکوٰۃ ادا کرے، ماہ رمضان کے روزے رکھے اور استطاعت رکھنے کی صورت میں بیت اللہ کا حج کرے تو کسی مسلمان کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ اس کے کسی مخصوص عقیدے کی بنا پر اس پر کفر کا فتویٰ لگا دے۔" (باب الصلوٰۃ)

صوفیہ کا مذہب امن و آشتی، محبت و رواداری، وسیع النظری، اور احترام آدمیت کا راستہ ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ برعظیم پاک و ہند میں اشاعت اسلام صوفیہ کی اسی تعظیم لامر اللہ و شفقت علی خلق اللہ پر مبنی تعلیمات کا ثمر ہے۔ آج بھی ہم انہی کی تعلیمات کو اپنا کر فرقہ وارانہ انتہا پسندی کی لعنت سے چھٹکارا پا سکتے ہیں۔

نوائے صوفیہ: نوربخشیہ ایک فرقہ ہے یا اتحاد بین المسلمین کی ایک تحریک؟

علامہ ہادی: قرآن حکیم کے واضح حکم وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰہِ جَمِیْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا کے ہوتے ہوئے کسی بھی فرد مسلم کو یہ جواز نہیں ملتا کہ وہ اپنے آپ کو کسی فرقے سے مختص کرے۔ الفقہ الاحوط کی تالیف کا بنیادی مقصد ہی عالم اسلام میں موجود اختلافات کا قلع قمع کرنا اور رواداری اور برداشت کو فروغ دینا ہے۔ پس نوربخشیہ ایک فرقہ نہیں بلکہ اتحاد بین المسلمین کی ایک سعی مشکور ہے۔

نوائے صوفیہ: احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین کے لیے نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کی مساعی سے آپ کس حد تک مطمئن ہیں؟

علامہ ہادی: میں نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کی احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین کے لیے کی جانے والی کاوشوں سے اس لیے مطمئن ہوں کہ اس جریدے میں کسی مسلم مکتب فکر کی دل آزاری کی بھی کوئی بات دیکھنے میں نہیں آئی۔ اس جریدے نے صوفیہ کی وسیع المشربی پر مبنی تعلیمات اندرون ملک و بیرون ملک عام کرنے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ مجھے اس بات سے قلبی سکون ملتا ہے کہ اس جریدے کے لیے مختلف مکاتب فکر کے علماء، محققین اور دانشوروں نے اپنے مضامین اور منظومات ارسال کی ہیں اور یہ رسالہ تمام مکاتب فکر کے قارئین میں یکساں طور پر مقبول ہے۔

نوائے صوفیہ: نوائے صوفیہ کی سویں (100) خصوصی اشاعت کے پرمسرت موقع پر آپ قارئین نوائے صوفیہ کو کیا خصوصی پیغام دیں گے؟

علامہ ہادی: اس پرآشوب دور کی ظلمت میں نوائے صوفیہ مینارۂ نور کی حیثیت رکھتا ہے۔ اہل علم حضرات کو چاہیے کہ نوائے صوفیہ کے قاری اور مستقل خریدار بنیں تاکہ صوفیہ نوربخشیہ کا یہ واحد جریدہ جاری و ساری رہے۔ اس کے علاوہ ہمیں چاہیے کہ ہم کچھ وقت کتب صوفیہ کے مطالعہ کے بھی وقف کیا کریں کیونکہ ان کتابوں کا مطالعہ ان بزرگوں کی صحبت میں رہنے کے مترادف ہے اور جس کے بارے میں مولانا رومؒ نے فرمایا ہے:

یک زمانے صحبتے با اولیا
بهتر از صد سالہ طاعت بے ریا

یعنی کچھ دیر اولیاء کی صحبت میں رہنا سو سالہ بے لوث عبادت سے بہتر ہے۔ کتب صوفیہ کے مطالعے کے ذریعے حاصل ہونے والی اس معنوی صحبت کے حیرت انگیز نتائج پیدا ہوتے ہیں مثلاً مولانا رومؒ کی مثنوی معنوی کے مطالعہ نے ہی اقبال کو اقبال بنایا جس کے فکر نے مسلمانان برصغیر کو خواب غفلت سے بیدار کیا اور مملکت خداداد پاکستان کی تخلیق کا سبب بنا۔ اور کسی فقت نے نہیں بلکہ افکار رومیؒ نے سرزمین ایران میں امام خمینیؒ اور آیت اللہ مطہریؒ جیسی شخصیات کو جنم دیا جو ایران میں دو ہزار سالہ شہنشاہیت کے خاتمے اور انقلاب اسلامی کی بنیاد بنا۔ یہی وجہ ہے کہ ان عظیم شخصیات نے اپنی فکری و شعری تخلیقات میں تعلیمات رومیؒ و دیگر صوفیاء کرام سے استناد کیا ہے۔

ساتھ ہی میں اہل قلم حضرات سے گزارش کروں گا کہ اللہ تعالیٰ نے قلم کی قیمتی امانت آپ کے ہاتھوں میں دی ہے اس امانت کی دیانتداری کے ساتھ ادائیگی اسی صورت میں ہو سکتی ہے کہ آپ اسے ان کاموں میں استعمال کریں جن میں انسانیت کی فلاح اور ہدایت ہے۔ اور یہ بھی ذہن میں رکھیں کہ زندگی برق رفتاری سے گزرتی جا رہی ہے۔ تو جو انفاس باقی ہیں ان کو غنیمت جانیں اور نوائے صوفیہ کے ساتھ قلمی معاونت کریں۔ اس کے ساتھ ساتھ سپریم کونسل علمائے صوفیہ نوربخشیہ پاکستان نے تصنیفات صوفیہ کو اردو جامہ پہنا کر منظر عام پر لانے کا جو حسین خواب دیکھا ہے، اسے شرمندۂ تعبیر کرنے میں بھی اپنی اپنی قلمی خدمات پیش کریں۔ اللہ آپ کا حامی و ناصر ہو۔

❀☆❀☆❀

سوز و گداز زندگی ز آتش آرزوی تو
راہ تو مار می گزد گر نروم بہ سوی تو
من بہ تلاش تو روم یا بہ تلاش خود روم
عقل و دل و نظر ہمہ گمشدگان کوی تو

غنچہ ہائے نو شگفتہ

بچوں کا نوائے صوفیہ

ظفر علی اخوند

پیارے بچو! حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مجھے بچوں کی یہ عادتیں بہت پسند ہیں۔

1- مٹی میں کھیلتے ہیں یعنی غرور اور تکبر کو خاک میں ملا دیتے ہیں۔

2- مٹی کے گھر بناتے ہیں اور گرا دیتے ہیں یعنی یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ دنیا فانی ہے۔

3- لڑتے اور جھگڑتے ہیں اور پھر آپس میں خود گھل مل جاتے ہیں یعنی دل میں بغض نہیں رکھتے۔

4- جو ملتا ہے کھاتے ہیں اور کھلاتے ہیں یعنی ذخیرہ کر کے نہیں رکھتے۔

5- بچے رو کر مانگتے ہیں اور اپنی بات منوا لیتے ہیں۔

(نادیہ امین، طالبہ مدرسہ شاہ ہمدان علی پور)

❀ ☆ ❀ ☆ ❀

پیارے بچو! ہمیں اپنے مسلک پر فخر ہے۔ کیونکہ ہمارے رہبر حضرت میر سید محمد نوربخش ؒ نے کتاب الفقہ الاحوط کے مقدمہ میں ارشاد فرمایا کہ میں ہو بہو شریعت محمدیؐ بغیر کسی کمی و بیشی کے لکھ رہا ہوں۔ یہ سند ہمارے مسلک کے علاوہ کسی بھی فرقہ میں نہیں ہے۔ لہذا ہمیں چاہئے کہ اس کتاب میں موجود تمام شرعی احکامات پر عمل کریں اور انہیں سمجھنے کی کوشش کریں۔ (کوثر اسحاق، ہشتم، ہمجگراں اسلام آباد)

❀ ☆ ❀ ☆ ❀

حسن کارکردگی

مدرسہ شاہ ہمدان علی پور اسلام آباد کے ننھے منھے چھ طلباء وطالبات نے اورادخمسہ، اورادعصریہ اور اورادفتحیہ کے ساتھ ساتھ سورہ یٰسین بھی حفظ کرلی ہے۔ یہ بچوں کے دینی لگن، شوق اور معلمین کی محنت کا ثمر ہے۔ (معلم محمد نواز علی مدرسہ شاہ ہمدان علی پور)

اللہ تعالیٰ امام حسینؑ سے بہت پیار کرتے تھے۔ پیارے بچو! ایک دفعہ ایسا ہوا کہ حضرت امام حسینؑ اور حضرت امام حسنؑ کسی بات پر لڑ رہے تھے۔ اللہ نے حضرت جبرائیلؑ کو بھیجا کہ حضرت امام حسنؑ کو پکڑے تاکہ امام حسینؑ پر کوئی آنچ نہ آنے پائے کیونکہ انہوں نے کربلا میں اتنی بڑی قربانی دینی تھی۔ حضرت فاطمہؑ نے دیکھا کہ حضرت محمدؐ حضرت امام حسینؑ کو پکڑ رہے ہیں۔ تو آپؑ نے حیرانی کے عالم میں اپنے والد محترمؐ سے عرض کیا کہ آپؐ بڑے کو چھوڑ کر چھوٹے کو کیوں پکڑ رہے ہیں۔ تو آپؐ نے فرمایا اے میری پیاری بیٹی میں کیا کروں حضرت جبرائیلؑ آ کر امام حسنؑ کو پکڑ رہے ہیں۔

پیارے بچو! اس سے معلوم ہوتا ہے کہ امام حسینؑ کا رتبہ اللہ کے نزدیک کتنا بڑا ہے۔ ہمیں چاہئے کہ ان کی کربلا میں شہادت کے فلسفے کو صحیح معنوں میں جان کر اس پر عمل کریں۔ (ثمینہ سجاد کلاس ہشتم)

❀ ☆ ❀ ☆ ❀

پیارے بچو! ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ ایک آدمی کو بہت پیاس لگی وہ چلتا گیا آخر ایک کنوئیں کے پاس پہنچا اس نے دیکھا کہ ایک کتا پیاس کے مارے گیلی مٹی چاٹ رہا ہے۔ اس کو کتے پر ترس آیا۔ اس نے پانی نکال کر کتے کو پلایا پھر خود پیا۔ جب یہ منظر حضور اکرمؐ نے دیکھا تو بہت پسند آیا اور فرمایا! اللہ کو اس کی حرکت بہت پسند آئی اور اللہ نے اسے جنت کی خوشخبری عطا کی۔ تو پیارے بچو! ہمیں بھی چاہیے کہ معصوم اور بے زبان جانوروں کا بھی خیال رکھیں۔

(حمیدہ سجاد، کلاس سیون، چک شہزاد اسلام آباد)

❀ ☆ ❀ ☆ ❀

همدانیات

شاہ ہمدانؒ اور بلتستان

سجاد حسین بلغاری ایم ایس سی

1:

ہزاران سلام و رحمت خدا بروح مبارك آں رهنما
ذالطاف و اکرام و احسان او بعرفان و ایمان جمالیم ازو

Shah-e-Hamadan whome we hold in great esteem as a great Sufi of the Muslim world and the messenger of peace, played a pivotal role in bringing about revolutionary changes and transformation in Baltistan. Details of his missionary activities and its impacts on Baltistani society can be traced in "Zaadul Jinan", the oldest history book on Baltistan written by a 12th century local scholar and great poet Akhon Sultan Ali Balghari. "Zaadul Jinan" is a rare book and was not available until 1998 when the writer of these pages discovered an incomplete hand-written manuscript along with another important manuscript "Boq Boq Naama" written by the same author from an ancient mosque in Balghar. Narrating the arrival of Shah Hamadan in Baltistan, Allama Sultan Ali writes:

2:

کتابی رسیدم زا حوال شاه زشاهان تبت سلطان پناه
بعهد مقیم خان شجاعت پلنگ علی ثانی آمد به سال نهنگ
هشتاد و هفتم صدی زکشمیر به تبت رسید آں ولی

Translation: In the book of Najam Saqib, the details of the great Sultan i.e Shah Hamadan and Tibetan kings are given according to which Shah Hamadan came to Baltistan in the year of Nihang | just like the Chinese Snake Year| in the reign of Muqeem Khan, the local rular of Saling, Baltistan. The great saint appeared in Kashmir and Baltistan |Little Tibet| in the seventh century A.H.

At the time when Shah Hamadan came to Baltistan, there was not a single Muslim in Baltistan and the whole population were followers of Budhism. Shah Hamadan was the first Islamic

preacher who came to Baltistan and brought out a gigantic civilizational transformation in this unexplored and inaccessible part of world at that time. Imagine the difficulties and vulnerablities when there was no conveyance available to travel through the sky-rising mountains and difficult terrains when ShahHamdan came to Baltistan to propagate the light of Islam. The 12th Century A.H. local poet and scholar Akhon Sultan Ali Balghari attributes this as miracle of Shah Hamdan.

3:

بوصف علی شاہ دُلدُل سوار   علی ثانی آمد کرامت سوار

درین ملک تبت کرامات او   چو شمس الضحی الشہر تست

Translation: *Like Hazrat Ali A.S. who used "Duldul" |Ali's horse| to ride on and could perform miracles just like that Ali, The Second came here gracefully which is miracle. He came with all the miracles on the land of Tibet and the fame of his miracles in Tibet is as clear and bright as scorching Sun light.* Discussing the impacts of Shah Hamadan on Balti people and soceity, Allama Sultan Ali Balghari writes .

4:

ز الطاف و اکرام و احسان او   بعرفان و ایمان جماعم ازو

Translation: *Due to his benevolent self, his noble efforts, faith and knowledge, we are graceful, acknowledging faithful muslims.* It is interesting to note that the unmatchable and unique peace in Baltistan is due to Shah Hamadan whose teachings stress upon universal love, peace, tranquility, stability and love for humanity. In his well reputed book "Dhakheerat al Malook" or " Zakheeratul Malook:", Shah Hamdan writer:

5:

ان حسن الخلق لیذیب الخطیئه کما یُذیبُ الشمسُ الثلجَ و الجلید

Translation: Verily humble attitude eats up sins in the way as warm sunlight causes melting down of snow.

We are sure that if the teachings of Shah Hamadan are widely spreaded through conferences, seminars and symposiums etc. , then we may play an effective role in establishing peace and tranquility, inculcating a deep sense of Islamic brotherhood thereby paving ways

to universal muslim unity and ensuring peace and stability. In Third chapter of "Dhakheerat al Malook" or " Zakheeratul Malook:" , Shah Hamdan writes:

6 :

ثلاث من لم یکن فیه واحدة منهن فلا یعتدُّ بشیءٍ من عمله. تقوی یحجزهُ
عن معاصی الله عزّوجل او حلم یکفّ به السفیه او خلق یعیش به۔

Translation: Three qualities should simultaneously be in a man. Even if one of them is not found in a man, then the person is surely in vain and he or she can get no benifit. One is Piety or fear of God which can protect man from sinful acts. Second is Forebearance and Tolarance or the power to bear and restrain and refrain which can act as a cover to stop the every kinds of attacks from ignorant people. Defining a Muslim, Maumin, Mujahid, and Muhajir, Shah Hamdan quotes an alluring Hadith | tradition in his book "Dhakheerat al Malook" or " Zakheeratul Malook:" that is eye-catching and attention arresting to all of the Muslims becuase we usually know and use the first part of the Hadith | tradition only thereby leaving and neglecting the remaining parts of the Hadith

7 :

عن فضالة بن عبید قال رسول الله المسلمُ من سلمه المسلمونَ من لسانه و
یده و المومنُ من امنه الناس علی دمائهم و اموالهم و المجاهد من جاهد
نفسه فی طاعة الله و المهاجر من هجر الخطایا و الذنوب۔

Translation: Narrated by Hazrat Fazala Bin Ubaid that the Holy Prophet S.A.W.S. said that a Muslim is the one ; of whose hands and tonque another Muslim remains safe and secure; And a Maumin or True Believer is the one who works as a guard on life and properties of people; And a Mujahid is the one who continuously fights against his Nafs or inner soul until it surrenders to to the will of God; And a True Muhajir or Migrant is the one who migrates or runs away from all kinds of sins and unlawful acts and remains uncorruptable.

Such are the sublime teachings of Shah Hamadan that ensures success in both of worlds. It is due to the untiring missionary efforts of the great saint and his towering personality that an examplary peaceful Islamic soceity has been established and flourished in Baltistan. Mir

millions of people of Tibet, Yarkand and Baltistan.
In 786 A.H. when Shah Hamdan was set to go back, his disciples in Baltistan requested him for advice. Shah Hamdan gave some valuable advices to the disciples. Some of which are presented here:

8:

قناعت بہر حال اولی بود
بقانع رضا ہائی مولا بود
ولیکن بعلم رضائی خُدا
قناعت گزیدن باشد خطا

Translation: *Be contended with what you have in all matters except in seeking knowledge because to be content in education and knowledge, that leads to seeking of God's will, is a serious mistake unpardonable.*

9:

زعالم ہماں کس عالم بداں
کہ علمش جسد و تقوی رواں
زعلم رسومی قانع مشو
بنفس و ہوائیت تابع مشو

Translation: *In keeping yourselves close to scholars whose body is full of*

Sayyid Ali Hamadani's religious services also extended to Yarkand and Kashmir. The people of Yarkand are still believer and followers of Shah Hamadan. It is said that Aurad-e Fathehiyyia compiled by Shah Hamadan is recited and read even todate by the people of that area. Most recently one of our friends has brought with him from Kashghar a printed manuscript of Aurad-e Fathehiyyia with translation in Yaghoor, the Kashgharian language. The preaching centre of Shah Hamadan wasTajikistan where his shrine is now located.
It is interesting to note that Ameer Kabbir Mir Sayyid Ali Hamadani well known as Shah Hamadan went around the world on the instruction of a Sufi Master Hazrat Sheikh Mehmood Muzdaqani. Shah Hamadan first visited city to city and then from country to country and met with one thousand and four hundred saints thereby getting hands-on sipritual knowledge and mystical benifits from all the 1400 saints. It is said that he came to Kashmir thrice times and 37000 Kashmiri people were converted to Islam at the hands of Shah Hamdan. This does not include the

After crossing the famous Zoji Pass, Shah Hamdan went to Kashmir and from there the saint was on his way to perfom Hajj but breathed his last at Pakhli. His disciples managed to take his dead body to Khutlan where he is buried. The place is presently known as Kulaab, in the distant hilly region of Tajikistan, 240 KM south of Dushanbe. It was due to Shah Hamdan's intuitive genius and unbound capabilities that got converted the Budhist population of Baltistan to Islam.

It was his unlimited spiritual powers and unusal abilities that changed the course of history and destinies of many nations including that of Baltistan. Shah Hamdan was endowed with such moral, physical, mental and spiritual abilities that he explored the unknown on this planet of ours and solved the intricate riddles of religious matters, posed by the ugliness of that time. It seems that his indomitable spirit cannot be chained by shakles of time and space. With luminous wings of intuitive wisdom, sublime spiritual attainments and moral steadfastness, Shah Hamdan seems to soar so high that *knowledge and from whom spiritual piety emanates, there lies the success in both of the worlds.*

Remember that a scholar or Aalim is the one whose body is knowledge and whose spirit is piety or Taqwa i.e. to refrain and abstain from all kinds of sins and wrong-doings. Do give up traditional education but also do not enslave yourselves to nafs|inner-self and geed. After completing his mission of preaching to the people of Yarkand and adjoining areas, Shah Hamadan came to Baltistan for the second time. This time the saint chose Hisper and Biafo glaciers as his way back to Baltistan and reached Braldo, Shigar. The local ruler of Shigar named Ghori Thum was very cruel and had a bad reputation. This cruel king was converted to Islam at the hands of Shah Hamdan. This event is mentioned in "Zaadul Jinan" as follows: **10**

ازاں بعد براہ برالدو شیگر
بہ سال کہ یك ھاو ذال و دو میم
غوری تھم کہ بدنام شاہ شیگر
نصیب شد اسلام ز فضل کریم

3. "Dhaadul Jinan" or "Zaadul Jinan" page # 246 written by Allama Akhon Sultan Ali Balghari, an unpublished hand-written manuscript of 12th Century A.H .

4. "Dhaadul Jinan" or "Zaadul Jinan" page # 246 written by Allama Akhon Sultan Ali Balghari, an unpublished hand-written manuscript of 12th Century A.H.

5. "Dhakheerat Al Malook" or " Zakheeratul Malook" By Ameer Kabbir Mir Sayyid Ali Hamdani, Page # 99, Chapter # 3, Urdu Translation by Saddruddin Aazamayee Al-Mujaddadi, Madni Publishers, Rawalpindi; Edition 1987.

6. "Dhakheerat Al Malook" or " Zakheeratul Malook" By Ameer Kabbir Mir Sayyid Ali Hamdani, Page # 99, Chapter # 3, Urdu Translation by Saddruddin Aazamayee Al-Mujaddadi, Madni Publishers,

باقی صفحہ نمبر 57 پر

the human feelings and temptatations cannot reach him. Shah Hamdan had attained such a degree of perfection and development that his personality dwarfs other creatures of this universe. Such a perfect man par excellence can be classed as Ashraful Makhlooqat, the best of all creatures and subordinate or caliph of God on the earth.Perhaps it is for such saints to whom Allama Iqbal pays rich tributes in the following words :

ہاتھ ہے اللہ کا بندۂ مومن کا ہاتھ
غالب و کار آفریں، کار کشا، کار ساز
خاکی و نوری نہاد، بندۂ مولا صفات
ہر دو جہاں سے غنی اس کا دل بے نیاز

1. "Dhaadul Jinan" or "Zaadul Jinan" page # 246 written by Allama Akhon Sultan Ali Balghari, an unpublished manuscript hand-written of 12th Century A.H.

2. "Dhaadul Jinan" or "Zaadul Jinan" page # 164 written by Allama Akhon Sultan Ali Balghari, an unpublished hand-written manuscript of 12th Century A.H.

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

(شریعت محمدیہ کی روشنی میں)

علامہ محمد بشیر صاحب

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کئے جاتے ہیں۔ ہم پہلے بھی کئی بار کہہ چکے ہیں کہ رسالے میں جن سوالات کے جوابات شائع ہو چکے ہوں، اُن سوالات کے جوابات دوبارہ شائع نہیں کئے جائیں گے۔ اس بات کو قارئین ضرور یاد رکھیں۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات وجوابات

سوال نمبر 1: کیا سر پر مسح کرنے کے لئے بالوں کا خشک ہونا ضروری ہے؟ (سائل محمد علی شاہ سید ہاسٹل راولپنڈی)

جواب نمبر 1: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo سر پر مسح کرنے کے لئے بالوں کا خشک ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ آپ گیلے بالوں پر مسح کر سکتے ہیں ایسا کرنا شرعاً درست ہے۔

سوال نمبر 2: موبائل فون میں فلمی گانے اور قابل اعتراض تصویریں ہوں تو اس قسم کے موبائل جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(سائل محمد علی شاہ سید ہاسٹل راولپنڈی)

جواب نمبر 2: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo موبائل میں فلمی گانے اور قابل اعتراض منظر والی تصویریں موجود ہوں تو اسے جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا شرعاً درست قرار پاتا ہے تاہم نماز کی حالت میں موبائل کو بالکل بند رکھنا ضروری ہے۔ اس کو عدم جواز پر محمول کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ پیٹ کے اندر غائط اور پیشاب وغیرہ موجود ہیں۔ لہٰذا غائط اور پیشاب سے پیٹ کو خالی کرنا پڑے گا پھر جا کے نماز درست ہوگی۔ ایسی مضحکہ خیز بات کوئی نہیں کہہ سکتا پس موبائل جیب میں مخفی ہے لہٰذا نماز کی صحت شرعاً متاثر نہیں ہوگی۔ مزید وضاحت طلب کی جا سکتی ہے۔

سوال نمبر 3: بینک کی ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب نمبر 3: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo بینک کی ملازمت شرعاً درست کام ہے اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔

سوال نمبر 4: بینک میں پیسے جمع کر کے اپنی رقم سے زیادہ وصول کرنا جائز ہے؟ (سائل سجاد حسین اسلامک یونیورسٹی)

جواب نمبر 4: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جناب والا! اسی کا نام تو سود ہے جو شرعاً حرام ہے۔

سوال نمبر 5: نماز عیدین اور زیارات کی نمازیں مرد حضرات کی طرح خواتین بھی اجتماعی ادائیگی کی صورت میں پڑھ سکتی ہیں؟

جواب نمبر 5: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo عیدین کی نماز اور زیارت کی نمازیں مردان اور زنان دونوں اجتماعی ادائیگی کے طور پر پڑھ سکتے ہیں۔ تاہم دونوں کے درمیان پردہ حائل ہونا ضروری ہے یا عورتیں خود اجتماعی ادائیگی کر سکتی ہیں۔ بشرطیکہ اہلیتِ نماز کی اہلیت والی کوئی خاتون امامت کے فرائض انجام دیتی ہو۔

سوال نمبر 6: غلے کی زکوٰۃ جو دسواں حصہ ہے تو کیا بطور زکوٰۃ دسواں حصہ کی قیمت بھی ادا کی جا سکتی ہے؟ (سائل غلام حسین لوکھا)

جواب نمبر 6: بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo جی ہاں! بطور زکوٰۃ دسواں حصہ غلے کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ اس کے لیے علاقائی بھاؤ شرعاً معتبر ہوگا۔

امید ہے کہ سائلین ان جوابات سے مطمئن ہوں گے۔ ✰

اخبار تصوف

دُنیائے تصوف کی خبریں

ت۔ ن۔ ل

یادوا ہیلتھ اینڈ ایجوکیشن سنٹر خپلو میں عید غدیر کی تقریب

عید غدیر کے موقع پر یادوا ہیلتھ اینڈ ایجوکیشن سنٹر خپلو کے زیر انتظام ایک تقریب ہوئی۔ صدارت ڈاکٹر محمد حسین نے کی۔ مہمان خصوصی اخوند محمد حسین کاشف تھے۔ تلاوت کا شرف طالب علم محمد علی مرشی گوند نے حاصل کیا۔ ناظم اُمور ہاسٹل محمد جان نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ انہوں نے ادارے کے لئے جانی مالی اور فعلی تعاون کرنے والوں کا شکریہ ادا کیا۔ اس وقت ہاسٹل میں سترہ طالب علم زیر تعلیم ہیں اور قیام وطعام بھی ادارہ برداشت کر رہا ہے۔ وارڈن محمد ابراہیم تبسم، نیاز علی شگری، محمد نسیم شگری، ثاقب حسین مچلوی، محمد اشرف شگری نے قصیدہ اور نعت شریف پیش کی۔ غلام حیدر راہی خپلوی، شاہنواز احمد تھلسوی، غلام نبی شاہین سرموی، محمد جان، ڈاکٹر محمد حسین اور مہمان خصوصی اخوند محمد حسین کاشف نے اپنے زریں خیالات کا اظہار کیا۔ آخر میں طالب علم شیر علی بلغاری کے دعائیہ کلمات کے ساتھ تقریب کا اختتام ہوا۔

رپورٹ: غلام نبی شاہین کھر سرموں

❁ ☆ ❁ ☆ ❁

چیف سیکریٹری بابر یعقوب فتح محمد کا خانقاہ معلیٰ خپلو کا دورہ

چیف سیکریٹری شمالی علاقہ جات جناب بابر یعقوب فتح محمد نے خانقاہ معلیٰ خپلو بالا کا تفصیلی دورہ کیا۔ اس موقع پر حاجی محمد اقبال MNLC نے چیف سیکریٹری کو خانقاہ کی تعمیر و توسیع کے بارے میں تفصیلات سے آگاہ کیا۔ خانقاہ تعمیر و توسیع کے مراحل سے گزر رہی ہے۔ یہ خانقاہ تین سو سال پرانی ہے۔ اور پورے ایشیا میں تین بہترین خانقاہوں میں دوسرے نمبر پر ہے۔ تعمیراتی کمیٹی کے ممبر حاجی محمد سلیم نے بریفنگ دیتے ہوئے کہا کہ خانقاہ معلیٰ خپلو بالا کی تعمیر و توسیع کے لئے تین کروڑ روپے لاگت کا تخمینہ ہے۔ اور خانقاہ کی تعمیر و توسیع خپلو کے عوام کی دیرینہ خواہش ہے اور اس میں عوام، ملازمین اور بیرون ملک ملازمین خپلو نے بڑھ چڑھ کر عطیات دی ہیں۔

رپورٹ: شمیم رضا گلبنی خپلو

❁ ☆ ❁ ☆ ❁

حسن آباد میں مدرسے کا قیام

نوجوانان حسن آباد مقیم اسلام آباد نے اکتوبر 2007ء میں نوجوانوں اور گاؤں کے بزرگوں کی باہمی رضامندی اور مشورے سے مدرسۃ المظہر الاسلام صوفیہ نوربخشیہ کی بنیاد رکھی۔ اور مدرسے کی توسیع کے لئے ابو غلام حسین نے فی سبیل اللہ اپنی زمین دینے کا اعلان کیا اور مدرسے کی توسیع عمل میں لائی۔ نوجوانوں نے حسن آباد کے عوام اور طالب علموں کی رہائش کے سلسلے میں اسلام آباد گری روڈ پر ایک پلاٹ خرید لیا اور اس کی تعمیر شروع کی۔ اور پہلی منزل کی تعمیر پر تقریباً 7 لاکھ روپے خرچ ہوئے۔ مزید رقم کے لئے مخیر حضرات نے امداد دینے کی یقین دہانی کرائی ہے۔ اس فلاحی کام میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے پر تمام نوجوانان حسن آباد، علمائے کرام، عوام اور بزرگ مبارک کے لائق ہیں۔

رپورٹ: عبداللہ حسن آبادی، اسلام آباد

❁ ☆ ❁ ☆ ❁

نوربخشی طلبہ کا اعزاز

ایم ادریس ظفر (حسن آبادی) ولد حاجی محمد جان نے

بہاءالدین زکریا یونیورسٹی ملتان سے ایم۔اے پولیٹیکل سائنس میں سمسٹر سسٹم کے تحت ہونے والا امتحان 2000 نمبروں میں سے 1445 نمبر (Gp 3.45) لے کر فرسٹ ڈویژن میں پاس کرنے کے علاوہ پوری یونیورسٹی میں دوسری پوزیشن بھی حاصل کی۔ انہوں نے اس کامیابی کا سارا کریڈٹ ان کے والدین کے نام کیا۔ جن کی دعاؤں کی بدولت آج ایک اعلیٰ تعلیمی ادارے سے ڈگری حاصل کی۔

گلشن تصوف (تھچو) میں یوم عاشورہ مذہبی عقیدت و احترام سے منایا گیا

گلاب پور شگر میں گزشتہ دنوں یوم عاشور کی مجلس میں جناب مولانا فدا علی شگری نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ فلسفہ شہادت کا مفہوم یہ ہے کہ اسلام کی حفاظت اور کلمہ حق کے لیے کسی مصلحت کا شکار نہ ہوں بلکہ امام عالی مقام نے اس حالت میں بھی اللہ ہو کی صدا بلند کی۔ اور پیغام دیا کہ دین اسلام کے ستون کو نماز ہر حالت میں متزلزل نہ ہونے دیں بلکہ اس کے استحکام کے لئے کسی بھی قربانی سے دریغ نہ کریں اسی کا نام تصوف ہے اور اسی کا نام جہاد ہے۔

رپورٹ: عیسیٰ خان شگری

یوم وصال امیر کبیر سید علی ھمدانیؒ

خپلو میں گزشتہ دنوں یوم وصال امیر کبیر سید علی ھمدانیؒ کی مناسبت سے خانقاہ معلی چقچن خپلو سے متصل ہال میں ایک محفل مذاکرہ منعقد ہوئی جس میں مولانا محسن علی، مولانا علی محمد حادی، مولانا علی محمد خپلوی اور مولانا عبدالسلام حیدری نے اس محفل میں اپنے زرین خیالات کا اظہار کیا۔ اور آخر میں ملک کے استحکام کے لئے دعا کے ساتھ محفل مذاکرہ کا اختتام ہوا۔

خپلو بیورو چیف

مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کی تقریب سالگرہ

مورخہ 28 دسمبر 2008 بروز اتوار مدرسہ شاہ ہمدان صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد نے اپنی پہلی سالگرہ منائی جس میں طالب علموں سمیت کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔ تقریب میں اخوند محمد حسین، انجینئر غلام حسن اور سجاد حسین مہمانان خصوصی تھے۔ جج کے فرائض محمد یوسف نوری اور غلام محمد شاہین نے سرانجام دیے۔ جبکہ سٹیج سکریٹری کے فرائض معلم ظفر علی آخوند نے سرانجام دیے۔ تقریب میں تلاوت، نعت، تقریر اور ناظرہ کے مقابلے رکھے گئے تھے۔ تلاوت میں سخاوت یوسف، نعت میں نادیہ آمین اینڈ کوثر اسحاق، تقریر میں ایاز حسن جبکہ ناظرہ میں نائیلہ بتول نے بالترتیب پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔ ساتھ انہیں انعامات سے بھی نوازا گیا۔

اسٹیج سکریٹری کے فرائض کے ساتھ ساتھ معلم ظفر علی آخوند نے پورے سال کے پروگریس رپورٹ کے بارے میں آگاہ کیا۔ جس پر تمام لوگوں نے معلمین کی محنت اور کوشش کو خراج تحسین پیش کیا اور مہتمم جناب بابو دولت صاحب کو خراج تحسین پیش کی۔ تقریب میں اخوند محمد حسین، تعلیمی کمیٹی کے ممبران محمد یوسف نوری، غلام محمد شاہین، اشرف حسین اور معلم محمد نواز علی نے اپنے خیالات کا اظہار کیا اور طلبا وطالبات کے محنت لگن اور شوق کو سراہا گیا۔ آخر میں آخوند محمد حسین صاحب نے اختتامی دعائیہ کلمات کے ساتھ تقریب کو اختتامی شکل دی۔ اختتام پر حاضرین کے لئے ریفریشمنٹ کا انتظام بھی کیا گیا۔

رپورٹ: معلم ظفر علی آخوند

شاہاز کرم بر من درویش نگر
بر حال من خستہ و دل ریش نگر
ہر چند نیم لایق بخشایش تو
بر من منگر بر کرم خویش نگر

انجمن صوفیہ نوربخش ویلفیئر آرگنائزیشن نوبرہ لداخ انڈیا (رجسٹرڈ) کا بجٹ بابت سال 2007ء

ماہ	آمد	مصارفات	بچت
سابقہ سال	-		29,842
جنوری	55,000	56,247	28,595
فروری	56,450	50,897	34,148
مارچ	83,756	14,950	102,954
اپریل	-	57,621	45,333
مئی	43,800	27,050	62,083
جون	242	-	62,325
جولائی	-	-	62,325
اگست	60,000	57,949	64,376
ستمبر	30,000	48,843	45,533
اکتوبر	-	22,681	22,852
نومبر	54,610	7,294	70,158
دسمبر	62,568	80,524	52,202
ٹوٹل	446,416	424,056	

تفصیل آمدن و مصارفات سال 1998ء تا 2007ء

سال	آمدن	مصارفات	بچت
1998	205,685	135,802	69,883
1999	420,000	347,534	72,466
2000	223,878	365,133	-141,255
2001	286,263	284,953	1,310
2002	390,107	314,319	75,788
2003	335,736	377,975	-42,239
2004	578,511	589,412	-10,901
2005	530,785	531,273	-488
2006	453,473	444,962	8,511
2007	446,416	424,056	52,202
میزان	3870,854	3815,419	

رپورٹ: آخوند علی حسن، نوبرہ انڈیا

❁☆❁☆❁

اسلام آباد میں یوم عاشورہ مذہبی عقیدت و احترام سے منایا گیا

اسلام آباد میں گزشتہ دنوں محرام الحرام کی مناسبت سے یوم عاشور مذہبی عقیدت و احترام کے ساتھ منایا گیا حافظ ذاکر حسین ثاقب سرموی نے محرم الحرام میں فلسفہ شہادت اور امام عالی مقام حضرت امام حسینؑ کی سیرت و کردار پر تفصیلی روشنی ڈالی۔ اور مسلمانوں پر زور دیا کہ وہ حق و باطل کے معرکے میں ہمیشہ حق کا ساتھ دیں اور آنے والی نسلوں کو صحیح اسلامی تعلیمات سے روشناس کرائیں۔ اس موقع پر بزرگوں خواتین و حضرات اور نوجوانوں نے کثیر تعداد مذہبی جوش و جذبہ کے ساتھ محرم الحرام کی مجلس میں شرکت کی۔ آگاہ رہے کہ اسلام آباد کے عوام حافظ ذاکر علی ثاقب سرموی کی مجلس کو بہت پسند کرتے ہیں۔

رپورٹ: عابدین، سکریٹری انفارمیشن NYF

❁☆❁☆❁

نوجوانان امیر آباد کے زیر اہتمام طلبہ اور AWA کا مشترکہ اجلاس

گزشتہ دنوں مدرسہ نجم الهدیٰ امیر آباد میں نوجوانوں کے زیر اہتمام طلبہ اور AWA کا ایک مشترکہ اجلاس ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں سماجی کارکنان اور AWA کے عہدیداروں نے شرکت کی۔

شجاعت علی نے اجلاس کے اغراض و مقاصد سے شرکاء کو آگاہ کیا۔ شرکاء اجلاس نے مدرسہ کی موجودہ صورتحال، اس کے مستقبل، مروجہ نظم و نسق، اساتذہ کی کمی جیسے حل طلب مسائل سے متعلق

تفصیل سے گفت وشنید کی اور آئندہ کے لیے لائحہ عمل بھی مرتب کیا۔

اجلاس میں بابر علی نوری، محمد حسین، محمد عبداللہ ہادی، محمد بشیر، محمد علی گلزار نے دینی علم کی افادیت پر روشنی ڈالی اور طلبہ کو زیادہ سے زیادہ علوم کی طرف توجہ دینے کو کہا گیا۔

رپورٹ: گلزار ملک

مدرسہ شاہ ہمدان سکردو میں امتحانی نتائج

گزشتہ سالوں کی طرح اس سال بھی مدرسہ شاہ ہمدان سٹیلائٹ ٹاؤن سکردو میں امتحانی نتائج 95 فی صد رہا۔ نتائج میں مہتمم اعلیٰ اور اساتذہ سمیت تمام طالب علموں نے شرکت کی۔

نتیجہ کچھ یوں ہے۔ درجہ خامسہ میں سے محمد امین بلغاری، احمد حسین سرمیکی، صابر حسین بلغاری، درجہ رابعہ میں سے عبدالرحمٰن، منور ظریف کوروی، غلام رسول سرمیکی، درجہ ثالثہ میں سے نوردین نورتی، نور علی ڈغونی، جاوید علی، درجہ ثانیہ میں سے ذوالفقار علی تلسوی، صلاح الدین ایوجی، طاہر علی تھلوی، درجہ اولیٰ میں سے شمیم اختر، سید ریاض علی، عارف حسین نے بالترتیب پہلی، دوسری اور تیسری پوزیشن حاصل کی۔

رپورٹ: محمد ابراہیم سراج اور محمد ابراہیم شہزاد

NYF شگر کے صدر کی حضرت بادوا" کی درگاہ عالیہ پر حاضری

NYF شگر کے صدر اکبر جاوید ابدالی نے محمد معراج ابدالی کے ہمراہ حضرت بادوا" کی درگاہ عالیہ پر حاضری دی۔ ظہر وعصر کی نمازیں اور فاتحہ پڑھی۔ رات واپس خپلو قیام کے بعد اگلے دن حضرت عون علی عون المومنین کے مزار پر حاضری دی اور فاتحہ پڑھی۔ جامع مسجد چقچن خانقاہ اور دیگر خانقاہوں کا دورہ کیا۔ نیز غلام حسن حسنو، فقیر محمد ابراہیم، مفتی علی محمد حادی، سابق صدر NYF غلام مہدی سنگو، عبدالرحمٰن غریبی، محمد اسلم مجلوی، محمد اسحاق شہبازی اور انسپکٹر محمد ابراہیم سے ملاقات کی۔

رپورٹ: محمد اسلم نوری ہائی سکول شگر

کورو کے معزز حجاج کرام کی وطن واپسی پر مبارکباد

کورو کے معزز حجاج کرام جناب حاجی محمد بشیر صاحب سابق (DSP)، جناب حاجی محمد علی صاحب (SIP)، جناب حاجی شکور علی صاحب (مدرس)، جناب حاجی فضل علی صاحب اور جناب حاجی محمد یوسف صاحب فریضہ حج کی ادائیگی پر ہم انتظامیہ اور اراکین ابوچو فقیر میموریل لائبریری کورو کی جانب سے ان معزز حجاج کرام کو مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ اور دعاگو ہیں کہ اللہ ان کی اس نیک سعی کو قبول فرمائے۔ آمین۔

رپورٹ: ابوچو فقیر میموریل لائبریری

شاہ سید سٹوڈینٹ ہاسٹل میں شگر کے طلباء کا اجلاس

شاہ سید سٹوڈینٹ ہاسٹل راولپنڈی میں مقیم علاقہ شگر کے طلباء کی ایک اہم میٹنگ میں یہ بات طے ہوگئی کہ تنظیم طلباء تصوف (TTT) کو علاقہ شگر کی طلبا کی ایک نمائندہ جماعت بنائی جائے گی۔ شگر سے تعلق رکھنے والے محمد طارق، محمد رفیق، عارف حسین، صدر محمد خان، محمد ریاض، محمد ندیم نے اس معاملے پر بحث کی۔ انہوں نے محمد خان اور اس کی پوری ٹیم کو مبارکباد دیتے ہوئے کہا کہ تنظیم طلباء تصوف کو پورے شگر کی ایک نمائندہ نوربخشی تنظیم بنائی چاہیے۔ تاکہ دونوں اطراف کے طلباء کے مابین باہمی ہم آہنگی اور مذہبی جوش و جذبہ کو فروغ دیا جاسکے۔ انہوں نے پورے علاقہ کے نوربخشی طلباء کی جون 2009 میں ہونے والی تنظیم کے سالانہ کنونشن میں شمولیت کی دعوت دی جو انہوں نے قبول کرلی۔ نیز باقاعدہ طور پر (TTT) ممبر شپ حاصل کرنے پر زور دیا گیا۔

رپورٹ: محمد ندیم شگری

ادبی کونسل شاہ سید سٹوڈنٹ ہاسٹل کا قیام

شاہ سید ہاسٹل راولپنڈی میں طلباء نے متفقہ طور پر ادبی کمیٹی کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔ اس ادبی کمیٹی / کونسل کا نصب العین ہاسٹل ہذا میں مقیم تمام طلباء کی ذہنی، علمی، ادبی اور اخلاقی تربیت کے ذریعے ان کی کردار سازی ہے۔ اس کمیٹی نے ہاسٹل کے اغراض ومقاصد وضع کئے ہیں۔ ادبی کونسل کے ممبروں کے نام درج ذیل ہیں۔

1۔ برکت علی صدر

2۔ عبدالرحمن جنرل سیکرٹری

3۔ محمد خان شگری فنانس سیکرٹری

رپورٹ: NYF

❁ ☆ ❁ ☆ ❁

تقریب حلف برداری NYF

مورخہ 24 نومبر 2008ء کو جامع مسجد چھچن میں جناب فقیر محمد ابراہیم کی صدارت میں ایک عظیم الشان جلسہ بسلسلہ تقریب حلف برداری نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن خپلو منعقد ہوا۔ نظامت کے فرائض جناب غلام عباس صاحب جنرل سیکرٹری کر رہے تھے۔ جلسے کا آغاز جناب بوا ذکریا صاحب نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ نیاز علی نے نعت پیش کی۔ محمد حسین صاحب، مولوی عبدالسلام صاحب، فقیر محمد ابراہیم صاحب، ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب، کاچو مہدی صاحب اور محسن علی صاحب صدر NYF نے خطاب کئے اور جناب محسن علی صاحب نے اٹھارہ رکنی کابینہ سے حلف لیا۔ نئی کابینہ میں جناب محسن علی صاحب صدر، جناب غلام عباس اطہر صاحب جنرل سیکرٹری، عبدالکریم غریس صاحب فنانس سیکرٹری، خادم حسین نوری سیکرٹری نشرواشاعت اور دیگر عہدے دار نامزد کئے گئے۔

رپورٹ: عباس اطہر خسیر گرونگ خپلو

❁ ☆ ❁ ☆ ❁

تقریب حلف برداری

مورخہ 12 نومبر 2008 کو تنظیم نوجوانان صوفیہ نوربخشیہ

خپلو بالا کا ایک اہم اجلاس ہوا جو حلف برداری کے سلسلے میں منعقد کیا گیا تھا۔ اس اجلاس کے مہمان خصوصی جناب حاجی بلال صاحب تھے۔ اجلاس کا باقاعدہ آغاز تلاوت کلام پاک سے ہوا جس کا شرف حافظ غلام عباس (بابی) نے حاصل کیا۔ اس کے بعد تنظیم کے نائب صدر جناب عارف حسین نے تنظیم کے اغراض ومقاصد اور تنظیم وجود میں لانے کے اسباب سے آگاہ کیا۔ اس کے بعد نائب صدر محمد حسین، حاجی بلال نے اپنے زرین خیالات سے محفل کو نوازا۔ بعد میں حاجی بلال صاحب نے نومنتخب کابینہ سے حلف لیا۔ ابراہیم خان صدر، عارف حسین نائب صدر، عبدالرحیم کرخی جنرل سیکرٹری، محمد رضا فنانس سیکرٹری، الیاس کھانسر ڈپٹی فنانس سیکرٹری، محمد رضا عسکری سیکرٹری نشرواشاعت، شمس الدین ڈپٹی جنرل سیکرٹری اور باقی سات ممبر نامزد کئے گئے۔

رپورٹ: محمد رضا عسکری

سیکرٹری نشرواشاعت

❁ ☆ ❁ ☆ ❁

مسجد ہنڈلی میں عظیم الشان جلسہ

حسب دستور سابق امسال بھی صوفی سینگ خپلو میں اعتکاف نشینی کا اہتمام کیا گیا جس میں ملک بھر سے اہل تصوف نے شرکت کا شرف حاصل کیا۔ 15 خوش نصیبوں نے تین مہینے جبکہ دیگر نے مہینہ، دس روزہ، سہ روزہ اور ایک روزہ اعتکاف کی سعادت حاصل کی۔ 30 ستمبر 2008ء کو اعتکاف نشینی کے اختتام پر مسجد چھونگ خپلو میں افطاری اور تراویح وغیرہ سے فراغت کے بعد ایک عظیم الشان جلسہ منعقد ہوا۔ جس کا آغاز حافظ عبدالرحمن سرموی کی تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ عابد حسین، راشد لطیف، شفیع الرحمن اور آخوند مہدی حکسی نے نعت رسول مقبول پیش کی۔ اسٹیج سیکرٹری کے فرائض عبدالرحیم اور عمران مہدی سرموی نے سرانجام دیے۔ مولانا عبدالسلام حیدری، مولانا علی محمد محمدی، محقق نوربخشیہ غلام حسن حسنو، سید ذاکر حسین، حافظ ذاکر علی ثاقب، مولانا محسن علی ثاقی، صدر محفل فقیر محمد ابراہیم صاحب نے اپنے زرین خیالات سے حاضرین کو آگاہ کیا۔ معروف شاعر اخوند محمد ابراہیم

کاشف نے اعتکاف کے موضوع پر اپنا تازہ کلام سنایا۔ اور آخر میں اسلام کی سربلندی، پاکستان کی سلامتی و استحکام اور دینوی و اخروی فلاح ونجات کے لئے دعائیہ کلمات کے ساتھ یہ روحانی محفل بوقت سحری اختتام کو پہنچی۔ رپورٹ: محمد یاسین نمائندہ نوائے صوفیہ کھرکوہ

انتقال پُر ملال

گذشتہ دنوں معروف صوفی بزرگ اخوند محمد یوسف جو کہ علامہ محمد بشیر صاحب کے سسر تھے اسلام آباد میں سڑک عبور کرتے ہوئے کار حادثے میں انتقال کر گئے۔

علاقہ تھلے کی معروف شخصیت علی مردان جو کہ بابو دولت علی تھلوی صاحب وائس پریذیڈنٹ زرعی ترقیاتی بنک اسلام آباد کے والد گرامی تھے انتقال کر گئے۔ مرحومین کی وفات سے لواحقین کو جو صدمہ پہنچا ہے ادارہ نوائے صوفیہ اس میں برابر کا شریک ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مرحومین کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور لواحقین کو صبر و جمیل عطا فرمائے۔ آمین (ادارہ)

سکردو اور گانگ چھے

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کے نمائندگان سے گزارش ہے کہ وہ آئندہ شمارہ حاصل کرنے کے لیے رقم غلام مہدی صاحب بمقام حسنی چوک سکردو کے پاس جمع کروا کر شمارہ حاصل کریں اور اسلام آباد ہیڈ آفس کو بھی اطلاع دیں۔ فون نمبر 0335-4103605

مبارک بادی

ادارہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کی طرف سے طاہرہ حسین بلغار اور راشدہ بی کرامنگ خپلو کو قرآن حفظ ہونے پر مبارک باد پیش خدمت ہے۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ دوسرے لوگوں کو حفظ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (ادارہ)

اظہار تشکر

میں ان تمام لوگوں سے مشکور و ممنون ہوں جنہوں نے میری والدہ کی وفات پر اپنی قیمتی وقت میں سے وقت نکال کر مجھے فون اور میری گھر میں آ کر غم کا اظہار اور والدہ کی روح کے لیے دعا کی۔

(بابو غلام علی ہیڈ کلرک اے سی آفس گنگس)

صدر این وائی ایف براہ پائین حاجی محمد یوسف کا شاندار استقبال

نوربخشیہ فیڈریشن براہ کے صدر حاجی محمد یوسف صاحب امسال حج کی سعادت حاصل کر کے جب واپس پہنچے تو نوجوانان براہ نے ان کا فقید المثال استقبال کیا۔ حاجی موصوف نہ صرف این وائی ایف کے صدر ہیں بلکہ ان کا براہ پائین میں نوربخشی مسلک کے لئے شاندار خدمات ہیں جو سنہری حروف میں لکھنے کے قابل ہیں۔

رپورٹ: محمد شریف دلشاد براہ پائین

اظہار تعزیت

NYF براہ پائین کے صدر حاجی محمد یوسف کے والد بزرگوار حاجی عبدالرحمان کی وفات پر اسلام آباد اور ادارہ نوائے صوفیہ ملت نوربخشیہ کی طرف سے تعزیت کرتے ہیں۔ (ادارہ)

انتقال پر ملال

این ایس ایف کے سرگرم رکن منظور حسین بزی کے والد حاجی محمد حنیف رضائے الٰہی سے وفات پا گئے۔ ان کے ایصال ثواب کے لیے اسلام آباد پنڈی مسجد انتظامیہ، نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن، این ایس ایف اور کرامنگ کے نوجوانوں نے دعائیہ تقریب کا اہتمام کیا اور مرحوم کے پسماندگان سے دلی ہمدردی کا اظہار کیا گیا۔

رپورٹ: اسرار حسین فہیم

تقریب حلف برداری

25 جنوری 2009 بروز اتوار یوتھ ونگ ملت اسٹوڈینٹس فیڈریشن کراچی یونٹ کے زیر اہتمام تقریب حلف برداری منعقد ہوئی۔ تقریب کے مہمان خصوصی جناب غلام علی تھنگوی جبکہ صدر جلسہ جناب جابر علی تھے۔ سٹیج سکریٹری کے فرائض غلام مرتضیٰ نے ادا کی۔ تلاوت عرفان علی نے جبکہ محمد اسحاق نواز نے نعت پیش کی۔ تقریب میں غلام مہدی پروانہ، مہدی حسن خان، عبدالرحیم، غلام حسن پیرجی، عبدالحمید جوہر اور قربان علی راجا نے تقریریں کیں۔ بعدازاں عبدالرحیم نے نو منتخب عہدیداروں سے حلف لیا جو درج ذیل ہیں۔

صدر محمد بشیر نوری، جنرل سکریٹری مہدی حسن خان، فنانس سکریٹری محمد اسحاق نواز، ایجوکیشن سکریٹری غلام محمد، پریس سکریٹری غلام مرتضیٰ اور رابطہ سکریٹری محمد امین ارمان ہیں۔

رپورٹ: غلام مرتضیٰ پریس سیکرٹری

پرتگ ویلفیئر آرگنائیزیشن کراچی

آج مورخہ 10 جنوری 2009 کو پرتگ ویلفیئر آرگنائیزیشن (رجسٹرڈ) کراچی کا سالانہ اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس کا آغاز قربان علی دورانی صاحب نے تلاوت کلام پاک سے کیا۔ اس کے بعد مہمان خصوصی ڈپٹی اسٹیٹ ڈائریکٹر غلام حسین صاحب کی صدارت میں ہوا۔ جس میں پہلے بانی تنظیم مرحوم ڈاکٹر روزی محمد کاکا کے ایصال و ثواب کے لئے دعائے مغفرت کی گئی۔ اور اجلاس میں سابقہ کابینہ کی کارکردگی کا بھی تفصیلی جائزہ لیا گیا۔ آخر میں سال 2009 کے لئے کابینہ کا انتخاب کیا گیا جس میں درجہ ذیل ممبران شامل ہیں۔

صدر عبدالغفور غفاری، نائب صدر غلام نبی، فنانس سکرٹری ایڈوکیٹ عابد حسین، فنانس سکرٹری ذاکر حسین آرمان اور رابطہ سکرٹری محمد اسلم عقیل ہیں۔ (ایڈوکیٹ عابد حسین صدیقی)

اطلاع

تمام مضمون نگار، کالم نگار اور مراسلہ نگاروں سے التماس ہے کہ وہ اپنے مضمون، آرٹیکل، خطوط اور خبریں کے ساتھ اپنا پورا نام، تعلیمی قابلیت، مکمل پتہ، فون نمبر، ای۔ میل ایڈریس اور تاریخ ضرور درج کریں۔ شکریہ! (ادارہ)

اطلاع

نوائے صوفیہ انٹرنیشنل ایک کثیر الجہتی مجلہ ہے جو ریسرچ سٹڈیز امن و آشتی کے فروغ میں اپنا بھرپور کردار ادا کر رہا ہے۔ نوائے صوفیہ کی ڈائمنڈ جوبلی کے موقع پر ادارہ نوجوانوں کا نوائے صوفیہ، خواتین کا نوائے صوفیہ اور بچوں کا نوائے صوفیہ کے عنوانات سے شروع کر رہا ہے۔ اُمید ہے پسند آئیں گے۔ مزید بہتری کے لیے مضامین اور مشوروں کی اپیل ہے۔ (ادارہ)

پیغام

میرا پیغام نوجوانانِ اہل تصوف کے نام ہے کہ وہ اپنی عظمت و صلاحیت کو سمجھتے ہوئے اور عہد رفتار کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے اپنی توانائیوں اور صلاحیتوں کو منظم انداز میں اس دین حقہ کی حفاظت اور ترویج کے لئے بروئے کار لائے جائیں۔

(دلشاد علی حیدری)

تعلیمی اعلانات

اوپن یونیورسٹی نے سمسٹر بہار 2008 کے نتائج کا اعلان کردیا

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی کے کنٹرولر امتحانات نے سمسٹر بہار 2008ء میں پیش کیے گئے ٹریننگ سلسلے کے پروگراموں پی ٹی سی، سی ٹی، بی ایڈ اور ثانوی، اعلیٰ ثانوی اور بی اے کے نتائج کا اعلان کردیا

ہے اور تمام امیدواروں کو رزلٹ کارڈ ان کے پتوں پر ارسال کر دیے گئے ہیں۔

اوپن یونیورسٹی نے سمسٹر بہار 2009ء کے داخلہ کا اعلان کر دیا

علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی نے بہار 2009ء سمسٹر کے داخلہ کا اعلان کر دیا ہے۔ یونیورسٹی کے اعلان کے مطابق درجہ میٹرک سے پی ایچ ڈی تک اس کے علاوہ درس نظامی اور متفرق سرٹیفکیٹ کورسز میں داخلہ شروع ہوا ہے۔ داخلہ فارم جمع کرانے کی آخری تاریخ 28 مارچ 2009ء ہے۔

مختصر مختصر

کرواتھنگ بلغار میں نوجوانوں کے زیر اہتمام تین روزہ اعتکاف کا اہتمام کیا گیا۔ (نعیم عباس بلغار تھوکھا)

براہ پائیں میں عید غدیر کی محفل بوا شاہ اللہ کے زیر صدارت میں ہوئی۔ جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

(محمد ابراہیم سراج)

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ ایوان اقبال لاہور میں زیر نگرانی محمد ابراہیم خپلوی اور بوا اسلم خپلوی اعتکاف نشینی میں 15 فرزندان توحید نے شرکت کی۔ محفل کا اختتام مولانا عارف حسین کے دعائیہ کلمات سے ہوا۔ (باقر علی خپلوی)

بلغار تھوکھا میں نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن کے زیر اہتمام سہ روزہ اعتکاف کا اہتمام کیا گیا۔ صدر محفل مولانا علی مراد نوری صاحب تھے۔

(شبیر حسین بلغاری)

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں ماہ ذوالحج میں سہ روزہ اعتکاف نشینی کا پروگرام ہوا۔ جس میں کثیر تعداد میں لوگوں نے شرکت کی۔

(دانیال محمود نوری کریسی)

جامع مسجد صوفیہ نوربخشیہ اسلام آباد میں یوم غدیر نہایت عقیدت و احترام سے منایا گیا۔ صدارت مولوی محمد انور نے کی۔

(دانیال محمود نوری کریسی)

7 دسمبر 2008 بروز اتوار مسجد صوفیہ نوربخشیہ گمبہ ترانگزونگ کھر کو کا باقاعدہ افتتاح بدست مبارک سید محمد علی شاہ الموسوی ہوا۔

(شمیم رضا بگبی)

NYF سب ڈویژن شگر کا ایک اہم اجلاس منعقد ہوا۔ اجلاس میں ترقی پانے والے نوربخشی آفیسروں کو مبارک باد دی گئی۔ آفیسروں میں آئی سرجن ڈاکٹر نیاز علی کو گریڈ 20 میں، محمد موسیٰ کو NAPWD میں ایکسین کے عہدے پر اور ابراہیم جوہر اور علی حسن کو مقامی پولیس میں انسپکٹر کے عہدے پر ترقی ہوئی۔ (اکبر جاوید ابدالی شگری)

الحاج مفتی اعظم علی محمد ہادی کا حج بیت اللہ سے واپسی پر بے مثال استقبال کیا گیا۔ مفتی اعظم کے ہمراہ الحاج سید ممتاز حسین، الحاج ماسٹر عبدالرحمن، حاجی محمد اسحاق، حاجی عنایت علی، حاجی دولت علی، شامل تھے۔ لوگوں کی کثیر تعداد اور گاڑیوں کی جلوس کے ساتھ مدرسہ شاہ ہمدان سے ہوتے ہوئے شگر پہنچ گئی راستے میں جگہ جگہ بے مثال استقبال کیا گیا۔ (اکبر جاوید ابدالی شگری)

سید ذاکر حسین صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول تھگس کی ترقی انسپکٹر آف سکول ہونے پر مبارک باد پیش ہے۔

(سید بشارت حسین جنرل سیکرٹری MIWOT واہلیان تھگس)

انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نوربخشیہ علی پور اسلام آباد کے زیر اہتمام عید الاضحیٰ پینتیس فرزندان توحید نے اجتماعی قربانی میں حصہ لیا۔ اختتام پر لنگر کا بھی اہتمام کیا گیا۔

(غلام محمد شاہین، نمائندہ علی پور)

در دشتِ جنونِ من جبریل زبوں صیدی

یزداں بہ کمند آور اے ہمت مردانہ

نامۂ سالک

قارئین کے خطوط

ت۔ ن۔ ل

❁ نوائے صوفیہ کے لیے "آپ کے مسائل اور ان کا حل" کے سلسلے میں چند سوالات ہیں آئندہ شمارے میں چھپوا کر تسلی اور سکون بخشیں۔ ہدیہ سال ۲۰۰۹ء 250 روپے غلام صاحب کے نام منی آڈر ہے۔ آئندہ میرا نام بھی خریداروں میں شامل کر دیں۔ شکریہ!

(علی حسن چھوڑ بٹی حال رحیم یار خان کینٹ

جواب: سوال ملنے پر ضرور جواب دیں گے۔ خط لکھنے کا شکریہ (ادارہ)

❁ انجمن فلاح و بہبود صوفیہ نور بخشیہ اور تصوف نیشنل لائبریری علی پور اسلام آباد کے زیر اہتمام نوائے صوفیہ کی تقسیم شمارہ نمبر 99 سے شروع ہو چکی ہے۔ آپ سے گزارش ہے کہ آئندہ سے 15 کاپیاں ارسال کریں۔ ایک عدد کاپی تصوف نیشنل لائبریری علی پور کے لئے بلا قیمت ارسال کریں۔ شکریہ!

(غلام محمد شاہین نمائندہ علی پور اسلام آباد)

جواب: آئندہ سے ارسال کریں گے۔

❁ میں نوائے صوفیہ کا ایک بے حد شیدائی قاری ہوں اس وقت ہم منگوپیر مسجد کی تعمیر میں سرگرم ہیں۔ دعا کی اپیل ہے۔ میرے طرف سے نوائے صوفیہ کے تمام احباب کو سلام عرض ہے۔

(جعفر علی بروس بلغار مقیم کراچی منگوپیر)

❁ اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ آپ کے قلم میں مزید روانی پیدا ہو اور مسلک حقہ کی سربلندی کے لئے دن رات کوشاں رہنے کی توفیق ملے۔ آمین! میں نوائے صوفیہ کا مستقل قاری ہوں۔ اس رسالے سے نہ صرف مرد مستفید ہو رہی ہیں بلکہ پردہ نشین خواتین بھی اس سے مستفید ہو رہے ہیں۔ یہ رسالہ نوربخشیوں کا مقبول ترین رسالہ ہے جس کی آمد کا ہر مرد و زن کو شدت سے انتظار رہتا ہے۔ رسالے کے لیے ایک عنوان بھیجا ہے شائع فرما کر حوصلہ افزائی کیجئے گا۔ شکریہ!

(محمد اقبال وفا گلاب پور شگر)

جواب: مضمون باری آنے پر شائع کیا جائے گا۔ حوصلہ رکھیں۔ خط لکھنے کا شکریہ۔ (ادارہ)

❁ نوائے صوفیہ کا باقاعدہ ریکارڈ رکھیں اور آفس چلائیں۔ مولانا انور صاحب کے حکم پر مضامین نہ ملنے کی شکایات کے بناء پر میں نے گیارہ مضامین بوساطت حسین سرموی بھیجے ہیں شاید ملا ہوگا۔ مطالعہ سے مزید چھ مضامین تیار کئے ہیں آپ کی طرف سے جواب ملنے پر ہی کسی آنے والے کیساتھ بھیج دوں گا۔ نوائے صوفیہ کو اختلاف سے نکال کر بہت اچھا کیا ہے شکر گزار ہوں۔ تمام کارکنوں کو سلام!

(م ش کورو ی)

جواب: آپ کا مضمون ملا۔ مضمون باری باری ضرور شائع کیے جائیں گے۔ خط لکھنے کا شکریہ۔

(ادارہ)

❁ نوائے صوفیہ کا حقیقی عاشق ہوں بڑی شدت سے جو انتظار رہتا ہوں۔ میری دعا ہے کہ اللہ پاک مذہب حقہ کے ان عظیم سپوتوں کو اس کار خیر میں مزید بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

(گلزار ملک امیر آباد چھوربٹ

❁ نوائے صوفیہ کی ڈائمنڈ جوبلی پر ادارہ نوائے صوفیہ کے تمام کارکنان کو دل کی گہرائیوں سے مبارکباد پیش کرتے ہیں۔ نمائندہ ہونے کے باوجود مجھے نوائے صوفیہ مستقل قاریوں کے نسبت دیر سے موصول ہوتے ہیں جس کی وجہ سے اس کی فروخت میں کافی مسائل

فقہی مسائل

آپ کے مسائل اور اُن کا حل

(شریعت محمدیہؐ کی روشنی میں)

علامہ محمد بشیر صاحب

اس عنوان کے تحت ادارے کو موصول ہونے والے مفید سوالات کے جوابات شائع کیے جاتے ہیں۔ ہم پہلے بھی کئی بار کہہ چکے ہیں کہ رسالے میں جن سوالات کے جوابات شائع ہو چکے ہوں، اُن سوالات کے جوابات دوبارہ شائع نہیں کیے جائیں گے۔ اس بات کو قارئین ضرور یاد رکھیں۔ اس شمارے کے لئے جن سوالات کا انتخاب کیا گیا ہے۔ ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

سوالات وجوابات

سوال نمبر 1: کیا سر پر مسح کرنے کے لئے بالوں کا خشک ہونا ضروری ہے؟ (سائل محمد علی شاہ سید ہاسٹل راولپنڈی)

جواب نمبر 1: بسم اللہ الرحمن الرحیم o سر پر مسح کرنے کے لئے بالوں کا خشک ہونا ضروری نہیں ہے بلکہ آپ گیلے بالوں پر مسح کر سکتے ہیں ایسا کرنا شرعاً درست ہے۔

سوال نمبر 2: موبائل فون میں فلمی گانے اور قابل اعتراض تصویریں ہوں تو اس قسم کے موبائل جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟

(سائل محمد علی شاہ سید ہاسٹل راولپنڈی)

جواب نمبر 2: بسم اللہ الرحمن الرحیم o موبائل میں فلمی گانے اور قابل اعتراض منظر والی تصویریں موجود ہوں تو اسے جیب میں رکھ کر نماز پڑھنا شرعاً درست قرار پاتا ہے تاہم نماز کی حالت میں موبائل کو بالکل بند رکھنا ضروری ہے۔ اس کو عدم جواز پر محمول کرنا ایسا ہے جیسا کہ کوئی کہے کہ پیٹ کے اندر غائط اور پیشاب وغیرہ موجود تھا۔ لہٰذا غائط اور پیشاب سے پیٹ کو خالی کرنا پڑے گا پھر جا کے نماز درست ہوگی۔ ایسی مضحکہ خیز بات کوئی نہیں کہہ سکتا پس موبائل جیب میں مخفی ہے لہٰذا نماز کی صحت شرعاً متاثر نہیں ہوگی۔ مزید وضاحت طلبی کی جا سکتی ہے۔

سوال نمبر 3: بینک کی ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب نمبر 3: بسم اللہ الرحمن الرحیم o بینک کی ملازمت شرعاً درست کام ہے اس کے جواز میں کوئی کلام نہیں۔

سوال نمبر 4: بینک میں پیسے جمع کر کے اپنی رقم سے زیادہ وصول کرنا جائز ہے؟ (سائل سجاد حسین اسلامک یونیورسٹی)

جواب نمبر 4: بسم اللہ الرحمن الرحیم o جناب والا! اسی کا نام تو سود ہے جو شرعاً حرام ہے۔

سوال نمبر 5: نماز عیدین اور زیارات کی نمازیں مرد حضرات کی طرح خواتین بھی اجتماعی ادائیگی کی صورت میں پڑھ سکتی ہیں؟

جواب نمبر 5: بسم اللہ الرحمن الرحیم o عیدین کی نماز اور زیارت کی نمازیں مردان اور زنان دونوں اجتماعی ادائیگی کے طور پر پڑھ سکتے ہیں۔ تاہم دونوں کے درمیان پردہ حائل ہونا ضروری ہے یا عورتیں خود اجتماعی ادائیگی کر سکتی ہیں۔ بشرطیکہ امامتِ نماز کی اہلیت والی کوئی خاتون امامت کے فرائض انجام دیتی ہو۔

سوال نمبر 6: غلے کی زکوٰۃ جو دسواں حصہ ہے تو کیا بطور زکوٰۃ دسواں حصہ کی قیمت بھی ادا کی جا سکتی ہے؟ (سائل غلام حسین لوکھا)

جواب نمبر 6: بسم اللہ الرحمن الرحیم o جی ہاں! بطور زکوٰۃ دسواں حصہ غلے کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے۔ اس کے لیے علاقائی بھاؤ شرعاً معتبر ہوگا۔

امید ہے کہ سائلین ان جوابات سے مطمئن ہوں گے۔ ☆

نوائے صوفیہ کے لئے این وائی ایف کی وصولیات

۱۔ غلام مہدی صاحب نمائندہ سکردو 1600/-

۲۔ محمد صادق صدیقی صاحب نمائندہ سکردو 900/-

۳۔ ماسٹر حسین صاحب نمائندہ ژوق بلغار 150/-

۴۔ سید شہاب الدین صاحب تھگس 400/-

۵۔ اعجاز حسین صاحب کراچی 8000/-

۶۔ حاجی محمد علی صاحب تھلوی 5000/-

۷۔ غلام مہدی صاحب بحرین 5000/-

۸۔ اکبر جاوید ابدالی صاحب نمائندہ شگر 220/-

۹۔ اسلام آباد سے ہنگامی چندہ 1200/-

۱۰۔ بوا غلام نبی صاحب نمائندہ بلغار 2700/-

۱۱۔ بوا موسیٰ علی صاحب نمائندہ بلغار 500/-

۱۲۔ شیر محمد صاحب چھوربٹ تھنگ 500/-

۱۳۔ عبدالرحیم صاحب NLI 14 سیالکوٹ 200/-

۱۴۔ مولانا محمد ابراہیم فیضی صاحب نمائندہ یوچنگ 600/-

۱۵۔ بابو غلام علی صاحب نمائندہ براہ 592/-

۱۶۔ حاجی الطاف حسین صاحب سکردو 300/-

۱۷۔ ماسٹر محمد علی صاحب نمائندہ تھلے 500/-

۱۸۔ بوا شکور علی انور صاحب نمائندہ گلگت 1300/-

۱۹۔ ثناء اللہ صاحب نمائندہ لاہور 1360/-

۲۰۔ ماسٹر شکور صاحب نمائندہ خپلو 1000/-

۲۱۔ غلام محمد و محمد اشرف صاحب نمائندہ کراچی (شمارہ ۹۸) 1372/-

۲۲۔ غلام محمد و محمد اشرف صاحب نمائندہ کراچی (شمارہ ۹۹) 2100/-

۲۳۔ حوالدار محمد سلیم صاحب 600/-

۲۴۔ اسلام آباد سے رسالہ فروخت ہو کر 900/-

۲۵۔ شاہ سید ہوسٹل راولپنڈی 150/-

۲۶۔ علی حسین چھوربٹ رحیم یار خان صاحب 250/-

۲۷۔ غلام محمد صاحب سرموں بلتستان 300/-

۲۸۔ بابو محمد اشرف صاحب خپلو گمبہ بھوتنگ 300/-

۲۹۔ عبدالکریم صاحب غریس خپلو 300/-

۳۰۔ محمد خان صاحب خپلو پائن 300/-

۳۱۔ غلام حسین صاحب تھسکونگ خپلو 300/-

۳۲۔ مرتضیٰ رضا بگتی صاحب خپلو 300/-

۳۳۔ ماسٹر ممتاز حسین صاحب خپلو 300/-

۳۴۔ ڈاکٹر محمد اسماعیل صاحب خپلو 500/-

۳۵۔ محمد رضا عسکری صاحب خپلو 300/-

۳۶۔ مبارک علی سکیدوی صاحب خپلو 300/-

۳۷۔ محمد رضا صاحب بچی خپلو 300/-

۳۸۔ بوا عارف حسین صاحب خپلو 300/-

۳۹۔ مبارک علی صاحب کھاختسیر خپلو 300/-

۴۰۔ مولانا محسن علی صاحب صدر NYF خپلو 300/-

۴۱۔ محمد یوسف صاحب صاحب خپلو 500/-

۴۲۔ محمد حسین اسماعیل صاحب خپلو 300/-

۴۳۔ الطاف حسین صاحب خپلو 300/-

۴۴۔ محمد حسین صاحب آمین میڈیکل سٹور خپلو 300/-

۴۵۔ غلام محمد شاہین صاحب علی پور 300/-

۴۶۔ محمد حسین صاحب خسیر گرونگ خپلو 300/-

۴۷۔ محمد اسحاق صاحب غریس خپلو 300/-

۴۸۔ محمد اسماعیل صاحب گونمایار خپلو 300/-

۴۹۔ ایف سی محمد شمیم صاحب تھسکونگ خپلو 300/-

۵۰۔ مظہر حسین صاحب تھسکونگ خپلو 300/-

۵۱۔ زاہد حسین صاحب تھسکونگ خپلو 300/-

۵۲۔ اختر حسین صاحب تھسکونگ خپلو 300/-

۵۳۔ غلام نبی صاحب ستروپی چپلو	300/-
۵۴۔ محمد الیاس راہی صاحب چپلو	300/-
۵۵۔ انور علی صاحب سرگیب چپلو	300/-
۵۶۔ شبیر حسین صاحب چپلو	300/-
۵۷۔ محمد ایوب صاحب کنوا چپلو	300/-
۵۸۔ محمد شریف صاحب چپلو	300/-
۵۹۔ انیس احمد صاحب کنوا چپلو	300/-
۶۰۔ بابو غلام حسین صاحب کنوا چپلو	300/-
۶۱۔ اختر حسین صاحب چپلو	300/-
۶۲۔ محمد اشرف صاحب سبزی فروش چپلو	300/-
۶۳۔ صوبیدار محمد حسین صاحب گمب بھونگ چپلو	1000/-
۶۴۔ چیئرمین شبیر حسین صاحب ہنڈلی چپلو	300/-
۶۵۔ صوبیدار بلال صاحب ہنڈلی چپلو	1000/-
۶۶۔ آخوند علی صاحب باقرپی گوند چپلو	300/-
۶۷۔ حاجی محمد چو صاحب سرگیب چپلو	500/-
۶۸۔ موسیٰ علی صاحب چھوربخی چپلو	300/-
۶۹۔ محمد اصغر صاحب چھپی چپلو	300/-
۷۰۔ محمد ابراہیم صاحب گذلک بیکری چپلو	300/-
۷۱۔ غلام عباس صاحب جنرل سیکرٹری NYF چپلو	300/-
۷۲۔ اشرف حسین تمنا صاحب	300/-
۷۳۔ محمد یوسف صاحب چپلو ان ہوٹل	300/-
۷۴۔ محمد یوسف صاحب ملک ہوٹل چپلو	300/-
۷۵۔ غلام رسول صاحب انصاف ستروپی چپلو	300/-
۷۶۔ جعفر علی صاحب بلتستان پیک سینٹر چپلو	300/-
۷۷۔ بو امراد علی صاحب کریس	400/-
۷۸۔ مولانا عبدالستار صاحب کریس	300/-
۷۹۔ امیر صاحب سرمیکی	5000/-
۸۰۔ محمد یحییٰ خان صاحب چپلو	360/-
۸۱۔ حاجی بلال احمد صاحب ہنڈلی	300/-
۸۲۔ بوا عارف حسین صاحب ستروپی	200/-
۸۳۔ محمد علی صاحب ہیڈ ماسٹر ہائی سکول تلس	300/-
۸۴۔ غلام محمد صاحب پروانہ تلس	500/-
۸۵۔ بابو غلام حسین صاحب خسیر گرونگ	300/-
۸۶۔ بابو موسیٰ خان صاحب گرونگ چپلو	300/-
۸۷۔ ماسٹر بشیر صاحب گونگمہ یار چپلو	200/-
۸۸۔ محمد حسن صاحب ہائی سکول غورسے	300/-
۸۹۔ غلام حسن صاحب حسو خسیر گرونگ چپلو	200/-
۹۰۔ بابو نذیر حسن صاحب کھرکو	300/-
۹۱۔ حاجی غلام محمد صاحب گونگمہ یار چپلو	360/-
۹۲۔ شیم رضا بگی صاحب نمائندہ چپلو	900/-
۹۳۔ محمد شریف دلشاد صاحب نمائندہ براہ پائین	1000/-
۹۴۔ بذریعہ عابدین زین صاحب	500/-

مضمون نگاروں سے گزارش:

آئندہ نوائے صوفیہ میں اشاعت کے لیے صرف ان علمی مضامین کو اولیت دی جائے گی جو محنت اور عرق ریزی سے تیار کیے گیے ہوں۔ ہر مضمون کے ساتھ ماخذ کتب کا حوالہ دینا ضروری ہوگا۔ ورنہ مضمون ناقابلِ اشاعت قرار پا سکتا ہے۔

نوائے صوفیہ کے لیے ارسال کیے جانے والے مضامین کا رسالے کے بنیادی نصب العین یعنی احیائے تصوف اور اتحاد بین المسلمین سے ہم آہنگ ہونا ضروری ہے۔

نمائندگان نوائے صوفیہ

۱۔ محمد صادق صدیقی صاحب سکردو
۲۔ غلام محمد صاحب کراچی
۳۔ حاجی ماسٹر شکور علی خپلو
۴۔ مولانا شکور علی انور صاحب گلگت
۵۔ اشرف حسین صاحب کراچی
۶۔ غلام مہدی صاحب سکردو
۷۔ مولانا غلام مہدی صاحب کورو کریس
۸۔ مولانا سلمان صاحب کورنگی کراچی
۹۔ این ایل آئی رجمنٹ بونجی گلگت
۱۰۔ ماسٹر غلام نبی صاحب بلغار
۱۱۔ مولانا شیر علی صاحب ڈوغنی
۱۲۔ محمد حسن جنید کریس
۱۳۔ مولانا محمد محسن علی صاحب سرمو
۱۴۔ حاجی عبدالکریم صاحب کھرکوہ
۱۵۔ علی ولد رمضان صاحب تھگس
۱۶۔ مولانا محمد ابراہیم فیضی صاحب یوچنگ
۱۷۔ بوامختار علی صاحب دم سم
۱۸۔ ماسٹر محمد علی صاحب تھلے
۱۹۔ ماسٹر دلشاد صاحب تھلے
۲۰۔ حاجی ماسٹر علی شاہ صاحب تھلے
۲۱۔ ماسٹر فرمان علی صاحب تھلے
۲۲۔ صوفی اسحاق صاحب تھلے
۲۳۔ ماسٹر حسین صاحب بلغار ژوق
[illegible] علی نوری تھگس
۲۵۔ اقبال ولد محمد رضا چھمن خپلو
۲۶۔ بابو غلام علی صاحب براہ بالا
۲۷۔ محمد شریف دلشاد صاحب براہ بالا
۲۸۔ اکبر جاوید ابدالی صاحب شگر
۲۹۔ حاجی سودے علی صاحب گلشن کبیر
۳۰۔ غلام محمد صاحب AGPR خپلو
۳۱۔ شمیم رضا بگٹی صاحب خپلو
۳۲۔ محمد یٰسین صاحب کھرکوہ سنگلگ
۳۳۔ ثناء اللہ صاحب براہوی لاہور
۳۴۔ غلام محمد G.M پروانہ تلس
۳۵۔ محمد الیاس المعروف بواعبد سرمیک
۳۶۔ بوا موسیٰ علی صاحب بلغار
۳۷۔ عبدالرحمٰن صاحب خپلو غریس
۳۸۔ غلام محمد شاہین صاحب اسلام آباد

نمائندگانِ نوائے صوفیہ کے نام خصوصی پیغام

آپ سب کو رسالہ نوائے صوفیہ انٹرنیشنل کی سویں سالگرہ پر از تہ دل مبارک باد پیش کرتے ہیں۔ رسالے کے سو شمارے کامیابی سے نکالنے میں آپ کی جہدِ مسلسل کا بہت بڑا ہاتھ ہے۔ اب اس رسالے کو مزید ترقی دے کر صحیح معنوں میں احیائے تصوف کا علمبردار اور اتحاد بین المسلمین کا نقیب بنانا آپ کے تعاون کے بغیر ممکن نہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ کی سعی کو مشکور فرمائے۔

منجانب: ادارہ نوائے صوفیہ

ڈائمنڈ جوبلی مبارک

جملہ اہلِ صوفیہ بالعموم اور قارئین نوائے صوفیہ کی خدمت میں بالخصوص نوائے صوفیہ کی ڈائمنڈ جوبلی اشاعت پر ہدیۂ تبریک پیش کرتے ہیں۔

قارئین کے لیے اہم خوش خبری یہ ہے کہ اس اہم موڑ پر پہلی بار نوربخشیہ یوتھ فیڈریشن پاکستان اور تصوف نیشنل لائبریری اسلام آباد کے پرجوش نوجوان میدانِ عمل میں کود پڑے ہیں اور نوائے صوفیہ کے علمی و ادبی معیار میں خاطر خواہ اضافہ کر کے اسے صحیح معنوں میں انٹرنیشنل علمی جریدہ بنانے کا عزمِ صمیم کرلیا ہے۔

پوری دنیا اور بالخصوص وطنِ عزیز پاکستان میں فی زمانہ پائی جانے والی فرقہ واریت اور مذہبی انتہا پسندی کو شکست دے کر امن، محبت، بھائی چارہ، رواداری، برداشت، وسیع النظری اور کشادہ دلی کو فروغ دینے کے لیے دامے، درمے، سخنے نوائے صوفیہ کے ساتھ بھرپور تعاون کیجیے کیونکہ ہمارے مسائل کا حل صوفیہ کرام کے عالمگیر پیغام محبت کو عام کرنے میں ہے۔

اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

(ادارہ)